

(جملہ حقوق کتاب ہذا بحق مؤلف محفوظ ہیں)

نام کتاب	نداء الحق
مصنفین	مفتی جلال الدین احمد امجدی (انڈیا)
//////	ڈاکٹر مظہر شاہ (صوبہ سرحد)
زیر اہتمام	شیخ محمد سرور اویسی
پروف ریڈنگ	محمد نعیم اللہ خاں قادری (بی ایس سی، بی ایڈ ایم اے اردو، پنجابی، تاریخ)
کمپوزنگ	محمد طیب گراک
من اشاعت	15 دسمبر 2009ء
قیمت	140/-
تعداد	1100

ملنے کے پتے

جامعہ جلالیہ رضویہ لاہور / مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر
کرمانوالہ بک شاپ لاہور / مکتبہ جلالیہ صراط مستقیم گجرات
مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / رضا بک شاپ گجرات
مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / مکتبہ فیضان مدینہ گھکھڑ
مکتبہ فیضان اولیاء کامونگی
جامعہ محمدیہ رضویہ بھکھی شریف۔ منڈی بہاؤ الدین
صراط مستقیم پہلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور 0321-9407699

اویسی بک شال پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	حالات (مفتی جلال الدین احمد امجدی)	6
2	تقریظ (غلام عبدالقادر علوی، پروفیسر شریف)	11
3	دیباچہ (الحاج ڈاکٹر مظہر شاہ)	12
4	قابل حفظ چہل احادیث نبوی ﷺ	16
5	ذات اور صفات باری تعالیٰ	29
6	ذات اور صفات الہی سے متعلق چند ضروری عقائد	30
7	ظہور صفات الہی	31
8	تلاش اسباب	39
9	توحید	42
10	شرک	43
11	توحید اور شرک میں فرق	47
12	بدعت اور اقسام بدعت	48
13	بدعت حسنہ	52
14	بدعت سیئہ	54
15	علم غیب	58

16	حیات موتی	66
17	سماع موتی	71
18	توسل	75
19	غیر اللہ سے مدد مانگنا	83
20	مشکل کشا و حاجت روا	89
21	دعا بعد از نماز جنازہ بہ بیست و ہفتا غی	93
22	لفح و ضرر رسانی	96
23	نداء یا رسول اللہ	99
24	معجزات بعد ممات	105
25	کرامات بعد وفات	108
26	دعا مصافحہ و معافقہ بعد نماز عیدین	110
27	درود تاج پر بیجا اعتراض	112
28	ایصال ثواب	115
29	نذر	120
30	تعزیت اور مردوں کی طرف سے صدقات	125
31	زیارت قبور	130
32	طریقہ زیارت قبور	133

33	احترام قبور مسلمین	135
34	انہدام قبور مشرکین	137
35	سفر برائے زیارت قبور	140
36	بلندی قبور	143
37	مناہجین بہ لغیر اللہ کی تشریح	145
38	مفتی جلال الدین احمد امجدی	149
39	بدعت	149
40	بدکت کی پانچ قسمیں	151
41	بدعتوں کا رواج	157
42	صلوٰۃ و سلام	159
43	انگوٹھے چومنا	166
44	اولیاء کرام کی نظر	169
45	تکبیر کے وقت بیٹھنا	175
46	خطبہ کی اذان مسجد کے باہر سنت ہے	183
47	بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا	185
48	ایصال ثواب اور فاتحہ	187
49	فاتحہ کا آسان طریقہ	192

فقیہ ملت علامہ جلال الدین احمد امجدی رحمہ اللہ

محمد صلاح الدین سعیدی

مراد سنگھ راجپوت فیملی کا فرد تھا لیکن تھا بڑا سلیم الفطرت دین اسلام سے اسے دلچسپی تھی وہ دل سے اسلام کی خوبیوں کا معترف تھا مگر کفر کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا خاندان اور برادری کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا لیکن جیسے جیسے مراد سنگھ کے دل میں اسلام دوتی کے پاکیزہ جذبات پروان چڑھتے رہے ویسے ویسے ہی اس کے اندر ظالم سماج سے نکلنے کی جرأت بھی پیدا ہوتی گئی اور آخر ایک دن وہ اپنے اندر پیدا ہونے والے فطری انقلاب کو علی الاعلان ظاہر کر کے اسلام کے دامن میں آ گیا اور ”مراد سنگھ“ سے ”مراد علی“ بن کر اسلامی برادری کا ایک معزز رکن بن گیا۔ مراد علی کے اس جرأت مندانہ اقدام نے خاندان اور سماج میں کھلبلی مچا دی۔ راجپوت اس کی جان کے دشمن ہو گئے خاندان والوں کی مخالفت کی وجہ سے مراد علی کو اسلام اور خاندان دونوں میں سے ایک چیز کا انتخاب کرنا پڑا۔ اس نے خاندان کی محبتوں کو اسلام کی صداقتوں پر قربان کر دیا اور ہجرت کی سنت ادا کرتے ہوئے اپنے وطن مالوف (بڑہڑ) کو چھوڑ کر ضلع فیض آباد کے ہی قصبہ شہزاد پور میں سکونت کر لی۔ مراد نے صرف خود مراد کو پہنچا بلکہ اپنی اولاد کو بھی ”منزل مراد“ کا پتہ دے گیا مراد علی کی چوتھی پشت میں سے ضیاء الدین مرحوم شہزاد پور سے اتر پردیش کے ضلع بہتلی کے ایک قصبہ ”اوجھانج“ منتقل ہو گئے۔ انہیں ضیاء الدین مرحوم کی چوتھی پشت میں ہمارے ممدوح مکرم فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی نے ۱۹۳۳ء میں جنم لیا۔ حضرت فقیہ ملت کے والد ماجد (جان محمد مرحوم متوفی ۱۹۵۱ء بغیر کسی مقررہ مشاہرے کے جامع مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیا کرتے۔ بچوں کو پڑھاتے اور ابتدائی تعلیم و تربیت فرماتے تھے) اپنے تقویٰ و پرہیزگاری کے باعث پورے اوجھانج میں عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔

حضرت فقیہ ملت نے تقریباً ۱۰ سال کی عمر میں حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی اور تقسیم ہند سے قبل ہی فارسی کی تکمیل بھی کر لی تھی پھر ۱۹۴۳ء میں آپ عالم اسلام کے علمبردار عالمی مبلغ حضرت علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ کے مدرسہ سائمن پور میں داخل ہوئے اور ۱۹۵۲ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ علامہ ارشد القادری اپنے ہزاروں شاگردوں میں حضرت فقیہ ملت پر بجا طور پر فخر فرماتے۔ آپ اوجھانج میں پہلے باقاعدہ اور مستند عالم دین شمار ہوتے تھے اور آج اوجھانج میں جتنے بھی علماء کرام ہیں یا تو آپ کے شاگرد ہیں یا شاگردوں کے شاگرد ہیں

جب آپ عالم دین ہو کر اپنے علاقے اوجھانج میں پلٹے تو آپ نے غلط رسومات کے خلاف بڑی تندہی سے عملی میدان میں کام کیا اوجھانج میں یہ عام رواج تھا کہ قربانی کے بکروں کا گوشت مسلمانوں کیساتھ ساتھ ہندوؤں میں بھی تقسیم کیا جاتا تھا۔ آپ نے لوگوں کو مسئلہ سمجھایا کہ قربانی کے علاوہ تالیف قلب کیلئے کوئی تحفہ وغیرہ دیا جائے تو وہ دوسری بات ہے بلکہ اسلام کی اخلاقی تعلیم ہے اور مستحسن اقدام ہے لیکن جو چیزیں اسلام نے مسلمانوں کیلئے مختص کر رکھی ہو مثلاً ذکوۃ یا قربانی وغیرہ تو یہ چیزیں غیر مسلم کو نہیں دی جاسکتیں جب آپ نے یہ تبلیغ فرمائی تو ہندوؤں کی طرف سے آپ کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ ہندوؤں نے باقاعدہ آپ سے باز پرس بھی کی لیکن آپ نے بے جھجک جواب دیا کہ ”ہم نہیں روکتے بلکہ ہمارا مذہب روکتا ہے جیسے آپ کا دھرم جتنی اجازت دیتا ہے اتنا ہی آپ برتاؤ ہمارے ساتھ کرتے ہیں“ آپ کے اس طرز استدلال اور حق گوئی و پیادگی کے کارن یہ رسم ختم ہوئی اب قربانی کا گوشت صرف مسلمانوں ہی میں تقسیم ہوتا ہے۔

شادی بیاہ کے مواقع پر بالکل ہندوؤں کی طرح ہوتے تھے۔ حضرت فقیہ ملت نے اسکے خلاف بھی عملی اقدام کئے اور خود شادی اوجھانج کی تاریخ میں پہلی شادی تھی جو مکمل اسلامی تعلیمات کا آئینہ تھی جو لوگوں کیلئے اسلامی شادی کا مکمل نمونہ بنی اور اس نے رسم

رواج کا رخ موڑ دیا۔ ایک اور چلن جو آپ نے تبدیل کروایا وہ عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا لازم تھا عام طور پر عورتیں بیٹھ کر ہی نماز پڑھا کرتی تھیں۔ حضرت فقیہ ملت نے مسئلہ سمجھایا کہ صرف مجبوری میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں جبکہ کھڑے ہونے کی سکت ہی نہ ہو۔ اب الحمد للہ عورتیں کھڑی ہو کر ہی نماز پڑھتی ہیں۔

ایک اور بھی ایک رسم جو آپ کی حکمت عملی سے مٹی وہ میت کا کھانا تھی یہ رسم اتنی پختہ تھی کہ اگر کسی غریب کے پاس گنجائش نہ ہوتی تو اسے باقاعدہ پنچائیت بلا کر سب کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہونا پڑتا۔ دیر تک وہ غریب معافی مانگتا رہتا لوگ اسے طرح طرح کے طعنے دیتے اور ہاتھ بتاتے وہ سب کی خرافات سنتا اور بار بار لجاجت کے ساتھ ہاتھ جوڑ کر اپنی مجبوریاں گنواتا تب جا کر بڑی مشکل اور ذلت و رسوائی کے ساتھ اس کی معافی منظور کی جاتی اور ساتھ ہی وہ شخص آئندہ پنچائیت میں بات کرنا چاہتا تو لوگ کہتے تو کیا بات کرتا ہے تیرا باپ مر گیا اور تو ابھی تک برادری کو کھانا نہ کھلا سکا۔ حضرت فقیہ ملت نے اس خالمانہ اور جاہلانہ رسم کا توڑ اس طرح کیا کہ آپ نے اپنے والدین کی میت پر کھانا بالکل نہ پکایا اور جو پیسہ کھانے وغیرہ پر لگنا تھا وہ مسجد میں دیکر اس کا ثواب والدین کی ارواح کو بخش دیا۔ آپ کی بھاری بھر کم مذہبی شخصیت پر کوئی پنچائیت انگلی نہ اٹھا سکی اور اس طرح ایک مکروہ سلسلہ ختم ہو گیا الغرض ”اوجھاسنج“ والوں کیلئے آپ کی ذات ایک ایسے رحمت ثابت ہوئی جس کے سایہ میں زندگی گزارنا آسان ہو گیا۔ رسومات کی کڑی دھوپ میں سڑنے والے لوگ شریعت و سنت کی گھنٹی چھاؤں میں آ کر سکھ کا سانس لینے لگے۔

آپ نے ”اوجھاسنج“ میں ۲ سال باقاعدہ تدریس فرمائی پھر صوبہ بہار کے شہر ”جھیشد پور“ میں کچھ عرصہ ایک سکول میں پڑھاتے رہے پھر ضلع بستی کے علاقے بھاؤ پور میں تدریسی خدمات انجام دیں اور بالآخر ۱۹۵۶ء میں جب براؤں شریف کے فیض الرسول سکول کو دارالعلوم فیض الرسول بنا دیا گیا تو آپ نے وہاں مستقل مدرس کی حیثیت

میں پڑھانا شروع کیا اور یہی مدرسہ فیض الرسول براؤں شریف آپ کی اصلی پہچان بنا اور آپ براؤں شریف کے مفتی کی حیثیت سے پورے بھارت میں مشہور ہوئے۔ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۸۳ء تک آپ تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ قتلوی نویسی بھی کرتے رہے۔ آپ کے فتوے مختلف رسائل و جرائد میں چھپتے رہے اور دنیا بھر میں مقبول ہوئے۔ ہندوستان کے علاوہ پاکستان ہالینڈ اور افریقہ تک سے آپ کے پاس سوالات آتے اور آپ ان کے تسلی بخش جواب عنایت فرما کر دینی رہنمائی کا حق ادا کرتے۔ ۱۹۸۳ء کے بعد قتلوی نویسی سے ریٹائرمنٹ لے لی اور زیادہ توجہ تدریسی امور نہانے پر مرکوز کر دی۔ تصنیف و تالیف کے شعبے میں آپ کی پہلی کاوش ”مکملہ مشقوی“ تھی جو حضرت مولانا رومی رحمہ اللہ کی بیان کردہ حکایتوں کے انتخاب پر مبنی تھی۔ اس کے بعد آپ کی اور کئی کتابیں آئیں۔ مثلاً معارف القرآن، انوار شریعت المعروف اچھی نماز حج و زیارت، محققانہ فیصلہ باغ فدک اور حدیث قرطاس، ضروری مسائل، نورانی تعلیم چار حصے، خطبات محرم وغیرہ۔ ان سب کتابوں کے علاوہ آپ کی کتابوں انوار الحدیث، اور فقہی پہیلیاں کو جو شہرت نصیب ہوئی وہ بہت کم کتابوں کو نصیب ہوئی ہے۔ خاص طور پر انوار الحدیث تو ہر اچھی لائبریری اور ہر صاحب مطالعہ شخص کے گھر کی زینت ہے۔

فقہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی کے بلند پایہ علمی مضامین بھی مختلف مذہبی پرچوں میں برابر شائع ہوتے رہتے ہیں اور آپ کے قارئین کا حلقہ پوری اردو دنیا میں موجود ہے۔ ایک مرتبہ ۱۹۷۹ء میں بھارت کے کسی اشاعتی ادارے نے ایک بہت بڑی علمی خیانت کا ارتکاب کیا کہ فقہ کی مشہور کتاب ”بہار شریعت“ چھاپی اور جہاں جہاں لفظ ”نہ“ آیا تھا اسے ختم کر ڈالا اور جہاں ”نہ“ نہیں آتا چاہے وہاں ”نہ“ ڈال دیا اس طرح منفی مسائل مثبت بن گئے اور مثبت منفی ہو گئے۔ جب آپ کی نگاہوں نے اپنے بھروسہ کی عظیم تصنیف کے ساتھ ایسی ”علمی ادبی شرارت“ کو بھانپ لیا تو اس کے خلاف زوردار مضامین لکھے جو الہ آباد سے نکلنے والے ماہنامہ ”پاسان“ اور براؤں شریف کے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَحْمَدُهُ وَتُصَلِّيَ وَتُسَلِّمَ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

آج کل مسلمانوں کے معاشرہ میں جس تیزی کے ساتھ غلط عادات و رسوم راہ پاتے جا رہے ہیں، وہیں اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس زمانہ کی چند نوزائیدہ جماعتوں کی تحریک کے زیر اثر اسلاف کرام کے مستحسن مراسم کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم ہو چکا ہے۔ صدیوں سے جن پر خوش عقیدہ مسلمانوں کا عمل تھا، وہی معمولات شرک و بدعت کی خانہ ساز مشین گنوں کی زد پہ ہیں۔ اور اس پہ اختلاف و نزاع کی ایسی گرم بازاری ہوئی کہ سادہ لوح مسلمانوں کے لیے حق و باطل کا امتیاز دشوار ہو گیا۔ اس خصوص میں استاذی حضرت علامہ جلال الدین احمد صاحب قبلہ امجدی مفتی فیض الرسول کو توجہ دلائی گئی۔ نتیجہً چند مختلف فیہ و متنازع مسائل پہ تحقیقی مطالعے کو سمیٹتے ہوئے یہ مختصر مگر جامع رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے جس سے ان مسائل کی واضح تصویر سامنے آ جائے گی۔

مولیٰ عزوجل اسے شرف قبول عطا فرما کر اس کے فیوض و برکات کو عام و نام فرمائے۔ آمین

غلام عبدالقادر علوی

خادم آستانہ یار علویہ و دارالعلوم فیض الرسول براؤن شریف

۲۷۔ ربیع الثور ۱۳۹۸ھ، ۷ مارچ ۱۹۷۸ء

آرگن ماہنامہ ”فیض الرسول“ میں شائع ہوئے۔ اگر بروقت یہ تذکرہ نہ ہوتا تو مفتی سرگرمیوں کے عادی نام کے مسلمانوں کا اگلا پروگرام یہ تھا کہ اس ”بہار شریعت“ کا حوالہ دے کر اس کے مسائل کو خالی الذہن لوگوں میں بتاتے پھرتے کہ یہ دیکھو ”بہار شریعت“ میں غلط مسائل درج ہیں لیکن حضرت فقیہ ملت کے قلم نے ”رضا کے نیزے کی مار“ بن کر فتنہ پرور لوگوں کی سازش کو بے نقاب کر دیا۔

حضرت فقیہ ملت کا تقویٰ و طہارت مثالی اور علماء دین کیلئے لائق تقلید ہے۔ آپ نے گھر میں ریڈیو تک نہیں رکھا بلکہ بیہوش کے جہیز میں بھی قبول نہ کیا آپ کا کہنا ہے کہ اگر آج میں ریڈیو خریدوں گا تو کل میری اولاد اس سے اگلا اقدام کرے گی اور ضرورتی وی خرید لائے گی اور میں ”امجدی منزل“ کو سینما گھر نہیں بنانا چاہتا۔ آپ نے آج تک کسی سیاست دان کو ووٹ نہیں ڈالا اور نہ ہی اپنے گھر والوں کو ڈالنے دیا تاکہ سیاست دانوں کے غلط کاموں کی ذمہ داری میں ہم شامل نہ ہوں۔

تعلیم کے بارے میں آپ کا نظریہ ہے کہ اگر اسلام کی خدمت کی نیت سے انگریزی پڑھی جائے تو ثواب کا کام ہے لیکن ہم مروجہ نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کے خلاف ہیں جس سے عموماً پڑھنے والوں کا ذہن خراب ہو جاتا ہے نہ ہی آزادی پیدا ہوتی ہے۔ ماحول بدل جاتا ہے اور بسا اوقات نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ ایک دو پشت کے بعد گھر میں دہریت کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ”میں نے خوشحالی کے باوجود اپنے کسی لڑکے کو انگریزی نہیں پڑھائی اور نہ ان شاء اللہ پڑھاؤں گا بلکہ ہر ایک کو نائب رسول بنانے کی کوشش کروں گا ان لوگوں کی راہ کبھی نہیں اختیار کروں گا۔ جو دس سال تک زکوٰۃ خیرات کھا کر علم دین حاصل کئے اور پورے زمانہ طالب علمی میں ایک ایک پیسے کے محتاج رہے پھر عالم ہونے کے بعد جب کسی مسجد یا مدرسے میں ملازم ہو کر خوشحال ہو گئے تو اپنے گھر والوں کو انگریزی پڑھا کر کافروں کی وضع قطع کا ولدادہ بنا دیا۔ انہیں فاسقوں کا لباس پہنایا اور گھر سے اسلامی طور طریقہ نکال کر اسے مغربی تہذیب کا گوارہ بنا دیا۔“

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

(۱) آیت شریف:

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَانْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

(پ ۱، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۴۲)

اور نہ ملاؤ سچ میں جھوٹ اور نہ چھپاؤ حق بات جان بوجھ کر۔

(۲) آیت شریف:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَصْبِرُوْا لِلّٰهِ يَنْصُرْكُمْ وَيُخْرِجْكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ

(پ ۲۶، سورہ محمد، آیت نمبر ۷)

اے ایمان والو! اگر تم اللہ (دین خدا) کی مدد کرو گے، اللہ تمہاری مدد کرے

گا اور تمہارے قدم دین حق پر جما دے گا۔

(۳) حدیث شریف ۵۱۴۸ (دین فروشی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

اعمال (نیک) میں جلدی کرو، ان فتنوں کے آنے سے پہلے جو تار یک رات کے

نگاروں کی مانند ہوں گے (اس وقت) آدمی صبح کو ایمان کی حالت میں اٹھے گا اور
شام کو کافر ہو جائیگا اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائیگا، اپنے دین و مذہب کو
دنیا کی تھوڑی سی متاع پر بیچ ڈالے گا۔“ (مشکوٰۃ شریف باب الفتن)

(۴) حدیث شریف ۱۳۶:-

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ
آخری زمانہ میں (ایسے) فریب دینے والے اور جھوٹے لوگ ہوں گے جو
تمہارے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے جن کو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپوں
نے۔ پس بچو ایسے لوگوں سے اور نہ اپنے قریب آنے دو تم اُن کو تا کہ وہ نہ تو تم کو گمراہ
کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں۔“ (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

حضرات!

(۱) جاننے والے جانتے ہیں کہ آج کل ہم ایک ٹکھی اندہ دور سے گزر رہے
ہیں۔ یہ مسلمانوں کے لئے نہایت ہی پر آشوب اور آفتوں کا زمانہ ہے۔ آج بہت
خوش نصیب وہ شخص ہے جس کا ایمان موجودہ زہریلی ہواؤں سے بچ جائے۔ بد
مذہبی اور بد دینی کی ایسی تیز آندھیاں چل رہی ہیں جن سے سادہ لوح مسلمانوں کا
ایمان یقیناً خطرے میں ہے۔

(۲) اگرچہ اسلام میں نئے نئے فرقے پہلے بھی پیدا ہوتے رہے لیکن جو
پہاری آج ہے وہ اس سے پہلے کے مسلمانوں میں سننے میں نہ آئی تھی۔ آج ہر جاہل

قرآن شریف کا مفسر، مفتی اور واعظ بن گیا ہے، اور ہر بیہودہ آدمی اولیاء کرام اور بزرگان دین کے حق میں گستاخانہ الفاظ استعمال کر رہا ہے۔

(۳) اسلام کے ایسے مسئلہ مسائل جن کے متعلق کبھی گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ کوئی کلمہ گو ان کا بھی انکار کرے گا، آج ان مسائل کے منکر پیدا ہو گئے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ منکرین بڑی دلیری سے سوائے اپنے فرقہ کے باقی تمام مسلمانان عالم کو مشرک یا گمراہ جانتے ہیں۔

(۴) یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ مخالفین آجکل ایسے ضد پر اتر آئے ہیں کہ علماء دین کے ہمیں ان کے تمام وعظ، جلسے اور مجلسیں ان اختلافی مسائل کیلئے وقف ہو گئیں، اور کھلم کھلا بڑی دلیری سے بتوں کی آیات پیغمبروں پر اور کفار کی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرنے لگے۔

(۵) دریں حالات مندرجہ عنوان احکام خداوندی اور ارشادات نبویؐ کا تعقیل کرتے ہوئے حق کا اظہار کرنا، دین اسلام کی مدد کرنا، اور بد عقیدہ لوگوں کے مکر و فریب سے خود بچنا اور عوام کو آگاہ کرنا، ہر مسلمان کا فرض اولین ہے۔ یہی امور ہیں جن کی بناء پر مجھے یہ کتاب بتوفیق الہی لکھنی پڑی۔ اس کا نام ”نداء الحق“ رکھا۔ جس میں حتی الوسع اختلافی مسائل کی وضاحت قرآن پاک اور احادیث نبویؐ کی روشنی میں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو حضور ﷺ کے صدقے سے قبول فرما کر صدقہ جاریہ بنائے اور اُسے میرے گناہوں کا کفارہ فرمائے۔

(۶) آخر میں قارئین کرام سے گزارش ہے کہ جو مسلمان اس کتاب سے

فائدہ اٹھائیں وہ میرے لئے دعا کریں کہ رب العزّة مجھے ایمان پر خاتمہ نصیب کرے اور میرے گناہوں کو اپنی رحمت اور مغفرت کے پانی سے دھو دے۔ اسی امید پر میں نے یہ محنت کی ہے۔ دعا

۔ من گویم کہ طاعتم پذیر:۔ قلم غفور گناہم کش

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ آمین

نیز میں مندرجہ ذیل معزز حضرات کا تہ دل سے شکر یہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے وقتاً فوقتاً اپنی مفید مشوروں سے کتاب زیر نظر کی تالیف میں میری مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

(۱) حضرت مولانا الحاج حمد اللہ صاحب، مہتمم و بانی مظہر العلوم ڈاگہ تحصیل صوابی (مردان)

(۲) الحاج ثار محمد خان صاحب ساکن شیوہ تحصیل صوابی (مردان)

(۳) محترم حلیم گل صاحب (شاعر) ساکن شیوہ تحصیل صوابی (مردان)

طالب دعا:

فقیر مظہر شاہ غشی اللہ عنہ

یکم رجب ۱۴۰۷ھ

مطابق

۲ مارچ ۱۹۸۷ء

قابلِ حفظ چہل احادیثِ نبوی ﷺ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۱) حدیث شریف ۲۰۶

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ علم (دین) کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اور سکھانا علم کا نا اہل کو اس شخص کے مانند ہے جس نے سور کے گلے میں جواہرات، موتیوں اور سونے کا پٹہ ڈال دیا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف۔ کتاب العلم)

(۲) حدیث شریف ۲۵۴

حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ علم (یعنی کتاب و سنت کا علم) دین ہے۔ پس جب تم اس کو حاصل کرو تو یہ دیکھ لو کہ کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو۔ (معلوم ہوا کہ علم دین شروع کرتے وقت طالب علم کو معلم کا عقیدہ جاننا ضروری ہے کہ کہیں انسان نما شیطان کے دام میں نہ پھنسے۔ ملاحظہ ہو حدیث شریف نمبر ۴) (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۳) حدیث شریف ۱۸۹

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کیساتھ خداوند تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اُس کو دین کی سمجھ (علم دین) عطا فرماتا ہے، اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں عطا کرنے والا خدا ہی ہے۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۴) حدیث شریف ۲۰۵

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک فقیہ (عالم دین) زیادہ سخت ہے شیطان پر ہزار عابدوں سے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۵) حدیث شریف ۲۴۰

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کیا ہے مقدارِ علم کہ جب انسان اتنا علم حاصل کرے تو فقیہ (عالم دین) بن جائے۔ (اور دنیا و آخرت میں اس کا شمار عالموں میں ہو) پس فرمایا حضور ﷺ نے کہ جو شخص میری امت کو فائدہ پہنچانے کیلئے چالیس حدیثیں امر دین کی یاد کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت میں فقیہ اٹھائے گا، اور قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۶) حدیث شریف ۲۳۰

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حاصل کریں گے اس علم (کتاب و سنت) کو ہر آئندہ آنے والی جماعت میں سے نیک لوگ جو دور کریں گے اس سے حد سے گزر جائیو اے لوگوں کی تحریف کو اور باطلوں کی افتراء پر دازی کو اور جالوں کی تاویلات کو۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۷) حدیث شریف ۲۱۷

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

جس نے قرآن مجید کے اندر اپنی رائے سے کچھ کہا اس کو چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں تلاش کرے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۸) حدیث شریف ۲۵۳

حضرت جناب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جن شخص نے قرآن کریم میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور اس کی رائے حقیقت کے مطابق ہوگئی تب بھی اس نے غلطی کی۔ (سنن ابی داؤد باب الکلام فی کتاب اللہ بلا علم)

(۹) حدیث شریف (انسان نما شیطان)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں گیا اور حضور اکرم ﷺ وہاں تشریف رکھتے تھے۔ میں آپ کے پاس جا کر بیٹھا۔ آپ نے فرمایا: اے ابو ذر! پناہ مانگ اللہ کی جنوں کے شیطانوں سے اور آدمیوں کے شیطانوں سے۔ میں نے عرض کیا: آدمیوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ (سنن نسائی شریف کتاب الاستعاذۃ)

(۱۰) حدیث شریف ۵۰۱

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بلا شک و شبہ جو کچھ بنی اسرائیل (یہود) پر گزرا، وہی میری امت پر بھی گزرے گا، ٹھیک جس طرح جوتیوں کا جوڑا کہ ایک جوتی دوسری جوتی کے برابر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے اگر کوئی ایسا ہوگا جس نے (نعوذ باللہ) اپنی ماں سے علائقہ نہ کیا تو میری امت میں بھی ایسا کرنے والا ہوگا۔ اور بنی

اسرائیل کے ۷۲ مذہب ہو گئے لیکن میری امت ۳ فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ ان میں سے ایک فرقہ کے سوا باقی سب فرقے دوزخی ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! وہ ایک فرقہ (ناجی) کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہی جس پر میں ہوں اور میرے ساتھی۔ (ترمذی شریف، ابواب الایمان)

(۱۱) حدیث شریف ۸۹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب سورۃ نصر (پ ۳۰) اِنَّا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ اِلٰی خِزْرِیْ توحضور ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح لوگ جوق در جوق اس دین میں داخل ہوئے ہیں، اسی طرح اس سے جوق در جوق نکلیں گے۔ (سنن دارمی شریف)

(۱۲) حدیث شریف ۱۶۴

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کثیر کا اتباع کرو۔ جو شخص جماعت سے الگ ہوا تو اس کو آگ میں تنہا ڈالا جائیگا۔ (جماعت کثیر سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں، جو مشہور مذاہب اربعہ کے مقلد ہیں) (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنتہ)

(۱۳) حدیث شریف ۹۶

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں گمراہ کرنے والے اماموں کا ڈر ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہیگا اور غالب ہو کر۔ ان کا ساتھ چھوڑنے والے (یا ان کی مخالفت کرنے والے) ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ (ترمذی شریف، ابواب الفتن)

(۱۴) حدیث شریف ۱۹۵ (عالم نما جاہل)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانہ میں) اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے دل و دماغ سے اس کو نکال لے، بلکہ علم کو اس طرح اٹھائے گا کہ علماء کو اٹھا لے گا۔ (یعنی علماء وفات پا جائیں گے) یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہیگا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے۔ ان سے دین کی باتیں پوچھی جائیں گی اور وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے۔ پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۱۵) حدیث شریف ۱۸۲۱ (خوارج)

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو نو عمر اور کم عقل ہوں گے۔ باتیں تو اچھے لوگوں جیسی کریں گے لیکن ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جا دیں گے جیسے تیر شکار سے۔

(بخاری شریف کتاب المرتدین)

(۱۶) حدیث شریف ۱۰۳۳

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خوارج اور طہرین کو اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق خیال کرتے تھے اور فرماتے کہ یہ لوگ ان آیتوں کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مسلمانوں کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔

(بخاری شریف کتاب المرتدین)

(۱۷) حدیث شریف ۱۳۶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ آخری زمانہ میں (ایسے) فریب دینے والے اور جھوٹے لوگ ہوں گے جو تمہارے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے جن کو نہ تو تم نے کبھی سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپوں نے۔ پس ایسے لوگوں سے بچو اور نہ اپنے قریب آنے دو تم ان کو تا کہ وہ نہ تم کو گمراہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

(۱۸) حدیث شریف ۲۵۷

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ قریب ہی لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ اسلام میں سے صرف اس کا نام باقی رہ جائے گا، اور نہیں باقی رہے گا قرآن میں سے مگر اس کے نقوش۔ ان کی مسجدیں (بظاہر) آباد ہوں گی لیکن حقیقت میں خراب ہوں گی ہدایت سے۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے کی مخلوق میں سب سے بدتر ہوں گے۔ انہیں سے دین میں فتنہ برپا ہوگا اور انہیں میں لوٹ آئیگا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۱۹) حدیث شریف ۲۳۸

حضرت احوص بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہوشیروں میں بدترین بُرے علماء ہیں، اور بھلے لوگوں میں سب سے بہتر بھلے علماء ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۲۰) حدیث شریف ۵۱۵۹

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے، میں اپنی امت کیلئے جن لوگوں سے زیادہ ڈرتا ہوں وہ گمراہ کرنے والے امام ہیں، اور جب میری امت میں تلوار پھیل جائے گی تو پھر قیامت تک نہ رُکے گی۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن)

(۲۱) حدیث شریف ۲۳۶۸ (خوارج)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میرے بعد میری امت میں ایسی قوم ہوگی کہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن کریم ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا اور دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے، اور پھر وہ دین میں واپس نہ آئیں گے، اور ساری مخلوق اور خلق خداوندی میں وہ بدترین لوگ ہوں گے۔ (مسلم شریف، کتاب الزکوٰۃ)

(۲۲) حدیث شریف ۳۸۸۶

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بُرا بندہ وہ بندہ ہے جو دھوکہ دے دنیا والوں کو دین سے۔ بُرا بندہ وہ بندہ ہے جس نے خراب کیا دین کو شبہات سے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الغصب)

(۲۳) حدیث شریف ۵۰۹۰

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے، میں نے ایسی مخلوق پیدا کی ہے، جن کی زبانیں شکر

سے زیادہ شیریں ہیں اور جن کے دل ایلوے (مُصبر) سے زیادہ تلخ ہیں۔ میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان پر (فتنہ۔ مصیبت و بلا) نازل کروں گا ایسا فتنہ کہ عقلمند اور دانشمندان اس میں حیران ہوگا۔ کیا یہ لوگ مجھ کو دھوکہ دیتے ہیں؟ یا مجھ پر جرات اور دلیری کرتے ہیں؟ (مشکوٰۃ شریف باب الزیاء)

(۲۴) حدیث شریف ۲۶۸ (آخر زمانہ کے دین فروش علماء)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو مکرو فریب سے دین کے ذریعہ دنیا کما نہیں گے۔ لوگوں کو اپنی نرمی دکھانے کیلئے بھیڑ کی کھالیں پہنیں گے۔ (یعنی بظاہر بڑے نرم دل، شیریں زبان، اسلام کے ہمدرد، تبلیغ کے علمبردار، حق و صداقت کی مدعی، دنیا سے متنفر اور تقدس مآب ہوں گے۔) ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی لیکن ان کے دل بھیڑیے کے دل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم لوگ میرے ساتھ دغا بازی اور فریب کرتے ہو، یا میرے سامنے اپنی سینہ زوری اور بہادری دکھاتے ہو؟ میں نے بھی اپنی ہی قسم کھائی ہے کہ ان لوگوں میں انہیں میں سے فتنہ بھیجوں گا، اور ایسا فتنہ جو ان میں سے ان کے باوقار اور بردبار کو بھی حیران کرے گا۔

(یہ دین اسلام کے وہ اُجرتی دشمنی ہیں جو مکرو فریب سے مسلمانوں کے دلوں میں شبہات ڈال کر ان کو راہِ راست سے ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔)
(ترمذی شریف، ابواب الزہد)

(۲۵) حدیث شریف ۳۹۲۰

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے معراج کی رات میں بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قیچیوں سے کاٹے جاتے ہیں۔ پوچھا، جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ لوگ آپ کی امت کے خطیب (واعظ) ہیں، جو لوگوں کو توفیق کی حدایت کرتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف باب امر بالمعروف)

(۲۶) حدیث شریف ۲۵۰

حضرت زیاد بن حدیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم جانتے ہو اسلام کو تباہ کرنے والی کیا چیز ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسلام کو تباہ کرتا ہے پھسلنا عالم کا (یعنی اس کی غلطی اور گناہ) اور جھگڑنا منافق کا کتاب اللہ کے اندر۔ اور تباہ کرتا ہے گمراہ سرداروں (پیشواؤں) کا حکم جاری کرنا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۲۷) حدیث شریف ۵۱۳۳

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے، ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا کہ جس میں دین پر صبر کرنے والا شخص اس آدمی کے مانند ہوگا جس نے اپنی مٹھی میں انگارے لے لیا ہو (یعنی جس طرح انگارے کو ہاتھ میں رکھنا دشوار ہے، اسی طرح دین پر قائم رہنا دشوار ہوگا)۔ (مشکوٰۃ شریف باب تغیر الناس)

(۲۸) حدیث شریف ۳۳۲

حضرت امامہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ایسے فتنے ہوں گے جس میں انسان صبح کو مسلمان ہوگا اور شام کو کافر ہوگا، سوائے اس شخص کے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم سے زندہ کیا۔ (سنن دارمی شریف)

(۲۹) حدیث شریف ۵۱۳۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ اعمال (نیک) میں جلدی کرو، ان فتنوں کے آنے سے قبل جو تار یک رات کے ٹکڑوں کی مانند ہوں گے۔ (اس وقت) آدمی صبح کو ایمان کی حالت میں اٹھے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا، اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائے گا، کہ اپنے دین و مذہب کو دنیا کی تھوڑی سی متاع پر بیچ ڈالے گا۔ (مشکوٰۃ شریف باب الفتن)

(۳۰) حدیث شریف ۳۶۰۴

حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو کسی کو کافر کہہ کے پکارے یا خدا کا دشمن اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ پڑتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب حفظ اللسان)

(۳۱) حدیث شریف ۵۱۲۷

حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: تم لوگ البتہ ان لوگوں کی تقلید و پیروی کرو گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ، یہاں تک کہ اگر وہ پہاڑ کے سوراخ (غار) میں بیٹھے

ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کا اتباع کرو گے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! کیا آپ کی مراد یہود اور نصاریٰ سے ہے۔ آپ نے فرمایا (وہ نہیں) تو پھر اور کون؟ (مشکوٰۃ شریف۔ باب تغیر الناس)

(۳۲) حدیث شریف ۵۱۲۱

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ قیامت اس وقت تک نہ آئیگی جب تک دنیا میں سب سے زیادہ نصیبدار اور دولت مند وہ شخص نہ بن جائیگا جو احق ہے اور احق کا بیٹا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب تغیر الناس)

(۳۳) حدیث شریف ۵۲۱۴

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جبکہ مالی غنیمت کو دولت قرار دیا جائے گا، اور جب امانت کو غنیمت شمار کر لیا جائیگا، اور جب زکوٰۃ کوتاوان سمجھ لیا جائے گا، اور جب علم کو دین کیلئے نہیں بلکہ دنیا وغیرہ حاصل کرنے کیلئے سیکھا جائے گا۔ اور جب مرد عورت کی اطاعت کرے گا۔ اور جب (بیٹا) ماں کی نافرمانی کرے گا اور اس کو رنج دے گا۔ اور جب آدمی دوست کو اپنا ہم نشین بنادے گا، اور باپ کو دور کر دے گا۔ اور جب مسجد میں زور زور سے باتیں کی جائیں گی، اور شور مچایا جائیگا، اور جب قوم کی سرداری قوم کا ایک فاسق آدمی کرے گا، اور جب قوم کے امور کا سربراہ قوم کا کمینہ اور اربل شخص ہوگا، اور جب آدمی کی تعظیم اس کی برائیوں سے بچنے کیلئے کی جائے گی۔ اور جب گانے والی عورتیں ظاہر ہوں گی۔ اور جب باجے ظاہر ہوں گے، اور جب شرابی

پی جائیں گی، اور جب اس اُمت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں کو بُرا کہیں گے اور اُن پر لعنت کریں گے۔ اس وقت تم ان چیزوں کے وقوع میں آنے کا انتظار کرو، یعنی تیز و تند سرخ آمدھی کا، زلزلہ کا، زمین میں دھنس جانے کا۔ صورتیں مسخ و تبدیل ہو جانے کا، اور پتھروں کے برسنے کا، اور ان پے درپے نشانیوں کا (جو قیامت سے پہلے ظہور میں آئیں گی) گویا وہ موتیوں کی ایک ٹوٹی ہوئی لڑی ہے، جس سے پے درپے موتی گر رہے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، علامات قیامت)

(۳۴) حدیث شریف ۱۷۹۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، پھر خاک آلود ہو، پھر خاک آلود ہو، جو اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں کو بڑھاپے میں پائے پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہو۔ (مسلم شریف کتاب البر والصلۃ)

(۳۵) حدیث شریف ۴۷۲۷

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر۔ (مشکوٰۃ شریف باب البر والصلۃ)

(۳۶) حدیث شریف ۱۸۱۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اسکی روزی فراخ اور عمر دراز ہو، تو وہ اپنے تاتے (رشتہ داری) کو ملائے۔ (مسلم شریف کتاب البر والصلۃ)

(۳۷) حدیث شریف ۸۰

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کی ضرر رسانوں سے اس کا ہمایہ مامون نہ ہوگا وہ جنت میں نہ جائیگا۔ (مسلم شریف کتاب ایمان)

(۳۸) حدیث شریف ۲۸۲۲

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے، سب سے بڑا سود مسلمان کی ناحق آبروریزی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب منع کی ہوئی چیزیں)

(۳۹) حدیث شریف ۱۹۳۷

حضرت زبیر بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان مظالم کی شکایت کی جو ہم پر حجاج کی طرف سے ہوتے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ صبر کرو، اس لئے کہ کوئی زمانہ نہیں آئے گا مگر اس کے بعد کا زمانہ اس سے زیادہ بُرا ہوگا، حتیٰ کہ تم اپنے رب سے ملو۔ میں نے یہ تمہارے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ (بخاری شریف، کتاب الفتن)

(۴۰) حدیث شریف ۵۱۲۸

حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ مرتے رہیں گے نیک بخت لوگ یکے بعد دیگرے اور باقی رہیں گے رذی اور بیکار (یعنی بد اور بدگار) مانند جو کی بھوسی یا کھجور کی بھوسی، جن کی اللہ تعالیٰ کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ (مشکوٰۃ شریف، باب تغیر الناس، پہلی فصل)

ذات اور صفات باری تعالیٰ

ترمذی شریف کی حدیث ۱۳۵۶ جلد دوم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) نام ہیں۔ ان میں سے ایک اسم ذات ہے اور باقی اسماء صفات ہیں۔ یعنی اسماء الحُسنیٰ آیت شریف

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ طَهُرَ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى (پ ۶ سورہ طہ آیت نمبر ۸)

”اللہ کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، اسی کے ہیں اچھے نام۔“

(۱) اِسْمِ ذات:

مندرجہ بالا آیت شریف میں لفظ اللہ خداوند تعالیٰ کا نام مبارک ہے جو واجب الوجود ہے۔ اس کے وجود کا موجود ہونا واجب یعنی ضروری ہے، اور اس کا عدم (نہیستی) محال ہے۔ جو واجب الوجود ہوگا، وہ ہمیشہ سے ہوگا اور ہمیشہ رہیگا، نہ تو اس کی ابتداء ہوگی اور نہ انتہا، اور کسی وقت اسکی نہیستی نہ ہو سکے گی۔ اور وہ خود بخود موجود ہوگا کیونکہ جو چیز کسی دوسرے کے پیدا کرنے سے پیدا ہو اور وجود میں آئے وہ واجب الوجود نہیں ہو سکتی۔ لہذا صرف اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے، اس کے سوا عالم کی کوئی چیز واجب الوجود نہیں۔

(۲) اَسْمَاءُ الْحُسْنَى:

یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ مثلاً رب۔ رحمن۔ رحیم۔ حلیم وغیرہ یہ کل اٹھانوے ہیں۔ ان کو صفات الہیہ اور صفات کمالیہ بھی کہتے ہیں۔ چونکہ اللہ

تعالیٰ واجب الوجود ہے اور واجب الوجود کا اپنی ذات میں کامل ہونا ضروری ہے، تو اس کمال ذاتی کیلئے جن جن صفتوں کا اس میں ہونا ضروری ہے، وہ سب اس کیلئے ثابت ہیں۔ مخفی نہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات لازم اور ملزوم ہیں۔

ذات اور صفات الہی کے متعلق چند ضروری عقائد

(۱) اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے۔ اس کا وجود واجب یعنی ضروری ہے اور اس کا عدم (نہیستی) محال ہے، (صفت وجوب وجود)، وہ اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ واحد بالذات ہے۔ اس کا نہ تو ذات میں کوئی شریک ہے اور نہ صفات میں۔ اور صرف وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت کیجائے۔ (صفت وحدت)

(۳) اللہ تعالیٰ ہر کمال و خوبی کا مالک ہے۔ اس کی جملہ صفات اور کمالات ذاتی ہیں نہ کہ عطائی، یعنی کسی کے عطا کردہ نہیں (اسماء الحسنیٰ)

(۴) اللہ تعالیٰ بمعہ اپنی صفتوں کے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہی رہے گا۔ اس کیلئے نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ اس کی ذات اور صفات لازم اور ملزوم ہیں۔ (صفت ازلی وابدی)

(۵) اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں۔ یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں، لہذا ان کی صفات بھی حادث یعنی عطائی ہیں۔ (صفت قدم)

(۶) اللہ تعالیٰ عالم کے پیدا کرنے، قائم رکھنے، پھر فنا کرنے اور پھر موجود کرنے کی قدرت (طاقت) رکھتا ہے۔ (صفت قدرت)

(۷) اللہ تعالیٰ تمام عالم کا پیدا کرنے والا اور وجود میں لانے والا ہے۔ (صفات خلق و تکوین)

(۸) اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے اپنے اختیار سے پیدا کرتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے اپنے اختیار سے معدوم (نہیست) کرتا ہے۔ دنیا کی تمام باتیں اس کے اختیار اور ارادے سے ہوتی ہیں۔ کوئی چیز اس کے اختیار اور ارادے سے باہر نہیں۔ وہ کسی کام میں مجبور نہیں (صفت ارادہ)

(۹) اللہ تعالیٰ تمام چیزوں (غیب و شہادت) کا عالم یعنی جاننے والا ہے۔ ذرہ ذرہ کا اسے علم ہے۔ ہر چیز کو اس کے وجود سے پہلے اور معدوم ہونے کے بعد جانتا ہے۔ انسان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں، وہ اس کے علم میں سب روشن ہیں۔ (صفت علم)

(۱۰) اللہ تعالیٰ ہر بات کو سنتا ہے اور ہر چیز کو دیکھتا ہے، لیکن مخلوق کی طرح کان اور آنکھیں نہیں رکھتا۔ اس کے سننے اور دیکھنے میں نزدیک، دور، اندھیرے اور اُجالے کا فرق نہیں۔ (صفات سمع و بصر)

ظہور صفات الہی و

پیدائش کائنات

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ ہی رہیں گے۔ نہ ان کیلئے ابتداء ہے اور نہ انتہا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور صفات کے اظہار کیلئے کائنات کو پیدا کیا، اور وہ کائنات ہی کے ذریعے اپنے احکام اور افعال صادر فرماتا ہے۔
کائنات میں جن چیزوں کے ذریعہ صفات الہی کا ظہور اور احکام الہی نافذ ہوتے ہیں، ان کو صفات الہی اور احکام الہی کے مظہر یا ابواب، اسباب، وسائل، ذرائع اور واسطے کہتے ہیں۔ کائنات کی یہ جملہ صفات عارضی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی ہوتی ہیں مثلاً:-

صفات الہی

(۱) آیت شریف

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرءٌ وَفَّ رَحِيمُهُ ط (پ ۱، سورۃ حج، آیت نمبر ۶۵)
بیشک اللہ تعالیٰ آدمیوں پر بڑی مہربان مہربان ہے۔
یہاں رءٌ وَفَّ رَحِيمُهُ ط اللہ کی ذاتی صفت ہے۔

(۲) آیت شریف

وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ط (پ ۲، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۳۵)
(اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا، حلیم والا ہے۔)
یہاں حلیم اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۳) آیت شریف

وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ط (پ ۳، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۶۷)
(اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غنی (بے پرواہ) اور لائق تعریف ہے۔)

یہاں غنی اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۴) آیت شریف

إِنَّ اللَّهَ تَكَّانٌ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ط (پ ۵، سورۃ النساء، آیت نمبر ۵۸)
(بے شک اللہ تعالیٰ سنتا دیکھتا ہے۔)

یہاں سَمِيعٌ بَصِيرٌ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۵) آیت شریف

إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُنْجَى الْمَوْتِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ط

(پ ۴۱، سورۃ الروم، آیت نمبر ۵)

(بے شک وہ (اللہ) مردوں کو زندہ کرے گا، اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔)

یہاں مُنْجَى الْمَوْتِ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۶) آیت شریف

إِنَّ الْغِيَاةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ط (پ ۱، سورۃ یونس، آیت نمبر ۶۵)

(بے شک عزت ساری اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔)

یہاں عزت اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۷) آیت شریف

وَاللَّهُ الْغَنِيُّ ط (پ ۲۶، سورۃ محمد، آیت نمبر ۳۸)

(اور اللہ غنی (بے نیاز) ہے اور تم محتاج۔)

یہاں غنی اللہ کی ذاتی صفت ہے

(۸) آیت شریف:

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ (پ ۱۳ سورہ الحجر آیت نمبر ۸۶)

(بیشک تمہارا رب ہی بہت پیدا کر دالا، جانے والا ہے۔)

یہاں عظیم اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۹) آیت شریف:

وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا (پ ۶ سورہ مریم آیت نمبر ۵۳)

(اور ہم نے اپنی رحمت سے اس کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر عطا کیا)

یہاں وہاب اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۱۰) آیت شریف:

ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّقُوا تَوْفِكُونَ۔

(پ ۲۴ سورہ المؤمن آیت نمبر ۶۲)

(وہ ہے اللہ تمہارا رب ہر چیز کا بنانے والا، اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، تو

کہاں اونٹھے جاتے ہو)

یہاں خالق اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۱۱) آیت شریف:

وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ (پ ۱۲ سورہ ہود آیت نمبر ۶)

(اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو)

یہاں رازق اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۱۲) آیت شریف:

إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِمْ عَلِيمٌ (پ ۱۲ سورہ یوسف آیت نمبر ۵۰)

(حضرت یوسفؑ نے فرمایا) بے شک میرا رب ان (عورتوں) کا فریب جانتا ہے۔

یہاں رب اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۱۳) آیت شریف:

وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (پ ۱۷ سورہ الحج آیت نمبر ۵۴)

(اور بے شک اللہ ایمان والوں کو سیدھی راہ چلانے والا ہے۔) یہاں ہادی

اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۱۴) آیت شریف:

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ (پ ۸ سورہ الانعام آیت نمبر ۱۳۳)

(اور (اے حبیبؐ) تمہارا رب بے پرواہ اور رحمت والا ہے)

یہاں رحمت اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

صفات الہی کے مظہر یا عطائی صفات کائنات

اوپر جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذاتی صفات بیان کیں اب وہی مخلوق میں

عطائی طور پر بیان کی جاتی ہیں۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ

عَلَيْكُمْ بِأَلْسِنَتِهِم مِّن رَّوْفٍ رَّحِيمٌ (پ ۱۱ سورہ التوبہ آیت نمبر ۱۲۸)

(بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسولؐ ملے جن پر تمہارا

مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مومنوں پر بڑی مہربان ہیں) (یہاں زہد و رفیع رحیم حضور ﷺ کی عطائی صفت ہے)

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّلُ حَلِيمٍ ط (پ ۱۱ سورہ التوبہ آیت نمبر ۱۱)

(بے شک ابراہیم علیہ السلام ضرور بہت آہیں کر نیوالا، حلیم والا ہے۔)

یہاں حلیم حضرت ابراہیم کی عطائی صفت ہے۔

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ ط (پ ۱۰ سورہ توبہ آیت نمبر ۹۳)

(مواخذہ تو ان سے ہے جو تم سے رخصت مانگتے ہیں، اور وہ غنی ہیں)

یہاں غنی بندوں کی عطائی صفت ہے

إِنَّ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ نُطْفَةٍ أَشْجَامٍ تَبَتَّلِيهِ فَبَجَعْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ط

(پ ۲۹ سورہ الدھر آیت نمبر ۲)

(بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا مٹی ہوئی مٹی سے کہ ہم اُسے جانچیں

پس اُسے سنتا دیکھتا بنایا۔)

یہاں سمیعاً بصیراً انسان کی عطائی صفت ہے۔

وَأُحْيِي الْمَوْتَى يَٰأَذْنُ اللّٰهِ: (پ ۳ سورہ آل عمران، آیت نمبر ۳۹)

(حضرت عیسیٰ نے فرمایا) اور میں مردے کو زندہ کرتا ہوں، اللہ کے حکم سے)

یہاں محی الموتی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عطائی صفت ہے۔

وَلِلّٰهِ الْبَعْثَةُ وَكَرْسِيُّهُ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ط

(پ ۲۸ سورہ المنافقون، آیت نمبر ۸)

(اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ) اور مومنوں ہی کیلئے ہے، مگر

منافقوں کو خبر نہیں) یہاں عزت، رسول ﷺ اور مومنوں کی عطائی صفت ہے۔

وَوَجَدَكَ عَالِمًا فَلَأُغْنِيَنَّ ط (پ ۳ سورہ الفتحی، آیت نمبر ۸)

(اور تمہیں حاجت مند پایا، پھر غنی کر دیا)

یہاں غنی حضور ﷺ کی عطائی صفت ہے۔

قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَالِمٍ ط (پ ۱۴ سورہ الحجر آیت نمبر ۵۳)

(فرشتوں نے کہا، ڈرے مت، ہم آپ کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت

دیتے ہیں۔) (یعنی حضرت اسحق کی)

یہاں علیم حضرت اسحق علیہ السلام کی عطائی صفت ہے۔

قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ط (پ ۱۹ سورہ مریم آیت نمبر ۱۹)

(جبرئیل نے فرمایا: میں اپنے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا عطا

کر دوں۔) یہاں وہاب حضرت جبرئیل علیہ السلام کی عطائی صفت ہے۔

أَتَىٰ أَخْلُقَ لَكُمْ مِنَ الطَّيِّبِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُثُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا

يَٰأَذْنُ اللّٰهِ: (پ ۳ سورہ آل عمران، آیت نمبر ۳۹)

(میں تمہارے لئے مٹی کے پرند کی سی صورت بناتا ہوں، پھر اس میں

پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے)

یہاں خالق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عطائی صفت ہے۔

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

(پ ۲، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۳۳)

(اور جس کا بچہ ہے (والد) اس پر غورتوں کا کھانا اور پہنا ہے حسب دستور) یہاں رازق والد کی عطائی صفت ہے۔

قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ (پ ۱۲، سورۃ یوسف، آیت نمبر ۲۳)
(حضرت یوسف نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ، وہ (عزیز مصر) میرا رب ہے، اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔)

یہاں رب عزیز مصر کی عطائی صفت ہے۔

إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (پ ۱۳، سورۃ الرعد، آیت نمبر ۷)
(اے حبیب) تم تو ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی یعنی سیدھی راہ چلانے والے ہو)

یہاں ہادی حضور ﷺ کی عطائی صفت ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

(اور) (اے حبیب ﷺ) ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کیلئے)
(پ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر ۱۰۷)

یہاں رحمت حضور ﷺ کی عطائی صفت ہے۔

(۱۵) مندرجہ ذیل مشائخ عظام ہاذن اللہ مردے کو زندہ اور اندھے کو بینا اور مبروص کو اچھا کرتے تھے:-

(۱) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (۲) حضرت شیخ سیدی احمد الرفاعی

(۳) حضرت شیخ علی بن الہتی (۴) حضرت شیخ بقاء بن بطو۔

(حیات جاودانی، ص ۱۰۰)

دیکھا آپ نے! یہاں زندہ کرنے والا، بینائی دینے والا اور شفا بخشے والا اور حقیقت اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات ہیں، مشائخ عظام تو محض صفات الہی کے مظہر تھے۔

تلاش اسباب

اللہ تعالیٰ نے سارے جہاں میں اپنی ذات اور صفات ظاہر کرنے اور احکام خود جاری کرنے کیلئے کائنات میں بے شمار ذریعے پیدا فرمائے ہیں، جن کو صفات الہی اور عطائے الہی کے مظہر یعنی دروازے، اسباب، وسائل، ذرائع اور واسطے کہتے ہیں، لہذا اللہ تعالیٰ کو معطی حقیقی اور فاعل مطلق جانتے ہوئے مخلوق کو اپنی ضرورتوں کیلئے ان اسباب کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے، کیونکہ مسائل کو جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے، وہ اس کو دروازہ متعلقہ پر جا کر ہی ملے گی۔

ثبوت تلاش اسباب

(۱) آیت شریفہ:

وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ (پ ۲، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۸)

اور تلاش کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو۔

(۲) آیت شریفہ:

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ

وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (پ ۲۸، سورۃ الجمعہ، آیت نمبر ۱۰)

پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (روزمی، رزقی اور علم وغیرہ کے دروازے) تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ تم فلاح (نجات) پاؤ۔

ثبوت اسباب یا ابواب

(۱) آیت شریف:

إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ (پ ۱۳، سورۃ رعد، آیت نمبر ۷)

(اے حبیب ﷺ) تم ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی۔ (حضور ﷺ)

باب الہدایت ہیں)

(۲) آیت شریف:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ (پ ۱، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر ۱۰)

اور (اے حبیب ﷺ) ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے

لئے (حضور ﷺ باب الرحمتہ ہیں)

(۳) آیت شریف:

وَمَا تَقُومُوا إِلَّا لَأَنَّا نُنْصِرُكَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِن قَوْمٍ مَّكْرُومٍ ۝

(پ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت نمبر ۷)

اور انہیں کیا یہی برا لگا کہ اللہ اور رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

(حضور ﷺ باب النفی ہیں)

(۴) آیت شریف:

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ ۝ (پ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۳)

اور اے محبوب ایسا کرو۔ جب تم فرماتے تھے اے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی کہ اپنی بیوی اپنے پاس رہنے دو اور اللہ سے ڈرو۔ (حضور باب النعمۃ ہیں)

(۵) آیت شریف:

أَرْكَضُ بِرَجْلِكَ هَذَا امْعَسْ سَلْبًا رَّيْدًا وَشَرَّابًا ۝ (پ ۲۳، سورۃ ص، آیت نمبر ۲۲)

(اللہ نے فرمایا حضرت ایوب علیہ السلام کو) زمین پر اپنا پاؤں مار، یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔ (چشمہ، باب الشفاء ہوا)

(۶) آیت شریف:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ الصَّافِينَ ۝

(پ ۱۳، سورۃ یوسف، آیت نمبر ۹۳)

(حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو فرمایا) میرا یہ کرتے لیجاؤ۔ اے میرے باپ کے منہ پر ڈالو، ان کی آنکھیں بینا ہو جائیں گی۔ (کرتہ ذریعہ شفاء ہوا)

(۷) آیت شریف:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِن عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۝ (پ ۲۲، سورۃ فاطر، آیت نمبر ۲۸)

اللہ سے اس کے نیک بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو عالم ہیں۔ (علماء عالم کی جمع ہے۔ عالم حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور علماء ابواب العلم ہیں۔)

(۸) حدیث شریف نمبر ۱۸۹:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ خداوند تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔ اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں، عطا کرنے والا خدا ہی ہے۔ (مسنوۃ شریف کتاب العلم) باب العطاء ہے۔

توحید:

توحید کی تعریف:

توحید کسی شے کی وحدانیت کا حکم کرنا اور جاننا ہے۔ اور اصطلاح میں توحید اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس کی وحدانیت کے ساتھ مشابہ سے منزه (پاک) ثابت کرنا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

(۱) آیت شریف:

وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (پ ۲۲، سورۃ صحن، آیت نمبر ۶۵)

اور بجز اللہ پاک واحد غالب کے کوئی معبود نہیں۔

(۳) آیت شریف:

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

(پ ۲۲، سورۃ حدید، آیت نمبر ۳)

وہی پہلے ہے (ازلی) اور وہی پیچھے ہے (ابدی) اور وہ ظاہر ہے اور وہی مخفی، اور ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

مندرجہ بالا آیتوں سے اللہ تعالیٰ کی تین صفات ثابت ہوئیں۔ یعنی (۱) وحدانیت (۲) معبودیت (۳) ازلی ابدی یعنی قدیم۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ:

(۱) اللہ تعالیٰ واحد بالذات ہے۔ اس کا نہ تو ذات اور صفات میں کوئی شریک ہے اور نہ وہ اپنی ذات اور صفات میں کسی کا محتاج ہے۔ اس کی جملہ صفات ذاتی ہیں۔

(۲) فقط وہی معبود برحق اور مستحق عبادت ہے۔

(۳) اللہ واجب الوجود اور اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہے، یعنی وہ خود بخود موجود ہے اور اس کی ذات اور صفات کیلئے نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ (یعنی ازلی و ابدی) اور حقیقت اللہ تعالیٰ کی ان تینوں صفتوں کا اقرار اور یقین توحید ہے۔

مجملاً توحید وہی ہے جس کو کلمہ طیب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں کامل طور پر بیان فرمایا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ سچا معبود اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ سچا معبود صرف اللہ تعالیٰ ہے، اور بس اس کا زبان سے اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا توحید کہلاتا ہے۔

شرک:

شرک کی تعریف:

شرک درحقیقت توحید کی ضد ہے۔ جس کو کلمہ طیب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نے روکیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ واحد بالذات معبود برحق اور غنی بالذات والصفات ہے۔ لہذا یہ صفات کسی دوسرے کیلئے ثابت کرنا شرک ہے۔ اس کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں۔

(۱) شرک بالذات: شرک بالذات یہ ہے کہ فقط اللہ تعالیٰ واحد بالذات اور معبود برحق (مستحق عبادت) ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود ٹھہرانا شرک بالذات ہے۔

(۲) شرک فی الصفات: شرک فی الصفات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی فی الصفات ہے، یعنی اس کی جملہ صفات ذاتی ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی مخلوق حادث اور ذات و صفات میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ اس لئے مخلوق کی جملہ صفات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی ہیں۔

لہذا صفات میں اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی دوسرے کو غنی فی الصفات جان کر شرک کرنا شرک فی الصفات ہے۔ ہاں اگر شرک کی صفت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی مان لی جائے تو پھر صرف الفاظ صفات کی شرکت سے شرک واقع نہ ہوگی۔

ان عطائی صفات والوں کو احکام الہی کے مظہر یا ابواب عطائی صفات کائنات و وسائل و ذرائع اور واسطے بھی کہتے ہیں۔

مثلاً:-

(۱) آیت شریف:

وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الَّذِي آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

(پ ۱۷، سورہ الحج، آیت نمبر ۵۴)

(اور بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو سیدھی راہ چلانے والا ہے)

(یہاں ہاں اللہ کی ذاتی صفت ہے)

إِنَّمَا أَنْتَ مُقَدِّرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ (پ ۱۳، سورہ الرعد، آیت نمبر ۱۰)

(اے حبیب مطلق) تم تو ڈرانے والے ہو، اور ہر قوم کے ہادی یعنی سیدھی راہ چلانے والے ہو۔)

اور یہاں ہاں حضور مکی صلی اللہ علیہ وسلم کی عطائی صفت ہے۔

(۲) آیت شریف:

وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝

اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا حلیم ہے۔ (پ ۲، سورہ البقرہ، آیت نمبر ۲۳)

یہاں حلیم اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ۝ (پ ۱۱، سورہ التوبہ، آیت نمبر ۱۱۳)

بے شک ابراہیم ضرور بہت آہیں بھرنے والا اور حلیم ہے۔

اور یہاں حلیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عطائی صفت ہے۔

(۳) آیت شریف:

إِنَّ رَبِّي يَبْعِدُ عَنْهُمْ عَلَيْهِ ۝ (پ ۱۲، سورہ یوسف، آیت نمبر ۵۰)

(حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا) بے شک میرا رب ان (عورتوں)

کا فریب جانتا ہے۔

یہاں رب اللہ کی ذاتی صفت ہے۔

قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنُ مَثْوَايَ ۝ (پ ۱۲، سورہ یوسف، آیت نمبر ۲۳)

(حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا) اللہ کی پناہ وہ (عزیز مصر) میرا رب

ہے، اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔

اور یہاں رب عزیز مصر کی عطائی صفت ہے۔

(۴) آیت شریف:

إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا (پ ۵، سورۃ نسا، آیت نمبر ۵۸)

بے شک اللہ تعالیٰ متناہد دیکھتا ہے۔

یہاں سَمِيعًا بَصِيرًا اللہ کی ذاتی صفت ہے۔

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا (پ ۲۹، سورۃ الذہر، آیت نمبر ۲)

بے شک ہم نے انسان پیدا کیا طلی ہوئی مٹی سے کہ ہم اُسے جانچیں۔ پس

اے متناہد دیکھتا بنایا۔

اور یہاں سَمِيعًا بَصِيرًا انسان کی عطائی صفت ہے۔

(۵) آیت شریف:

وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ (پ ۲۶، سورۃ محمد، آیت نمبر ۳۸)

اور اللہ غنی (بے نیاز) ہے اور تم محتاج۔

یہاں غنی اللہ کی ذاتی صفت ہے۔

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَى (پ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت نمبر ۸)

اور تمہیں حاجت مند پایا، پس غنی کر دیا۔

اور یہاں غنی حضور ﷺ کی عطائی صفت ہے۔

(۶) آیت شریف:

إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (پ ۱۱، سورۃ یونس، آیت نمبر ۶۵)

بے شک عزت ساری اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔

یہاں عزت اللہ کی ذاتی صفت ہے۔

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کیلئے ہے مگر منافقوں کو

خبر نہیں۔ (پ ۲۸، سورۃ المنافقون، آیت نمبر ۸)

اور یہاں عزت، رسول ﷺ اور مومنوں کی عطائی صفت ہے۔

توحید اور شرک میں فرق

شرک	توحید
اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ایک ذرہ پر ذاتی قدرت یا اختیار یا علم کسی دوسرے کیلئے ثابت کرنا شرک ہے۔	(۱) اللہ تعالیٰ واحد بالذات ہے، اس کا نہ تو ذات اور صفات میں کوئی شریک ہے اور نہ وہ اپنی ذات اور صفات میں کسی کا محتاج ہے، اس کی جملہ صفات ذاتی ہیں۔
یعنی اگر کوئی کسی کے کمالات (صفات) ذاتی مانے اور ان کمالات میں اس کو اللہ تعالیٰ کا محتاج نہ سمجھے تو وہ شرک ہے۔ جیسا کہ ستارہ پرستوں کا عقیدہ ہے کہ عالم کے تغیرات کو اکب کے تاثیرات سے ہیں۔ وہ کو اکب	

ان تاثیرات میں کسی کے محتاج نہیں، یعنی یہ تاثیرات کو اکب کی ذاتی صفات ہیں۔

(۲) فقط اللہ تعالیٰ معبود برحق اور مستحق عبادت ہے۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو مستحق عبادت جان کر اس کی عبادت کرے تو وہ بھی شرک ہے، جیسے بت پرست بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو پرستش کا مستحق سمجھتے ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ واجب الوجود اور اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہے۔ اس کی ذات اور صفات کیلئے نہ ابتدا ہے اور نہ انتہاء، یعنی ازلی اور ابدی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو ذات اور صفات میں قدیم اور اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ماننا شرک ہے۔ جیسا کہ آریہ قوم اللہ کے سوا روج اور مادہ کو بھی واجب الوجود اور قدیم مانتے ہیں اور ان کی ذات کو اللہ تعالیٰ کا محتاج نہیں سمجھتے۔

بدعت اور اقسام بدعت

بدعت کی تعریف:-

بدعت کے لغوی معنی ایجاد کرنا ہیں۔ مگر اصطلاح میں حضور ﷺ کے بعد فرض، واجب اور سنت کے علاوہ کوئی نئی چیز ایجاد کر کے دین میں داخل کرنے کو بدعت کہتے ہیں۔ اس کی دو اقسام ہیں (۱) بدعت حسنہ (۲) بدعت سیئہ

جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے ظاہر ہے۔

(۱) حدیث شریف نمبر ۲۰۸:-

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اس اسلام میں کوئی بھلائی کا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اس کا ثواب ملے گا، اور اس کے بعد جو اس راستے پر عمل پیرا ہوگا اس کا بھی اُس کو ثواب ملے گا اور اس کے ثواب میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔

(۲) جس شخص نے اسلام میں کوئی بُرا طریقہ ایجاد کیا، اس کے ایجاد کرنے کا بھی اس پر عذاب ہوگا اور جو اس بُرے طریقے پر عمل کرے گا اس کا بھی عذاب اُس کو ملے گا۔ اور ان کے گناہوں کے عذاب میں سے کسی چیز کی کمی نہیں کی جائے گی۔ (مسلم شریف کتاب العلم)

(۲) حدیث شریف نمبر ۵۱۲:-

حضرت ابن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی اچھا طریقہ جاری کرے جس پر اس کے بعد عمل کیا گیا تو اس کو اس شخص کے مثل ثواب ہوگا جس نے اس پر عمل کیا، بغیر اس کے کہ عمل کرنے والے کے ثواب میں سے کچھ گھٹایا جائے۔ اور جو شخص کوئی بُرا طریقہ جاری کرے تو اُس کو اس شخص کے مثل گناہ ہوگا جس نے اس پر عمل کیا بغیر اس کے کہ عمل کرنے والے کے گناہ میں سے کچھ گھٹایا جائے۔ (سنن دارمی)

(۳) حدیث شریف نمبر ۵۳۳:

حضرت ابن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی اچھا طریقہ نکالا اور اس کی پیروی کی گئی تو اس کیلئے اپنا ثواب بھی ہے اور ان کا ثواب بھی جو اس پر عمل کریں بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے ثوابوں میں سے کچھ کم کیا جائے۔ اور جس نے کوئی بُرا طریقہ نکالا اور اس کی پیروی کی گئی تو اُسے اپنے اس عمل کا بھی گناہ ہوتا ہے اور پیروی کرنے والوں کے گناہوں کے برابر بھی گناہ ہوتا ہے بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں سے کچھ کمی کی جائے۔ اس باب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (یہ حدیث حسن اور صحیح ہے)

(ترمذی ابواب العلم)

(۴) حدیث شریف نمبر ۲۸:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی (کیونکہ یہ شخص شاید غریب تھا) راوی کہتے ہیں کہ اس مجلس میں کوئی شخص ایسا نہ رہا جس نے تھوڑا بہت صدقہ نہ کیا ہو (جب صدقہ ہو چکا) تو حضور ﷺ نے فرمایا: جو کوئی نیک طریقہ جاری کرے گا تو اس کو اس کا کامل ثواب عطا ہوگا، اور جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان کے ثواب میں سے بھی اس کو اجر عطا کیا جائیگا۔ جو شخص کوئی بُرا طریقہ جاری کرے گا، اس کو اس کا کامل عوض (برائی کا) ملے گا۔ اور جو لوگ اس پر عمل کریں گے، ان کے عذابوں میں سے بھی اس کو حصہ بغیر کسی بیشی کے دیا جائیگا۔ (سنن ابن ماجہ)

(۵) حدیث شریف نمبر ۱۹۹:

حضرت ابن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص اسلام میں کسی نیک طریقے کو رواج دے تو اس کو اس کا ثواب بھی ملے گا اور اس کا ثواب بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے، لیکن عمل کرنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ اور جس شخص نے کسی بُرے طریقے کو اسلام میں رائج کیا اس کو اس کا گناہ بھی ہوگا اور اس شخص کا گناہ بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا، لیکن عمل کرنے والے کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۶) حدیث شریف نمبر ۱۷۳:

حضرت ابن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اسلام میں کوئی بھلائی کا طریقہ ایجاد کیا تو اُس کو اس کا ثواب ملے گا، اور اس کے بعد جو اس رستہ پر عمل پیرا ہوگا اُس کا بھی اس کو ثواب ملے گا، ان کے ثواب میں کمی کئے بغیر۔ اور جس شخص نے اسلام میں بُرا طریقہ ایجاد کیا تو اُس کے ایجاد کرنے کا بھی اس پر عذاب ہوگا اور جو اس بُرے طریقے پر عمل کرے گا اس کا بھی عذاب اس کو ملے گا، اور ان کے گناہوں کے عذاب میں سے کسی چیز کی کمی نہیں کی جائے گی۔ (ریاض الصالحین)

اب ہر قسم کا یعنی (۱) بدعتِ حسنہ اور (۲) بدعتِ سبّہ، الگ ذکر کیا جاتا ہے۔

بدعتِ حسنہ

بدعتِ حسنہ کی تعریف:-

بدعتِ حسنہ وہ نیک طریقے ہیں جو بزرگانِ دین نے فرض، واجب اور سنت کے علاوہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے تحت اللہ اور رسول ﷺ کی رضا جوئی اور تقویتِ دین کیلئے ایجاد کیے۔ ان کو بدعتِ محمودہ بھی کہتے ہیں۔ یہ بدعت کبھی واجب ہوتی ہے، مثلاً قرآن پاک پر اعراب لگانا، اصولِ علم فقہ اور علم نحو وغیرہ اور کبھی سنت، مثلاً تراویح یا جماعت، اور کبھی مستحب مثلاً دینی مدرسے وغیرہ ثبوت:-

(۱) آیت شریف:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُخْرِجْكُمْ مِّنَ الدُّنْيَا كَمَا خَرَجَكُمْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَئِن تَوَلَّوْاْ يَكُونَنَّ كَافِرِينَ ۚ

(پ ۲۶، سورۃ محمد، آیت نمبر ۷)

اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے، اللہ تمہاری مدد کرے گا، اور تمہارے قدم (حجت اسلام پر) جما دے گا۔

(۲) آیت شریف:

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ۝ (پ ۲، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۵۸)

اور (فرض، واجب کے علاوہ) جو شخص کوئی نیکی اپنی طرف سے کرے تو اللہ قدر دان اور خبردار ہے۔

(۳) حدیث شریف نمبر ۲۰۸:

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے

فرمایا: جس شخص نے اسلام میں کوئی بھلائی کا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کے بعد جو اس راستے پر عمل پیرا ہوگا اس کا بھی اس کو ثواب ملے گا، اور ان کے ثواب میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ (مسلم شریف کتاب العلم)

بدعتِ حسنہ کی چند مثالیں:-

یہی وہ بدعاتِ حسنہ ہیں جن کو اہلِ باطل گمراہی کہتے ہیں۔

(۱) ایمانِ مفصل: اَمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

وَالْقَدْرِ الْخَيْرِ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ط

(۲) ایمانِ مجمل: اَمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاسْمَاءِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبَلَتْ جَمِیعَہٗ

اَحْکَامِہٖ اَقْرَارًا بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیقًا بِالْقَلْبِ ط

(۳) قرآن مجید پر اعراب لگانا۔ (۴) قرآن کریم کو تیس پاروں میں تقسیم

کرنا۔ (۵) اصولِ علم فقہ اور علم فقہ (۶) علم نحو (۷) بیس رکعت نماز تراویح یا

جماعت۔ (۸) تراویح میں قرآن پاک کا ختم (۹) اقسامِ حدیث مثلاً صحیح، حسن،

مرفوع اور متصل وغیرہ جیسا کہ ترمذی شریف میں مذکور ہیں۔ (۱۰) چار مذاہب

یعنی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کا قیام۔ (۱۱) اہل طریقت کے چار سلسلوں یعنی

قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی کی اجراء۔ (۱۲) جمعہ کی رات کو سورۃ ملک کی

تلاوت کرنا۔ (۱۳) رمضان شریف کی تیسویں رات کو قرآن کریم کی سورتوں کی

تلاوت (۱۴) جمع میں چند اشخاص مل کر قرآن کریم کا ختم کرنا۔ (۱۵) قضاء

عمری۔ (۱۶) بوقتِ ذکر تسبیح کے دانوں کا استعمال۔ (۱۷) قبر پر آٹا (۱۸)

دینی مدارس کا اجراء۔ (۱۹) دینی مدارس میں ختم بخاری شریف۔ (۲۰) دینی مدارس میں فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی اور عطا یگی سند۔ (۲۱) ماہ صفر کی آخری چہار شنبہ کو مالیدہ بنا کر بہ نسبت تصدقی تقسیم کرنا۔ (۲۲) خیرات عاشورہ۔ (۲۳) مسجدوں میں برائے آذان دو عطا لاؤڈ اسپیکر کا استعمال۔

بدعتِ سیئہ

بدعتِ سیئہ کی تعریف:

خلافِ سنت طریقے ایجاد کر کے دین میں داخل کرنے کو بدعتِ سیئہ کہتے ہیں۔ درحقیقت یہ بدعت، سنت کی ضد ہے۔ جہاں کوئی بدعتِ سیئہ پیدا ہوتی ہے، وہاں ایک سنت ماری جاتی ہے۔ اسی طرح ایک بدعت مٹنے سے ایک سنت خود بخود زائد ہو جاتی ہے۔ اسی کو بدعتِ ضلالت بھی کہتے ہیں۔

ثبوت:-

(۱) حدیث شریف نمبر ۱۹۹:

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی بُرے طریقے کو اسلام میں رائج کیا، اس کو اس کا گناہ بھی ہوگا اور اس شخص کا گناہ بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا، لیکن عمل کرنے والے کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۲) حدیث شریف نمبر ۱۶۰:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بن حارث مزینی سے روایت ہے کہ فرمایا حضور ﷺ

نے کہ جس شخص نے گمراہی کی کوئی ایسی نئی بات نکالی، جس سے اللہ اور اس کا رسول خوش نہیں ہوتا۔ اس کو اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا گناہ ان کو ہوگا جنہوں نے اس بدعت پر عمل کیا، اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔

(مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

(۳) حدیث شریف نمبر ۵۳۶:

حضرت کثیر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ تجھے جان لینا چاہیئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور ﷺ! میں جانے کیلئے تیار ہوں (ارشاد فرمائیے) آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری ایسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مر گئی تھی، تو اس کو اتنا ثواب ہوگا جتنا اس پر عمل کرنے والوں کو ہوگا، بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں سے کچھ کم کیا جائے، اور جس نے گمراہی کی بدعت نکالی، جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہر امنی نہیں تو اس بدعت کے ایجاد کرنے والے پر اس بدعت پر عمل کرنے والوں کے برابر عذاب ہوگا، بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی کی جائے۔ (یہ حدیث حسن ہے) (ترمذی شریف ابواب العلم)

(۴) حدیث شریف نمبر ۲۹:

حضرت کثیر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب میری سنت مٹ رہی ہو اور کوئی شخص اس کو زندہ کرے، اور لوگ اُس پر عمل کریں تو اس کو تمام عالمین کے برابر بغیر کی بیشی کے ثواب عطا کیا جائے گا۔

اور جس نے ایسی بدعت جاری کی جس کو اللہ اور اس کا رسول ناپسند رکھتا ہو تو اس پر تمام عمل کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا، لیکن ذرہ بھر بھی کمی بیشی ان کے عذاب میں نہ کی جائے گی۔ (سنن ابن ماجہ شریف)

(۵) حدیث شریف نمبر ۷۷۷۷:-

حضرت غصیف بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس قوم نے (دین میں) کوئی نئی بات نکالی، اس کے مثل ایک سنت اٹھالی گئی۔ پس سنت کو مضبوط پکڑنا نئی بات نکالنے سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب اعتصام بالکتاب والسنة)

(۶) حدیث شریف نمبر ۷۷۷۸:-

حضرت حبان بن ثابت رضی اللہ عنہ ثابت سے روایت ہے کہ جو قوم اپنے دین میں کوئی بدعت نکالتی ہے، اس میں سے اسی قدر سنت اللہ تعالیٰ نکال لیتا ہے۔ پھر اس کو قیامت تک ان میں نہیں لوٹاتا۔ (سنن دارمی شریف)

بدعتِ سنینہ کی چند مثالیں

سنت	بدعتِ سنینہ (گمراہی)
(۱) حدیث شریف نمبر ۲۰۸۷:	
ثبوت بدعتِ حسنہ۔۔۔	بدعتِ حسنہ سے انکار۔
(مسلم شریف کتاب العلم)	

(۲) حدیث شریف نمبر ۲۲۳۶:

برائے ایصالِ ثواب میت کی طرف سے صدقات دینے کی میت کی طرف سے صدقات دینے کا ثبوت مثلاً مخالفت۔

استسقاء، ہفتہ، شب جمعہ، چالیسواں، برسی۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار)

(۳) حدیث شریف نمبر ۱۶۷۷:

ثبوت زیارۃ القبر زیارتِ قبور سے لوگوں کو منع کرنا۔ (مشکوٰۃ شریف باب زیارۃ القبر)

(۴) حدیث شریف نمبر ۱۸۹:

ثبوت احترامِ قبورِ مسلمین۔ (ابن ماجہ) اہانت اور بے حرمتیِ قبورِ مسلمین۔

(۵) حدیث شریف نمبر ۵۰۱۵:

ثبوت توسل..... توسل سے انکار (مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقراء)

(۶) حدیث شریف نمبر ۲۱۵۹:

ثبوت احترامِ اولیاءِ کرام۔ اولیاءِ کرام کے بارے میں گستاخانہ الفاظ کا استعمال مثلاً بت، صنم وغیرہ

(۷) حدیث شریف نمبر ۱۳۰۴:

مردوں کو بُرا بھلا کہنے کی ممانعت: (بخاری کتاب البیِّنات) مردوں کو بُرا بھلا کہنا جیسا کہ ایک فرقے کا دستور ہے۔

(۸) حدیث شریف نمبر ۸۳۶:

داڑھی منڈوانے اور مونچھیں بڑھانے
کی ممانعت

(۹) حدیث شریف نمبر ۱۳۹۳:

گانے اور بجانے کی ممانعت:
(ابوداؤد جلد سوم)

(۱۰) حدیث شریف نمبر ۲۸۸:

نیشی اشیاء استعمال کرنے کی حرمت.....
(ابوداؤد جلد سوم)

(۱۱) حدیث شریف نمبر ۸۰۰:

چوپایہ جانوروں کے لڑانے کی
ممانعت..... (ابوداؤد جلد سوم)

علم غیب:-

علم غیب کی تعریف:

غیب سے مراد وہ پوشیدہ چیز ہے جس کو عقل اور حواس نہ پاسکیں۔ علم غیب تو اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے مگر وہ اپنے خاص بندوں میں سے جسے چاہے یہ علم بھی عطا فرماتا ہے۔ ان کی یہ صفت عطا کی ہوتی ہے نہ کہ ذاتی۔ چنانچہ انبیاء کے علم غیب کو معجزہ اور اولیاء کرام کے علم غیب کو کرامت کہتے ہیں۔

ثبوت:-

(۱) آیت شریف:

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْهِرَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ
(پ ۴ سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۹۷)

اللہ کی شان یہ نہیں کہ (اے لوگو) تم کو غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔

(۲) آیت شریف:

فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ
(پ ۲۹ سورۃ جن، آیت نمبر ۲۶، ۲۷)

پس اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۳) آیت شریف:

ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ
یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔

(۴) آیت شریف:

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ
مِنْ قَبْلِ هَٰذَا
(پ ۱۲ سورۃ ہود، آیت نمبر ۴۹)

یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔ انہیں نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم اس سے پہلے۔

(۵) آیت شریف:

عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ط (پ ۱۵، سورۃ الکہف، آیت نمبر ۶۵)
اور ہم نے اُسے (حضرت خضر علیہ السلام) اپنا علم لَدُنِی (علم غیب) عطا کیا۔

(۶) آیت شریف:

اَنْهٰكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدْخِرُوْنَ فِيْ بُيُوتِكُمْ ط
(پ ۳، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۲۹)

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو (معجزہ)

(۷) آیت شریف:

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خٰلِفًا ط قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ ط (پ ۱، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۳۰)

اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا۔ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ (فرشتے بولے) کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کریں۔

معلوم ہوا کہ فرشتوں کو انسان کی پیدائش سے قبل یہ علم (غیب) اللہ کی طرف سے عطا کیا گیا تھا کہ یہ انسان دنیا میں جا کر قتل اور فساد مچائیں گے۔ لہذا انہوں نے حکمت خلافت دریافت کی۔

(۸) آیت شریف:

وَمَا هُوَ عَلٰی الْغٰیْبِ بِضٰیِلٍ ط (پ ۳۰، سورۃ الکوہ، آیت نمبر ۲۲)
اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

(۹) آیت شریف:

وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِیْ ط (پ ۱۶، سورۃ الکہف، آیت نمبر ۸۲)
(حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا) اور یہ کچھ (کشتی کا چیرنا، لڑکے کا قتل کرنا اور دیوار کا سیدھا کرنا) میں نے اپنے حکم سے نہیں کیا ہے۔ (کرامت)

(۱۰) آیت شریف:

یٰۤاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا سَبِیْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا سَبِیْلَھُمْ اِنَّمَا تَتَّبِعُوْنَ ط (پ ۱۶، سورۃ مریم، آیت نمبر ۷)

اے زکریا! ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا۔
اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا۔

ظاہر ہے کہ حضرت یحییٰ کی پیدائش سے قبل حضرت زکریا علیہ السلام کو پتہ تھا کہ حمل میں لڑکا ہے۔ اسی طرح بعد از بشارت حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یٰسٰی علیہ السلام کو معلوم تھا کہ ارحام میں لڑکے ہیں۔

(۱۱) آیت شریف:

فَعَصَوْا وَھَا فَعَالٌ تَمْتَعُوْۤا فِیْ دَارِکُمْ ط ثَلَاثَ اَیَّامٍ ط ذٰلِکَ وَعْدُ غٰیْطٍ مُّکْدُوْبٍ ط (پ ۱۲، سورۃ ہود، آیت نمبر ۶۵)

(قوم شہود) تو انہوں نے ناقہ کی کوچیں کاٹیں تو صالحؑ نے کہا کہ گھروں میں تین دن اور برت لو۔ یہ وعدہ ہے کہ جھوٹا نہ ہوگا۔
ظاہر ہے کہ قبل از وقوع عذاب حضرت صالحؑ علیہ السلام کو اپنی قوم کے ہلاک ہونے کا پتہ تھا۔ اسی طرح حضرت لوطؑ علیہ السلام کو بھی۔

(۱۲) حدیث شریف نمبر ۶۷۱:

حضرت عبدالرحمن بن عائشؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کو خواب میں بہترین صورت میں دیکھا۔ اللہ نے مجھ سے پوچھا۔ ملائکہ مقررین کس معاملہ میں بحث کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ تو ہی خوب جانتا ہے (یہ سن کر) خداوند تعالیٰ نے اپنا ہاتھ (دست قدرت) میرے مونڈھوں کے درمیان رکھا، جس کی سردی میں نے اپنے سینہ میں محسوس کی۔ اور مجھ کو آسمانوں اور زمین کی تمام درمیانی چیزوں کا علم حاصل ہو گیا۔ (مشکوٰۃ باب المساجد)

(۱۳) حدیث شریف نمبر ۵۱۳۳:

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خطبہ فرمایا، اور جو باتیں اس وقت سے قیامت تک ہونیوالی تھیں سب کا ذکر کیا۔ جن لوگوں نے ان باتوں کو یاد رکھا، یاد رکھا اور جو بھول گئے بھول گئے، حضرت حذیفہؓ کا بیان ہے کہ میرے یہ دوست صحابہؓ اس سے واقف

ہیں۔ (یعنی ان میں سے بعض کو وہ باتیں یاد ہیں اور بعض بھول گئے ہیں، اور میں بھی بھول گیا ہوں) لیکن جب کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے جس کی خبر حضور ﷺ نے دی تھی، تو مجھ کو وہ بات یاد آ جاتی ہے، جس طرح ایک غائب شخص کے چہرہ کو دیکھ کر لوگ اس کو پہچان لیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب النہن)

(۱۴) حدیث شریف نمبر ۱۲۷۷:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بہترین ان دنوں کا جن میں آفتاب طلوع ہوتا ہے، جمعہ کا دن ہے۔ اسی روز حضرت آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا گیا، اسی دن ان کو جنت میں داخل کیا گیا، اور اسی روز وہ جنت سے نکالے گئے، اور قیامت بھی جمعہ کے دن قائم ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف باب الجمعہ)

(۱۵) حدیث شریف:

نبیؐ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پہنچا ہمیں بادل۔ پس حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ بادل کا فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھ پر سلام کیا اور مجھے بتایا کہ بارش ہوگی وادی یمن پر جسے ضریح کہتے ہیں۔ بعدہ ایک مسافر سوار آیا اور اُس نے اسی دن بارش برسنے کی تصدیق کی۔

(خصائص الکبریٰ جلد دوم ص ۱۱۷ المدارج السنیہ)

(۱۶) حدیث شریف نمبر ۵۸۲۸:

حضرت بھل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا کہ ہم کل یہ جھنڈا اس شخص کو دیں گے جس کے ہاتھ پر اللہ خیبر فتح فرمادے

گا، اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔

پس وہ جہنمدا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا گیا۔ (اور خیبر فتح ہوا)

(مکتوٰۃ شریف مناقب حضرت علی رضی اللہ عنہ)

(۱۷) حدیث شریف نمبر ۲۱۱۵:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دوران جنگ بدر حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ فلاں کافر کے گرنے کی جگہ ہے، اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا، اس جگہ اور اس جگہ۔ پھر ہر کافر اسی جگہ مرا جہاں آپ نے ہاتھ رکھا تھا۔ (مسلم شریف کتاب الجہاد)

(۱۸) حدیث شریف نمبر ۵۳۵۳:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک روز ہمارے درمیان کھڑے ہو کر آغاز پیدائش سے جنت و دوزخ میں داخل ہونے تک کا ذکر فرمایا۔ جس شخص نے اس بیان کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی، محفوظ رکھا، اور جس نے کوشش نہ کی، وہ بھول گیا۔ (اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ حضور ﷺ نے ایک مجلس میں اول سے آخر تک جملہ مخلوقات کے تمام حالات بیان فرمادیئے۔

(عمدة القاری) (مکتوٰۃ شریف باب بدو الخلق)

(۱۹) حدیث شریف نمبر ۱۰:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ہم لوگوں کی طرف نکلے۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا: تم لوگ جانتے ہو یہ دونوں کتابیں کیا ہیں؟ ہم لوگوں نے عرض کیا: نہیں۔ مگر یا

رسول اللہ ﷺ آپ ہم کو بتادیں تو جان لیں گے۔ آپ نے دائیں ہاتھ کی کتاب کے متعلق فرمایا کہ یہ کتاب پروردگار عالم کی طرف سے دی گئی ہے۔ اس میں جنتیوں کے نام ہیں، اور ان کے باپ اور قبیلوں کے نام بھی ہیں۔ پھر ان کے آخر میں میزان لگا دی گئی ہے۔ (کہ کل اس قدر ہیں) اب اس میں سے نہ کبھی کوئی کم کیا جائیگا نہ زیادہ۔ پھر آپ نے بائیں ہاتھ کی کتاب کے متعلق فرمایا کہ یہ کتاب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہے۔ اس میں دوزخیوں کے نام ہیں، اور ان کے باپ اور قبیلوں کے نام بھی ہیں۔ پھر ان سب کے آخر میں میزان لکھ دی گئی ہے۔ ان میں سے بھی اب نہ کبھی کوئی کم کیا جائے گا اور نہ زیادہ۔

(ترمذی شریف ابواب التہذیب)

(۲۰) حدیث شریف نمبر ۷۵۵۱:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ آخری صف میں ایک شخص تھا جو بڑی طرح نماز پڑھتا تھا۔ جب حضور نے سلام پھیرا تو آپ نے اس کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے فلاں شخص! کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا۔ تو نہیں دیکھتا کہ کس طرح نماز پڑھ رہا ہے۔ شاید تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ تم جو کچھ کرتے ہو، وہ مجھ سے مخفی رہتا ہے۔ خدا کی قسم میں جس طرح آگے سے دیکھتا ہوں، اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

(مکتوٰۃ شریف صفۃ الصلوٰۃ)

(۲۱) حدیث شریف:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے ساری دنیا کو

اٹھایا۔ میں اس دنیا کو اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے اس ہاتھ کی پھیلی کو دیکھتا ہوں۔

(جاء الحق ص ۶۸، مواہب لدیہ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۸۷)

(۲۲) ثبوت:

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عزیز ان علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ زمین اولیاء کرام کی نظر میں مثل دسترخوان ہے، اور ہم کہتے ہیں کہ مثل ناخن ہے کہ کوئی چیز بھی ان کی نظر سے غائب نہیں۔ (نجات الانس ۲۳۹)

حیات موتی

انبیاء کرام و اولیاء عظام اور عوام سب کے سب عالم برزخ میں زندہ ہیں اور اپنے کئے کی جزا اور سزا پارہے ہیں۔

ثبوت:-

(۱) آیت شریف:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَا كُنْ لَآتَشْعُرُونَ ۝ (پ ۲، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۵۴)

اور جو راہ خدا میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں۔

(۲) آیت شریف:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ (پ ۴، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۱۶۹)

اور جو راہ خدا میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، رزق پاتے ہیں۔

(۳) آیت شریف:

الْقَارِ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ (پ ۲۴، سورۃ مومن، آیت نمبر ۴۶)

آگ جس پر (قوم فرعون) صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں، اور جس دن قیامت قائم ہوگی، حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

(۴) آیت شریف:

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَاتٍ نُوحٍ وَامْرَأَاتٍ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحِينَ فَغَا نْتَهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاهِلِينَ ۝ (پ ۲۸، سورۃ التحريم، آیت نمبر ۱۰)

اللہ تعالیٰ کافروں کی مثال دیتا ہے، نوح کی عورت اور لوط کی عورت، وہ ہمارے بندوں میں دو صالح بندوں کے نکاح میں تھیں، پھر انہوں نے ان سے دغا کی تو وہ اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے۔ اور فرما دیا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانوالوں کیساتھ۔

(۵) آیت شریف:

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَلِيَّت قَوْمِي يَعْلَمُونَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ۝ (پ ۲۳، سورۃ یس، آیت نمبر ۲۶، ۲۷)

(جب حبیبِ بخار شہید کر دیئے گئے تو) اس سے فرمایا گیا کہ جنت میں داخل ہو۔ کہا کاش میری قوم جانتی جیسی میرے رب نے میری مغفرت کی اور مجھے عزت والوں میں کیا۔

(۶) حدیث شریف: ۱۲۲۹/۱۲۹۰:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور مُرد اُسے اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں۔ اگر وہ صالح ہوتا ہے تو کہتا ہے۔ مجھے لے چلو۔ اگر غیر صالح ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ افسوس تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ اس کی آواز آدمیوں کے سوا تمام چیزیں سنتی ہیں۔ اگر آدمیوں نے اُسے سنا تو یہ پیش ہو جائیں گے۔ (بخاری شریف کتاب الجنازہ)

(۷) حدیث شریف نمبر ۵۶۱۵:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو شبِ معراج میں نبیاء کی جماعت کے اندر پایا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں۔ پھر نماز کا وقت آگیا، (مسجدِ اقصیٰ میں) میں ان سب کا امام بنا۔ (مشکوٰۃ باب فی المعراج)

(۸) حدیث شریف نمبر ۱۲۸۲:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور عذابِ قبر کا تذکرہ کیا اور ان سے کہا کہ اللہ

تمہیں عذابِ قبر سے بچائے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبر کے عذاب کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ہاں قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ (بخاری شریف کتاب الجنازہ)

(۹) حدیث شریف نمبر ۱۲۸۹:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو صبح و شام اس کے سامنے اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ اہل جنت میں سے ہے۔ اگر وہ اہل دوزخ میں سے ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارا ٹھکانہ ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تمہیں قیامت کے دن اٹھائے گا۔ (بخاری شریف کتاب الجنازہ)

(۱۰) حدیث شریف نمبر ۲:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپس میں بحث کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تم ہی وہ ہو جن کو اللہ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور جس میں اپنی روح پھونکی۔ پھر تم لوگوں کو لغزش کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا (یعنی باوجود ان نعمتوں کے تم سے لغزش صادر ہوئی۔ اور تم نے فجرِ ممنوعہ کا پھل کھایا جس کے سبب آپ کی فزیت کو اس جنت سے نکل کر یہاں دارالحزن میں آنا پڑا) یہ سن کر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تم وہی موسیٰ ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام سے برگزیدہ کیا۔ تم مجھے ایسے

عمل کے ارتکاب پر ملامت کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے پہلے ہی میری قسمت میں لکھ دیا تھا۔ اس پر حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جیت گئے، یہ گفتگو ان دونوں کے انتقال کے بعد عالم ارواح یا عالم مثال میں ہوئی۔ (ترمذی ابواب التقدیر)

(۱۱) حدیث شریف نمبر ۵۶۱۵:

شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُمت محمدیہ ﷺ پر احسان فرما کر حضور ﷺ کی امداد کر کے پچاس فرض نمازوں سے پانچ کرا دیں۔ یہی امداد موت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب فی المعراج)

(۱۲) حدیث شریف نمبر ۵۰۱۷:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دنیا مومن کا قید خانہ اور قبط ہے۔ جب وہ دنیا سے جدا ہوتا ہے تو قید خانہ اور قبط سے نجات پاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقراء)

(۱۳) حدیث شریف:

نبیؐ میں (حیات انبیاء میں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی آئے زندہ ہیں اور اپنے قبور میں نماز پڑھتے ہیں۔ (المدارج السنہ)

(۱۴) حدیث شریف نمبر ۲۰:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جمعہ کے روز مجھ پر درود کثرت سے پڑھا کرو کیونکہ فرشتے اس روز درود پیش کرتے

ہیں۔ جب تک وہ پڑھتا ہے اس وقت تک وہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وفات کے بعد بھی؟ آپ نے فرمایا: وفات کے بعد بھی۔ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے جسم کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔ اللہ کے نبی زندہ ہیں، ان کو رزق عنایت ہوتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

(۱۵) حدیث شریف نمبر ۳۳۸:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں میں نے اپنے آپ کو انبیاء کرام کی جماعت میں بھی دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ (مسلم شریف کتاب الایمان)

سما ع موتی

عالم برزخ میں مومن ہوں یا کافر سب سنتے ہیں۔ اور نص قرآنی اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔

ثبوت:-

(۱) آیت شریف:-

فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَكْفُومُ لَقَدْ ابْلَغْتُكُمْ رَسُولًا مِّنْ رَبِّيَّ وَلَصَّحْتُ لَكُم وَلَكِنْ لَا تُحِبُّونَ النَّصِيحِينَ ۝ (پ ۸، سورۃ اعراف، آیت نمبر ۷۹)

(مردوں کو خطاب) اس وقت صلیح ان سے منہ موڑ کر چلے، اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم! میں نے تو تم کو اپنے پروردگار کا حکم پہنچا دیا تھا، اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی، لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر) (تفسیر مظہری) (تفسیر مواہب الرحمن)

(۲) آیت شریف:-

فَقُولِي لَهُمْ وَقَالَ يَقَوْمِ لَقَدْ اٰتٰكُمْ رِسَالَتِي رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اَسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ (پ ۹، سورۃ الاعراف، آیت نمبر ۹۳)

(بعد عذاب) حضرت شعیب علیہ السلام نے اہل مدین سے منہ پھیرا (اور ان مردوں سے خطاب کیا) اے میری قوم! میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا، اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی، تو کیونکر غم کروں کافروں کی۔ (تفسیر حسینی)

(۳) حدیث شریف نمبر ۱۲۸:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اس کنوئیں میں جھانکا جہاں بدر کے مقتول مشرکین پڑے تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے ٹھیک ٹھیک اس چیز کو پایا جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ آپ سے کہا گیا، کیا آپ مردوں کو پکارتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو، لیکن وہ جواب نہیں دیتے۔ (بخاری شریف کتاب الجنازہ)

(۴) حدیث شریف:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کی ساتھی لوتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ (نسائی شریف کتاب الجنازہ، بخاری شریف حدیث نمبر ۱۲۵)

(۵) حدیث شریف نمبر ۱۳۲۵:

حضرت عبدالواہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بندہ جب قبر میں رکھا

جاتا ہے اور اس کے لوگ اس کو دفن کر کے پیٹھ موڑتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ (سنن ابوداؤد شریف باب عذاب القبر)

(۶) حدیث شریف:

خطیب نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ایسے کی قبر پر گزرے جسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اس پر سلام کرے تو وہ مردہ اُسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

(بہار شریعت حصہ شانزدہم)

(۷) ثبوت:

شیخ رجاء الباری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک روز شیخ عدی بن مسافر ایک کھیت کی طرف جا رہے تھے کہ آپ کی مجھ پر نظر پڑی۔ آپ نے مجھے اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ رجاء سنئے ہو، یہ صاحب قبر مجھ سے استغاثہ کر رہا ہے، اور آپ نے قبر کی طرف اشارہ کر کے مجھے بتلایا۔ جب میں نے اس قبر کی طرف نظر کی تو میں نے دیکھا کہ اس کے اندر سے دھواں نکل رہا ہے۔ پھر آپ اُس قبر کے پاس جا کر ٹھہر گئے اور بہت دیر تک وہاں کھڑے ہوئے۔ خدائے تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ اس کے اندر سے دھواں نکلتا موقوف ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے رجاء یہ اب بخش دیا گیا اور اس کا عذاب موقوف ہو گیا پھر آپ نے اس قبر سے اور زیادہ نزدیک ہو کر پکارا، کیا اب تم خوش ہو، تو صاحب قبر نے کہا۔ میں اب خوش ہوں، مجھ سے عذاب اٹھایا گیا۔ شیخ رجاء کہتے ہیں کہ میں نے یہ آواز سنی، پھر ہم واپس آ گئے۔

اس واقعہ سے چند باتیں ثابت ہوئیں، یعنی:-

- (۱) حیاتِ موتی (۲) عذابِ قبر (۳) استدعا
(۴) اولیاءِ کرام کی عظمت (۵) دعا کی برکت اور (۶) سماعِ موتی
(حیاتِ جاودانی صفحہ ۲۰۲)

ازالہ شبہ

آیت شریف:

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَتَوْا مُدْبِرِينَ ۝
وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ
مُسْلِمُونَ ۝ (پ ۲۰، سورۃ نمل، آیت نمبر ۸۰، ۸۱)

البتہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو آواز سنا سکتے ہو (خصوصاً)
جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں، اور نہ آپ اندھوں کو اکی گمراہی دور کر کے
ہدایت کر سکتے ہو، آپ تو ان کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں،
پس وہ مان لیتے ہیں۔

تشریح:-

(۱) دلائل کے بعد عرب کے ہٹ دھرم کفار کی نسبت فرماتا ہے کہ یہ
تو بوجہ نہ ہونے جن باطنی کے مردہ ہیں اور آپ مردوں اور بہروں کو
سنانے کیلئے نہیں آئے ہو، نہ تم ازلی اندھوں کو ہدایت کرنے آئے ہو۔

آپ تو انہیں کو سنانے اور ہدایت کرنے آئے ہو کہ جن میں ایمان لانے
کا مادہ اور صلاحیت بھی ہے۔ اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ مردے
زندوں کی بات سن سکتے ہیں یا نہیں، تکلف ہے۔ اس کو اس مسئلہ سے کچھ
بھی علاقہ نہیں کیونکہ موتے سے مراد یہاں کفار ہیں۔ (تفسیر حقانی)

(۲) مندرجہ بالا آیت شریف میں نفیِ اسماعِ اجابت کی ہے نہ مطلق اسماع
کی کہ نفیِ سماع کی بھی ہو جائے۔ (عقائدِ سید مہر یہ)

(۳) حقیقت یہ ہے کہ دنیا دارِ العمل ہے اور عالمِ برزخ آخرت کی پہلی
منزل اور دارِ الجزاء۔ کفار اور مشرکین اگرچہ دارِ العمل میں ہیں مگر بوجہ مہرِ قلبی
دعوتِ حق نہیں سنتے یعنی قبول نہیں کر سکتے ہیں..... جبکہ اہلِ قبور دارِ العمل سے
گزر کر دارِ الجزاء میں اپنے کئے کی جزا یا سزا پا رہے ہیں، اس لیے وہ بھی نہ تو
دعوتِ حق قبول کر سکتے ہیں اور نہ اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ چونکہ کفار
اور اہلِ قبور دونوں دعوتِ حق کو سنتے تو ہیں مگر اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے، لہذا
ان کا سننا نہ سننے کے برابر ہے۔

توسل:-

بوقتِ ضرورت محبوبانِ الہی کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا نصِ قرآنی
اور احادیثِ کثیرہ سے ثابت ہے، یہاں تک کہ حضور ﷺ خود بھی فقر آءِ مہاجرین
کے وسیلہ سے دعا مانگا کرتے تھے۔

ثبوت:-

(۱) آیت شریف:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (پ ۶، سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۳۵)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو، اور اس کی راہ میں جہاد کرو، تاکہ تم قلاح پاؤ۔

بعض لوگ وسیلہ سے عبادت مراد لیتے ہیں۔ اسی تقدیر پر اعمال صالحہ وسیلہ ہیں رب سے ملنے کا، اور اعمال کا وسیلہ تو انبیاء، اولیاء اور علماء ہیں۔ لہذا یہ حضرات وسیلہ کے وسیلہ ہوئے۔

(۲) آیت شریف:

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ (پ ۱، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۸۹)

اور جب ان کے پاس وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توراة) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا، اس سے منکر ہو گئے تو اللہ کی لعنت مکروں پر۔

سید الانبیاء کی بعثت اور نزول قرآن کریم سے قبل یہود اپنی حاجات کے لیے حضور ﷺ کے نام مبارک کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے۔

(۳) آیت شریف:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (پ ۵، سورۃ نساء، آیت نمبر ۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو (اے محبوب) تمہارے حضور حاضر ہوں، اور پھر اللہ سے معافی چاہیں، اور رسول ﷺ ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرے والا مہربان پائیں گے۔

معلوم ہوا کہ ہر گاہ الہی میں رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت نجات کا ذریعہ ہے۔

(۴) آیت شریف:

قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ (پ ۱۳، سورۃ یوسف علیہ السلام، آیت نمبر ۹۸، ۹۹)

(حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادے) بولے۔ اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کیلئے معافی مانگئے۔ بیشک ہم خطا وار ہیں۔ (حضرت یعقوب علیہ السلام نے) فرمایا۔ جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا، بے شک وہی بخشے والا مہربان ہے۔

دیکھا آپ نے! برادران! حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ سے اپنی خطا بخشوا نے کیلئے حضرت یعقوب علیہ السلام کو وسیلہ بنایا۔

(۵) حدیث شریف نمبر ۱۶۰۱:-

شرح السنہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فقراء و مہاجرین کے وسیلہ سے دُعا مانگا کرتے تھے، اور یوں فرمایا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اَنْصُرْنَا لِفَقْرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ (یعنی اے اللہ! ہمیں مہاجر فقراء کے وسیلہ سے فتح عطا فرما) (ترمذی شریف ابواب الجہاد)

(۶) حدیث شریف ۵۰۱۵:-

حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ فقراء و مہاجرین کے ذریعہ خدا سے (کفار پر) فتح حاصل کر چکی دُعا فرمایا کرتے تھے۔

(مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقراء)

(۷) حدیث شریف ۵۰۰۱:-

حضرت مُصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کو (دشمنان اسلام کے مقابلہ میں) مدد نہیں دی جاتی، اور تم کو روزی نہیں دی جاتی، مگر تمہارے نہیں کمزوروں اور فقیروں کی دعا کی برکت سے۔

(مشکوٰۃ شریف فضیلت فقراء)

(۸) حدیث شریف ۲۳۸۱:-

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک ضعیف المہر شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت مرحمت فرمائے (یعنی آنکھ کی خرابی دور ہو جائے) آپ نے فرمایا کہ اگر تو دعا چاہے تو میں تیرے لئے دعا کروں اور اگر تو صبر کر لے تو صبر تیرے لئے

بہتر ہے۔ اس نے کہا دُعا کرو دیجئے۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ وضو کر اور اچھی طرح وضو کر اور ان کلمات سے دعا کر۔ "اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی ﷺ کے وسیلہ سے جن کا نام محمد ﷺ ہے اور جو نبی رحمت ہیں۔ میں متوجہ ہوتا ہوں تمہارے وسیلے سے اے نبی ﷺ اپنے پروردگار کی طرف تاکہ وہ حکم دے میری اس حاجت کے متعلق۔ اے اللہ شفاعت قبول فرما اپنے نبی کی میرے حق میں۔" (مشکوٰۃ شریف باب جامع الدعاء)

(۹) حدیث شریف: ۶۰۰۳:-

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ ایک شخص یمن سے تمہارے پاس آئے گا جس کا نام اولیس ہوگا۔ وہ یمن میں اپنی ماں کے سوا کسی کو نہ چھوڑے گا، (یعنی ماں کے سوا اس کا کوئی قریبی عزیز نہ ہوگا) اس کے بدن میں سفیدی (برص) تھی۔ اس نے خدا تعالیٰ سے دعا کی اور وہ سفیدی جاتی رہی، مگر ایک دینار یا درہم کے بقدر باقی رہ گئی۔ پس جو شخص تم میں سے اس سے ملاقات کرے، وہ اس سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کرائے۔ (مشکوٰۃ شریف باب ذکر الیسین)

(10) حدیث شریف ۱۵۸:-

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ جہاد کریں گے تو کہا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوا ہو۔

جواب دیا جائے گا، ہاں! ان کے ذریعے دعا کی جائے گا اور اس کی فتح ہو جائے گی۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ کہیں گے کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی صحبت اٹھائی ہو۔ جواب دیا جائے گا، ہاں! پس اس کے ذریعے سے دعا مانگی جائے گی اور فتح ہو جائے گی۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ تم سے پوچھا جائے گا کہ تمہاری جماعت میں کوئی ایسا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی صحبت والوں کی صحبت سے فائدہ اٹھایا ہو۔ جواب دیا جائے گا، ہاں موجود ہے۔ اس وقت اس کے ذریعے سے دعا مانگی جائے گی اور تم کو فتح ہو جائیگی۔ (بخاری شریف باب نمبر ۱۲)

(۱۱) حدیث شریف ۶۰۱۵:

حضرت شریح بن عبید سے روایت ہے کہ شام کے لوگوں کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کیا گیا اور کہا گیا کہ اے امیر المؤمنین! شام والوں پر لعنت کیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں شام والوں پر لعنت نہیں کرتا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ابدال شام میں ہوتے ہیں، اور وہ چالیس مرد ہیں۔ ان میں سے جب کوئی فوت ہوتا ہے تو خداوند تعالیٰ دوسرے کو اس کی جگہ مقرر کر دیتا ہے۔ (یعنی ہمیشہ چالیس رہتے ہیں) ان کے وجود کی برکت سے بارش ہوتی ہے، ان کی مدد سے دشمنوں سے بدلہ لیا جاتا ہے، اور ان کے سبب سے شام والوں سے عذاب کو دفع کیا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ باب ذکر الیمین والاشام)

(۱۲) حدیث شریف:

طبرانی وابو نعیم و بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر اتارے گئے تو آپ فکرِ توبہ میں حیران تھے۔ اس پریشانی کے عالم میں یاد آیا کہ وقتِ پیدائش میں نے سراٹھا کر دیکھا تھا کہ کہ عرش پر لکھا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ میں سمجھا تھا کہ بارگاہِ الہی میں وہ رتبہ کسی کو میسر نہیں جو حضرت محمد ﷺ کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اپنے نامِ اقدس کے ساتھ عرش پر مکتوب فرمایا۔ لہذا آپ نے اپنی دعا کے ساتھ یہ عرض کی "أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي" یہ دعا کرنی تھی کہ حق تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمائی۔

(۱۳) حدیث شریف ۹۵۳:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوتے تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگتے تھے اور یوں کہتے تھے کہ یا اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کو وسیلہ بنایا کرتے تھے، اس وقت تو ہم کو بارش سے سیراب فرماتا تھا، اور اب ہم اپنے نبی ﷺ کے چچا کو تیری بارگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں، لہذا ہم کو سیراب فرما دے، تو لوگ سیراب کر دیے جاتے تھے۔

(بخاری شریف باب الاستسقاء)

نیز حضرت علامہ عینی نے تحریر فرمایا کہ "ابوصالح" کی روایت کردہ حدیث

میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ منبر پر کھڑا کیا اور پہلے خود اسی طرح دعا مانگی کہ:

”یا اللہ! ہم سب تیرے نبی ﷺ کے چچا کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتے ہیں، لہذا تو ہم لوگوں کو بارش سے سیراب فرما دے اور ہم کو نائ امید نہ فرما۔“

اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوالفضل تم بھی دعا مانگو تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس طرح دعا مانگی کہ:

”یا اللہ! ہر بلا گناہوں کے باعث ہی اُتاری جاتی ہے، اور بغیر توبہ کے کوئی بلا دفع نہیں کجیاتی۔ ساری قوم میری وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتی ہے، کیونکہ مجھ کو تیرے نبی ﷺ سے ایک خاص تعلق ہے۔ یہ ہمارے گناہگار ہاتھ اور ہماری توبہ کرنے والی پیشانیاں تیرے حضور میں حاضر ہیں، لہذا تو ہم لوگوں کو سیراب فرما دے۔“

راوی کا بیان ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کے بعد غوب بارش ہوئی۔

(۱۳) حدیث شریف ۸۳۲:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ تلاش کرو میرے لئے ضعیف لوگوں کو (جیسے بوڑھے مرد، بیوہ عورتیں، بے کس لاوارث بچے، معذور اپاج لو لے اور لنگڑے) اس واسطے کہ تم روزی دیئے جاتے ہو اور مدد کئے جاتے ہو ضعیف لوگوں کی وجہ سے (یعنی ان کے طفیل سے، تو ان کی خبر گیری کرو) (ابوداؤد شریف جلد دوم)

(۱۵) ثبوت:

شیخ علی الخباز سے روایت ہے کہ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کوئی میرے توسل سے خداوند تعالیٰ سے اپنی حاجت روائی چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پوری کرے گا۔ (حیات جاودانی ص ۹۶)

(۱۶) ثبوت:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا دفن قسطنطنیہ میں ہے۔ آپ کا مزار زیارت گاہ عام ہے اور لوگ آپ کے وسیلہ سے اپنی حاجات خدا سے حاصل کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف اکمال فی اسماء الرجال)

غیر اللہ سے مدد مانگنا

جیسا کہ عنوان ”تلاش اسباب“ کے تحت وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارے جہان میں اپنی ذات اور صفات کو ظاہر کرنے اور احکام خود جاری کرنے کیلئے کائنات میں بے شمار ذریعے پیدا فرمائے ہیں جن کو صفات الہی اور عطائے الہی کے مظہر (دروازے) اسباب، وسائل ذرائع اور واسطے کہتے ہیں۔ لہذا اللہ کو مستعان حقیقی اور کسی بندے کو وسیلہ جان کر اس سے مدد مانگنا جائز ہے، اور نص قرآنی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

(۱) آیت شریف:

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ فَأَمَّا

الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ ط (پ ۳، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۵۲)

پھر جب عیسیٰ نے ان سے (یہودیوں سے) کفر پایا۔ فرمایا کون میرے مددگار ہوتے ہیں۔ اللہ کی طرف؟ حواریوں نے کہا۔ ہم اللہ (وہی خدا) کے مددگار ہیں۔

(۲) آیت شریف:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط (پ ۶، سورۃ مائدہ، آیت نمبر ۲)

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ اور زیارتی پر باہم مدد نہ دو۔

(۳) آیت شریف:

فَاعِينُونِي بِقُوَّةٍ ط (پ ۱۶ سورۃ الکہف، آیت نمبر ۹۵)

(ذوالقرنین بولا) تم میری مدد طاقت سے کرو۔

(۴) آیت شریف:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُخْرِجْ أَتْلَافَكُمْ ط

(پ ۲۶، سورۃ محمد، آیت نمبر ۲۶)

اے ایمان والو! اگر تم اللہ (وہی خدا) کی مدد کرو گے، اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم (وہی حق پر) جمادے گا۔

(۵) آیت شریف:

وَلْيَعْلَمْ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرَسُولَهُ بِالْقَلْبِ ط إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ط (پ ۲۷، سورۃ

الحجیدہ، آیت نمبر ۲۵)

تاکہ اللہ دیکھے اس کو جو بے دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ بیشک اللہ قوت والا غالب ہے۔

(۶) آیت شریف:

وَلْيَنْصُرِ اللَّهُ مَنِ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ط

(پ ۱۷، سورۃ الحج، آیت نمبر ۳۰)

بیشک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا، بیشک اللہ ضرور قوت والا غالب ہے۔

(۷) آیت شریف:

وَإِنْ تَظْهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ ط (پ ۲۸، سورۃ التحریم، آیت نمبر ۴)

(اے نبی کی دونوں بیویوں) اور اگر ان پر زور پاندھو تو بیشک اللہ ان کا مدد گار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے فرشتے مدد پر ہیں۔

(۸) آیت شریف:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ رَسُولٍ أَنْ تَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ط (پ ۳، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول بھیجے کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔

(۹) آیت شریف:

وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَوْهُ (پ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت نمبر ۱۰)

اور سائل کو نہ جھڑکو۔ (یعنی اس کی حاجت پوری کرو۔ ورنہ نرمی کے ساتھ غدر کر کے واپس کرو۔)

(۱۰) حدیث شریف: ۸۳۶

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رات کو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اور آپ کو وضو کا پانی اور جس چیز کی ضرورت ہوتی (مسواک وغیرہ) لایا کرتا تھا۔ ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا۔ مانگ جو مانگنا چاہتے ہو (دین کی اور دنیا کی بھلائی) میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں تو جنت میں آپ کی ہمراہی چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے سوا اور بھی کچھ چاہتا ہے۔ میں نے عرض کیا: بس یہی۔ آپ نے فرمایا کہ تو میری مدد کراپنی ذات سے زیادہ سجدے کر کے (یعنی زیادہ نوافل سے میری مدد کرو۔) (مشکوٰۃ شریف باب اسجد)

(۱۱) حدیث شریف: ۳۷۳۸

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد کرو، ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مظلوم کی تو میں مدد کرتا ہوں ظالم کی مدد کیونکر کروں۔ آپ نے فرمایا: تو اس کو ظلم سے روک، تیرا اس کو ظلم سے باز رکھنا ہی مدد کرنا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الشفقتہ)

(۱۲) حدیث شریف: ۲۱۳۹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مومن سے دنیا کی تکلیف میں سے کوئی تکلیف دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی پریشانیوں میں سے اس کی پریشانی اور تکلیف دور کرتا ہے۔ اور جو شخص کسی تنگدست پر آسانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی عیب پوشی کرتا ہے تو حق تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی عیب پوشی کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔

(مسلم باب درسی قرآن، ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۵۱۱)

(۱۳) حدیث شریف:

حضرت ابن فراسی سے روایت ہے کہ حضرت فراسی نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں مانگوں (یعنی کسی سے سوال کروں) آپ نے فرمایا: نہیں۔ اگر بے مانگے نہ ہو سکے تو نیک لوگوں سے مانگ۔ (سنن نسائی کتاب الزکوٰۃ)

(۱۴) حدیث شریف: ۱۸۳۶

حضرت اُمّ مجید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ واپس کرو سائل کو کچھ دیکراگرچہ وہ جلاہوا تم ہی کیوں نہ ہو۔ (مشکوٰۃ شریف باب فضل الصدقہ) (۱۵) ثبوت:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاتی ہے،

اس سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاوے۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ چار شخصوں کو ہم نے دیکھا کہ وہ قبروں میں بھی وہی عمل کرتے ہیں جو زندگی میں کرتے تھے یا زیادہ۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ زندہ کی مدد زیادہ قوی ہے، اور میں کہتا ہوں کہ مردہ کی امداد زیادہ قوی۔ اولیاء کی حکومت جہانوں میں ہے۔ اور یہ نہیں ہے مگر ان کی روحوں کو، کیونکہ ارواح باقی ہیں۔

(حیات جاودانی صفحہ ۱۰۰، احادیث اللغات باب زیارۃ قبور)

(۱۶) ثبوت:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر قبولیت دعاء کے لئے تریاق ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ شریف باب زیارۃ القبور)

(۱۷) ثبوت:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے کوئی حاجت پیش ہوتی ہے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر آتا ہوں اور ان کی برکت سے کام ہو جاتا ہے۔ (شامی۔ سفر برائے زیارۃ قبور)

(۱۸) ثبوت:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”جو کوئی اپنی مصیبت میں مجھ سے مدد چاہے یا مجھ کو پکارے تو میں اس کی مصیبت کو دور کروں گا، اور جو کوئی کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔

(نزہۃ الخاطر، حیات جاودانی صفحہ ۹۶)

(۱۹) ثبوت:

چار مشائخ عظام ہیں جو اپنی حیات بابرکات میں جسطرح سے کہ تصرّف کرتے تھے اسی طرح سے وہ اپنی قبور میں بھی تصرّف کرتے ہیں۔ اور وہ مشائخ عظام یہ ہیں:

(۱) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت شیخ عقیل النخعی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حضرت شیخ حیات بن قیس الحرانی رحمۃ اللہ علیہ

(حیات جاودانی صفحہ ۲۱۷)

مشکل کشا و حاجت روا

مشکل کشائی و حاجت روائی دونوں اللہ کی ذاتی صفات ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے کسی بندے کو مذکورہ صفات کا مظہر یا وسیلہ جان کر اس کو مشکل کشا اور حاجت روا کہنا جائز ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

ثبوت:-

(۱) آیت شریفہ:

قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ (پ ۱۲ سورۃ یوسف، آیت نمبر ۲۳)

(حضرت یوسف علیہ السلام نے) کہا۔ اللہ کی پناہ وہ (عزیز مصر) تو میرا

رب ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔

دیکھا آپ نے ارب اللہ کی ذاتی صفت ہے جبکہ رب عزیز مصر کی عطائی صفت

ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کو عطا کی مفت سے یاد کر کے ”میرا رب کہا“
(۲) آیت شریف:

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سَنَابِلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ (پ ۳ سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۶۱)

ان کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح ہے جس نے اگائیں سات بالیں، ہر بال میں سو دانے۔

غور فرمائیے۔ اگانے والا حقیقت میں اللہ ہی ہے، دانہ کی طرف اس کی نسبت مجازی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسناد مجازی جائز ہے جبکہ اسناد کرنے والا غیر خدا کو مستقل فی التصرف اعتقاد نہ کرتا ہو۔ اس لئے یہ امر جائز ہے کہ بزرگوں نے حاجت روائی کی۔ یہ دوا نافع ہے، یہ مضر ہے۔ ماں باپ نے بچے کو پالا وغیرہ سب میں اسناد مجازی ہے۔ اور مسلمان کے اعتقاد میں قائل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے باقی سب وسائل:

(۳) حدیث شریف ۱۸۶۵:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اُس پر ظلم کرے اور نہ اسکو اسکے دشمنوں کے سپرد کرے۔ اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں ہوتا ہے اللہ اس کی حاجت روائی میں ہوتا ہے، اور جو شخص کسی مسلمان کی مشکل کشائی کرے اللہ اس

سے قیامت کے مشکوں میں سے مشکل اور تکلیف دور فرماتا ہے۔ اور جو شخص مسلمان کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (مسلم شریف کتاب البر والصلۃ)

(۴) حدیث شریف ۲۷۷۷:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جس نے میری اُمت میں سے کسی کی حاجت پوری کی، جس سے مقصود اسے خوش کرنا ہے، اس نے مجھے خوش کیا۔ اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا۔ اور جس نے اللہ کو خوش کیا اسے اللہ جنت میں داخل کرے گا۔

(مشکوٰۃ شریف باب الشفۃ)

(۵) حدیث شریف ۴۷۷۸:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے، اللہ اس کیلئے ۷۳ مغفرتیں لکھے گا۔ ان میں سے ایک سے اس کے تمام کاموں کی درستی ہو جائیگی اور بہتر (۷۲) سے قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں گے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الشفۃ)

وَعَاءٌ بَعْدَ از نماز جنازہ بہ ہیئت اجتماعی

وَعَاءٌ بَعْدَ از نماز جنازہ بہ ہیئت اجتماعی سنت ہے۔ چونکہ نماز جنازہ فرض (کفایہ) ہے اس لئے اُس کے بعد دعاء زیادہ قابل قبول ہے۔

ثبوت:-

(۱) حدیث شریف ۹۰۶:

حضرت امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کس وقت دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آخر رات کے درمیان والے حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد (نماز جنازہ بھی فرض کفایہ ہے)
(مکتوۃ شریف باب الذکر بعد الصلوۃ)

(۲) حدیث شریف ۱۳۳۲:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ جب تم لوگ میت پر نماز جنازہ پڑھو تو اس کیلئے اخلاص کے ساتھ دعا کرو۔
(ابوداؤد باب الدعاء للمیت ومکتوۃ، حدیث نمبر ۱۵۸۴)

(۳) حدیث شریف:

فتح القدیر کتاب الجنائز میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے منبر پر قیام فرما کر غزوہ موتہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی شہادت کی خبر دی۔ پس ان پر نماز جنازہ پڑھی اور ان کیلئے دعا فرمائی، اور لوگوں سے فرمایا کہ تم بھی ان کیلئے دعا مغفرت کرو۔

(۴) حدیث شریف:

حضرت مسطل بن حصین سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک جنازے پر نماز کے بعد مائی۔ (یعنی)

(۵) حدیث شریف:

حضرت وائلہ ابن اسحق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے مسلمانوں میں سے ایک شخص کے جنازہ کی نماز ادا فرمائی تو آپ نے یہ دعا پڑھی: اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانًا ابْنُ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَلِهِ مِنْ فَتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ فَاغْفِرْ لَهُ وَاَرْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (ابن ماجہ شریف، ابواب الجنائز، صفحہ ۱۸۱)

دُعا بعد از نماز سنت بہ ہیئت اجتماعی

ہر نماز کے بعد (فرض ہو یا واجب، سنت ہو یا نفل) دعا مانگنا سنت بلکہ واجب ہے۔ امام کا انتظار کرنا اور دُعا بالجماعت میں مقتدی کیلئے شامل ہونا سنت ہے۔
ثبوت:-

(۱) آیت شریف:

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ - (پ ۳۰، سورۃ الم نشرح، آیت نمبر ۷)

تو جب تم (نماز سے) فارغ ہو تو (دُعا میں) محنت کرو۔

(تفسیر حسینی، تفسیر مظہری، تفسیر ابن کثیر)

یہ حکم عام ہے، نماز فرض، واجب، سنت اور نفل سب کو شامل ہے۔

(۲) آیت شریف:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (پ ۱، سورۃ الفاتحہ، آیت نمبر ۵)

(یا اللہ) بتلا دیتے ہم کو رستہ سیدھا۔

معرفت، ذات و صفات کے بعد عبادت، اس کے بعد دعا تعلیم فرمائی، اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ بندے کو عبادت کے بعد مشغول دعا ہونا چاہیے۔ حدیث شریف میں بھی نماز کے بعد دعا کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔

(الطہرانی فی الکبیر۔ والبیہقی فی السنن) (تفسیر خزائن العرفان)

(۳) حدیث شریف: "إِذَا قَرَأْتَ أَحَدَ كُتُبِ الصَّلَاةِ فَلْيَذْكُرْ"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز سے فارغ ہو تو اس کو لازم ہے کہ دعا مانگے۔ (بیہقی شریف)

(یہ حکم بھی جملہ نمازوں کو شامل ہے۔)

(۴) حدیث شریف:

حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی گروہ مسلمانوں کا جمع نہ ہوگا کہ ان کے بعض دعا کریں اور کچھ لوگ آمین کہیں، مگر یہ کہ اللہ ان کی دعا کو قبول فرمائے گا۔ (الطہرانی نے الکبیر)

(اس سے دعا بہ ہیئت واجتماعی ثابت ہے)

(۵) حدیث شریف ۳۳۸:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز نماز پڑھائی۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں تمہارا امام

ہوں، تو جلدی مت کرو مجھ سے رکوع، سجدے اور قیام میں، اور نماز سے فارغ ہو کر اٹھنے میں، کیونکہ میں تم کو آگے اور پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ پھر فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم دیکھو جو میں نے دیکھا تو بہت کم ہنسو اور روء و بہت۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے کیا دیکھا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت اور درزخ کو دیکھا۔ (سنن نسائی جلد اول)

(۶) حدیث شریف ۶۲۰:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ان کو رغبت دلائی جماعت سے نماز پڑھنے کی اور منع کیا ان کو امام سے پہلے جانے کا۔ (سنن ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

(۷) حدیث شریف ۱۲۲۳:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی، ابواب الدعاء)

(۸) حدیث شریف ۱۲۲۶:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ حقیقت ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا، اللہ اس پر غضبناک ہوتا ہے۔ (ترمذی شریف، ابواب الدعاء)

(۹) حدیث شریف ۲۱۳۰:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

دعاء نفع دیتی ہے اس چیز سے جو اُتری (یعنی بلا اور مصیبت وغیرہ) اور اس چیز سے جو نہیں اُتری، پس اے خدا کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم جانو۔
(مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات)

(۱۰) حدیث شریف ۸:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تقدیر کو سوائے دعا کے کوئی چیز نہیں بدل سکتی، اور عمر کو سوائے نیکی کے کوئی چیز نہیں بڑھا سکتی۔ (ترمذی شریف ابواب التقدير)

(۱۱) حدیث شریف ۴۷۰۶:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تقدیر الہی کو کوئی چیز نہیں بدلتی مگر دعا، اور عمر کو کوئی چیز نہیں بڑھا سکتی مگر نیکی۔ اور انسان کو روزی سے محروم نہیں کیا جاتا مگر اُس گناہ کی وجہ سے جس کا اس نے ارتکاب کیا۔ (مشکوٰۃ شریف باب البر والصلة)

نفع و ضرر رسانی

در حقیقت نفع و ضرر کا مالک اللہ ہے۔ ہاں کسی جاندار یا غیر جاندار کو صفات الہی کا مظہر یا ذریعہ جان کر اس کو نافع یا مضر کہنا جائز ہے۔ مثلاً لوہا، کشتی، چوپائے نافع ہیں۔ اور انہماں نافع بھی ہے اور ضار بھی۔ اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ گائے، بیل، بھینس اور گھوڑے وغیرہ نافع اور شیر، چیتا، بھیڑیا، سانپ اور کچھو وغیرہ مضر ہیں۔

ثبوت:-

(۱) آیت شریف:

وَأَنذَرْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

(پ ۲، سورۃ الحديد، آیت نمبر ۲۵)

اور ہم نے لوہا اتارا۔ اس میں سخت آئینچ اور لوگوں کے فائدے ہیں۔ (یہاں لوہا نافع ہے)

(۲) آیت شریف:

وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ

(پ ۲، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۶۳)

اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے۔ (یہاں کشتی نافع ثابت ہے)

(۳) آیت شریف:

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا

مَنَافِعُ ۚ كَثِيرَةٌ ۚ وَمِنْهَا تَكُلُونَ ۝ (پ ۱۸، سورۃ المؤمنون، آیت نمبر ۲۱)

اور بے شک تمہارے لئے چوپائوں میں عبرت کا مقام ہے۔ ہم تمہیں پلاتے ہیں اس میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے (دودھ) اور تمہارے لئے ان میں بہت فائدے ہیں اور ان سے تمہاری خوراک ہے۔ (یہاں چوپائے نافع ثابت ہیں)

(۴) آیت شریف:

وَلَا تُمْسِكُوهُمْ ضَرْبًا ۚ لَّيْتَعْتَدُوا ۝ (پ ۲، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۳۱)

اور ان (عورتوں) کو ضرر پہنچانے کی غرض سے مت رکھو، اس ارادہ سے کہ ان پر ظلم کیا کرو گے۔ (معلوم ہوا کہ شوہر ضرر پہنچانے پر قادر ہے)

(۵) آیت شریف:

يَكُونُ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ

(پ ۲۸، سورۃ الطلاق، آیت نمبر ۶)

عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو، اپنی طاقت بھر، اور انہیں ضرر نہ دو کہ ان پر تشنگی کرو۔ (ظاہر ہے کہ مردوں میں ضرر پہنچانے کی طاقت موجود ہے)

(۶) حدیث شریف ۸۳۰:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ لوگ زیادہ ہوتے جائیں گے لیکن انصار کم ہوتے جائیں گے، یہاں تک کہ اور لوگوں میں وہ کھانے میں نمک کی طرح رہ جائیں گے۔ لہذا جو شخص تم میں ایسا صاحب اختیار ہو جو لوگوں کو کچھ نفع پہنچا سکے اور کچھ لوگوں کو ضرر، تو اس کو چاہیے کہ انصار میں سے نیک لوگوں کی نیکی قبول کرے اور خطا کاروں کی خطا سے درگزر کرے۔ (بخاری شریف کتاب الاعیاء)

(۷) حدیث شریف ۳۸۱۹:

حضرت ابی حرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کو ضرر پہنچا دے گا، اللہ تعالیٰ اس کو ضرر پہنچائے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو مشقت اور تکلیف میں مبتلا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو مشقت میں ڈالے گا۔ (مشکوٰۃ شریف، باب منع کی ہوئی چیزیں)

(۸) حدیث شریف ۱۴۸۲۰:

حضرت ابی بکر الصدیق سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا کسی کے ساتھ مکر (فریب) کرے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب منع کی ہوئی چیزیں)

(۹) حدیث شریف ۳۸۲۱:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے منبر پر تشریف فرما کر بلند آواز سے فرمایا۔ اے وہ مسلمانو! جو زبان سے اسلام لائے ہو اور دل میں ایمان کا اثر نہیں رکھتے، تم مسلمانوں کو اذیت نہ دو، ان کو عار نہ دلاؤ، ان کے عیب نہ ڈھونڈو۔ اس لئے کہ جو شخص کسی مسلمان کی عیب جوئی کرتا ہے اللہ اس کی عیب جوئی کرتا ہے۔ اور جس شخص کے عیب کو خداوند کریم تلاش کرے تو خدا تعالیٰ اس کو رسوا کرے گا اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر چھپا بیٹھا ہو۔ (مشکوٰۃ باب منع کی ہوئی چیزیں)

یا رسول اللہ کی نداء

چونکہ حیات موتی اور سابع موتی دونوں ثابت ہیں لہذا نداء یا رسول اللہ ﷺ یا علی رضی اللہ عنہ، یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جائز ہے کیونکہ انبیاء بطور معجزہ اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بطور کرامت دُور کی آواز سنتے ہیں اور باذن اللہ حتی المقدور مدد بھی فرما سکتے ہیں:

شہوت :-

(۱) آیت شریف:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ ادْخُلُوا مَسَاجِدَكُمْ لَا يُحِطُ بِكُمْ سَلِيمٌ وَجُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ (پ ۱۹، سورۃ النمل، آیت نمبر ۱۸)

(چیونٹی بولی) اے جیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ۔ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کا لشکر، بے خبری کی حالت میں۔

(تفسیر روح البیان وغیرہ میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے چیونٹی کی یہ آواز سنی)

(۲) حدیث شریف ۲۵۶:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ہم لوگوں کو سکھایا کہ جب ہم دو رکعت کے بعد بیٹھیں تو کہیں:

الْتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّلِيَّاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ۝ (سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی التشہد)

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا آپ کی زندگی میں اور بعد وفات یہی معمول رہا ہے اور بغیر کسی رد و بدل کے اب بھی مسلمانوں کا معمول ہے۔

(ترمذی شریف ابواب الصلوات)

(۳) حدیث شریف:

اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ

ایک رات میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ آپ نماز تہجد کے لئے اٹھے اور مقام وضو پر بیٹھے تو میں نے سنا کہ آپ نے کسی سے جیسے کوئی پاس ہوتا ہے۔ تین بار فرمایا: لبیک! لبیک! لبیک!!! ٹھہر، ٹھہر، ٹھہر۔ یعنی حاضر ہوں، حاضر ہوں، حاضر ہوں۔ تم مدد کئے گئے، مدد کئے گئے، مدد کئے گئے۔ اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا۔ حضور ﷺ نے آپ یہ کہے فرما رہے تھے، یہاں تو کوئی نہ تھا۔ تو حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا۔ یہ بنی کعب کا راجہ جو اس وقت مکہ میں تھے اور حضور ﷺ یہاں مدینہ منورہ میں (تین سو میل دور) مجھ سے فریاد کر رہا ہے کہ قریش عہد کو توڑ کر بنی بکر کی مدد کر کے ہم کو قتل و غارت کرنے پر آمادہ ہیں، اور میں لبیک کہہ رہا تھا۔ (طبرانی شریف، معانی حصہ اول)

(۴) حدیث شریف ۵۷۰۰:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر نہاد کی طرف بھیجا اور اس پر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ (مسجد نبوی ﷺ میں جمعہ کا) خطبہ پڑھ رہے تھے کہ یکا یک آپ نے بلند آواز سے کہا ”ساریہ! پہاڑ کی طرف“ اس واقعہ کے چند روز بعد لشکر سے ایک قاصد آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ امیر المؤمنین اہمارے دشمن نے ہم پر حملہ کیا اور ہمیں شکست دی۔ ناگہاں ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا ”اے ساریہ! پہاڑ کی جانب“

چنانچہ ہم نے پہاڑ کو اپنی پشت پناہ قرار دیا اور پھر خداوند تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الکرامات)

(۵) حدیث شریف ۵۶۱۵:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا، اس حال میں کہ میں کھڑا تھا اور قریش مجھ سے میرے شب معراج میں لئے جانے کا حال دریافت کر رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی چیزیں اور نشانیاں دریافت کرنی شروع کیں، جو مجھ کو یاد نہ تھیں۔ میں بہت غمگین اور پریشان ہوا، اتنا غمگین اور پریشان کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو بلند کیا اور میری آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ میں اس کو دیکھ رہا تھا اور وہ مجھ سے جو سوال کرتے جاتے تھے اس کا جواب میں ان کو دیتا جاتا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف، باب فی المعراج)

(۶) حدیث شریف ۱۲۹:

ترمذی، ابن ماجہ اور ابوالقیم حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان بوجھ سے چرچر کرنے لگا اور اس کو چرچر کرنا ہی چاہتے تھا، کیونکہ انہیں چار انگل جگہ ایسی نہیں جہاں ایک فرشتہ اللہ کے سامنے اپنی پیشانی نہ رکھے ہوئے ہو۔ (خصائص کبریٰ جلد اول)

(اس سے حضور ﷺ کا ذور سے سننا ثابت ہے)

(۷) حدیث شریف ۲۱۵۹:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے میرے ولی کو اذیت دی، میں اس سے لڑائی کا اعلان کرتا ہوں۔ اور نہیں بڑھتا کوئی بندہ مؤمن میری طرف وہ چیز لیکر جو مجھ کو زیادہ پسند ہے، ان چیزوں میں سے جو میں نے فرض قرار دی ہیں، اور ہمیشہ رہتا ہے میرا بندہ کہ تقرب حاصل کرتا ہے مجھ سے نوافل کے ذریعہ، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں (اس کے فرائض اور نوافل جمع کرنے کے سبب) اور جب میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بن جاتا ہوں اس کی سماعت کہ وہ سنتا ہے اس کے ذریعہ، اور بن جاتا ہوں اس کی آنکھ کہ دیکھتا ہے وہ اس کے ذریعہ، اور بن جاتا ہوں اس کا ہاتھ کہ پکڑتا ہے وہ اس کے ذریعہ، اور بن جاتا ہوں اس کا پاؤں کہ چلتا ہے وہ اس کے ذریعہ، اور جب وہ مانگتا ہے مجھ سے دیتا ہوں میں اس کو۔ اور جب پناہ مانگتا ہے میرے ذریعہ، پناہ دیتا ہوں اس کو۔ اور جس کام کو میں کر نیوالا ہوتا ہوں انہیں تردد اور توقف نہیں کرتا۔ لیکن اس مؤمن بندے کی روح کو قبض کرنے سے مجھ کو تردد اور تاثر ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات)

(۸) حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے اگر کسی کا جانور جنگل میں بھاگ جائے تو چاہیے کہ یوں پکارے

أَعْبُدُونِي يَا عِبَادَ اللَّهِ“ یعنی اے اللہ کے بند میری عبادت کرو۔ (حسن حسین)

چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ”کتاب الاذکار“ میں فرماتے ہیں کہ میں نے خود اس کا تجربہ کیا اور اس عمل کو محرب پایا۔

(۹) حدیث شریف:

دلائل الخیرات، انیس الجلیس، روح البیان جلد دوم اور نسیم الریاض میں وارد ہے کہ:-

حضور ﷺ نے فرمایا کہ سنتا ہوں میں درود اہل محبت کا اور پہچانتا بھی ہوں۔ اور میں تم سے بلا واسطہ سنتا ہوں۔ میں وہاں موجود ہوں جہاں میرا ذکر ہو رہا ہے۔ جس نے دس بار الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ کہا، پس اس نے ایک غلام آزاد کیا۔ (المدارج السنۃ)

(۱۰) حدیث شریف:

نبیؐ نے حیاتِ انبیاء میں اور اصفہانی نے ترغیب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ بیشک میرا علم موت کے بعد مثل علم حیات کا ہے۔ (المدارج السنۃ)

(۱۱) ثبوت:

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کوئی رنج و غم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج و غم دور ہوگا۔ اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر پکارے، وہ شدت دفع ہوگی۔ اور جو کوئی کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔ (حیاتِ جادوانی صفحہ ۹۶)

(۱۲) ثبوت:

شیخ عبد الوہاب ”کشف الحجاب“ میں لکھتے ہیں کہ جب تجھے یقین ہو گیا کہ کالمین زندہ ہیں تو ان کو قبر پر ندا کرنے میں کیا ڈر ہے۔ ان کی ندا ایسی ہے جس طرح زندہ کو ندا کیجاتی ہے۔ اور کالمین سے مدد مانگنا جائز ہے جیسا کہ زندہ سے مدد مانگا کرنا ہے۔ اور زندہ سے مدد مانگنے کا نہ تو کوئی جاہل منکر ہے نہ کوئی عالم۔ اور کالمین، انبیاء، صحابہ اور جوان کے قائم مقام ہیں وہ بھی تو زندہ ہیں۔ (عقائد سنیہ مہر یہ)

معجزات بعد ممات

معجزات بعد ممات حق ہیں اور احادیث اور روایات صحیحہ سے ثابت ہیں۔

ثبوت:-

(۱) حدیث شریف ۵۶۱۵، ۵۶۱۱:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو (شبِ معراج میں) انبیاء کی جماعت کے اندر پایا، اور ناگہاں دیکھا کہ حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم نماز پڑھ رہے ہیں۔ پھر نماز کا وقت آگیا اور میں ان سب کا امام بنا۔ پھر بعد نماز جب بُراق پر حضور ﷺ حضرت جبریلؑ کی میت میں بہ طرف عالم بالا روانہ ہوئے تو آپ کو خوش آمدید کہنے کیلئے حضرت آدم علیہ السلام آسمانِ اول پر، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ آسمانِ دوم پر، حضرت یوسف آسمانِ سوم پر، حضرت ادریسؑ آسمانِ چہارم پر، حضرت ہارونؑ آسمانِ پنجم پر، حضرت موسیٰ آسمانِ ششم پر اور حضرت ابراہیم

آسمان ہفتم پر پہلے سے موجود تھے۔

ظاہر ہے کہ مذکورہ انبیاء کا مسجد اقصیٰ میں باجماعت نماز ادا کرنا، اور آن کی آن میں آسمانوں میں اپنے مقامات کو پہنچنا، ان کے معجزات بعد ممات میں سے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب فی المعراج)

(۲) حدیث شریف ۹۲:

حضرت سعید بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب واقعہ حرد کا زمانہ تھا تو تین روز تک مسجد نبوی ﷺ میں نہ آذان کی گئی اور نہ اقامت۔ اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ مسجد ہی میں رہتے تھے اور نماز کا وقت ایک گھنٹہ گناہٹ کے ذریعہ سے پہچانتے تھے جو حضور ﷺ کی قبر سے سنتے تھے۔ پھر اس کا مضمون بیان کیا۔ (سنن دارمی شریف)

(۳) حدیث بالا کی تشریح:

کتاب اخبار المدینہ میں بکر بن محمد سے روایت ہے کہ ایام حرد میں، جو سخت لڑائی کا زمانہ تھا۔ اور سب لوگ لڑنے میں مشغول تھے اور مسجد نبوی ﷺ میں تین روز تک آذان اور جماعت نہ ہوئی۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن مسیب فرماتے ہیں کہ میں تنہا مسجد نبوی میں حاضر رہتا تھا، میں گھبرا کر حضور ﷺ کی قبر کے قریب گیا۔ ظہر کا وقت ہوا تو قبر مبارک سے آذان کی آواز سنی۔ میں نے وضو کر کے دو رکعت نفل نماز پڑھی۔ پھر اقامت کی آواز سنی اور ظہر کی نماز ادا کی۔ پھر

جب عصر کا وقت ہوا تو آذان و اقامت کی آواز قبر مبارک سے سنی۔ اسی طرح تین دن تک ہر نماز کے وقت آذان و اقامت کی آواز سننا اور نماز ادا کرتا رہا۔ (لورالعدہ صفحہ ۱۰۷)

(۴) حدیث شریف ۵۳۹۹:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء میں سے ہر ایک نبی کو معجزات میں سے صرف اتنا دیا گیا ہے جتنا کہ اس پر انسان ایمان لاسکے۔ اور مجھ کو جو وحی کا معجزہ دیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کلام وحی کے ذریعہ مجھ پر نازل کیا ہے (یعنی قرآن) وہ دائمی معجزہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، فضائل سید المرسلین)

(۵) ثبوت:

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے امام اور محدث ہیں، اور بخاری شریف کے شارح بھی ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب مواہب لدنیہ میں اپنی ایک بیماری اور اس سے شفا کا ذکر فرمایا۔ امام موصوف فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ایسی بیماری لگ گئی جس کا علاج کر کر کے طیب تبھ گئے اور انہوں نے اس بیماری کو لا علاج قرار دیا۔ فرماتے ہیں کہ جمادی الاولیٰ ۸۹۳ھ کی اٹھائیسویں شب کو میں نے..... تین سو میل دور مکہ میں حضور ﷺ سے فریاد کی تو میں سو رہا تھا کہ ایک شخص آیا جس کے پاس کاغذ کا ٹکڑا تھا جس پر یہ لکھا تھا "یہ احمد بن قسطلانی کے مرض کی دوا ہے۔ بارگاہ شریف سے اذن شریف کے بعد" امام مذکور فرماتے ہیں۔ پھر

میں جا گا تو اللہ کی قسم مجھے جو بیماری تھی وہ بالکل نہ رہی اور حضور ﷺ کی برکت سے مجھے شفا ہو گئی۔ (مواہب لدنیہ جلد دوم ۳۹۲، واعظہ حصہ اول)

(اس روایت سے دور سے فریاد کرنا، دور سے سننا اور مدد فرمانا تینوں ثابت ہیں)

کرامات بعد وفات

کرامات بعد وفات حدیث اور روایات کثیرہ سے ثابت ہیں۔

ثبوت:-

(۱) حدیث شریف:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے طائف میں انتقال کیا۔ میں ان کے جنازہ میں حاضر تھا۔ دیکھا کہ آسمان سے ایک چڑیا آئی اور کفن کے اندر داخل ہو گئی۔ ہم لوگوں نے اس کو تلاش کیا مگر نہ پایا۔ حاضرین نے یقین کیا کہ یہ ان کا نیک عمل تھا۔ جب دفن سے فارغ ہوئے تو قبر سے یہ آواز سنی **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْغُوبَةً** **فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي** (پ ۳۰، سورہ انفجر، آیت نمبر ۲۷ تا ۳۰) (یعنی اے روح آرام کرنیوالی، تو چل اپنے پروردگار کی طرف، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پس داخل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری جنت میں۔ (نور الصدور صفحہ ۱۷۱)

(۲) ثبوت:

منہال بن عمر فرماتے ہیں کہ میں دمشق میں تھا، قسم خدا کی میں نے دیکھا کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو دمشق سے مدینہ منورہ روانہ کیا تو ایک شخص سورۃ کہف تلاوت کر رہا تھا۔ جب اس نے یہ آیت پڑھی **أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيِّمِ كُنَّا مِنْ أَلْفَيْنَا عَاجِبًا** (پ ۱۵، سورہ الکہف، آیت نمبر ۹) (یعنی کیا تمہیں معلوم ہوا کہ اصحاب کہف اور رقیم والے ہماری ایک عجیب نشانی تھیں) چنانچہ سر مبارک سے آواز آئی **أَعَجَبُ مِنْ أَصْحَابِ الْكَهْفِ قَتْلِي وَحَمْلِي** (یعنی اصحاب کہف سے زیادہ تعجب کے قابل میرا قتل کرنا اور میرے سر کو روانہ کرنا ہے۔ (نور الصدور صفحہ ۱۰۷)

(۳) ثبوت:

کتاب ”حیات جاودانی“ کے صفحہ نمبر ۲۲۳ پر مذکور ہے کہ جب قدوة العارفین موسیٰ بن ہامان الزولی رحمۃ اللہ علیہ کو بعد وفات قبر میں اتارا گیا تو آپ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے، اور قبر وسیع ہو گئی، اور جو لوگ قبر میں اترے تھے ان پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ (حیات جاودانی)

(۴) ثبوت:

سید العارفین حضرت اسد یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو علی رضی اللہ عنہ روز بادی کے پاس چند اولیاء کرام آئے اور چند دن بطور مہمان ٹھہرے۔ ان میں سے ایک صاحب بیمار ہو گئے اور ان کی بیماری طول پکڑ گئی۔

حضرت ابوعلی رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ اس اللہ والے کی عیادت میں خود کروں گا۔ چنانچہ اس مریض مرحوم کی آپ دن رات خدمت کرتے رہے، حتیٰ کہ ایک دن وہ چل بے۔ حضرت ابوعلی نے غسل بھی خود اُن کو دیا اور کفن بھی خود ہی پہنایا، اور پھر نماز جنازہ کی فراغت کے بعد قبر میں لٹایا۔ اور آخری بار اُن کے چہرے پر سے کفن ہٹا کر دیکھا تو اُن کی دونوں آنکھیں کھلی تھیں اور وہ حضرت ابوعلی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہنے لگے اے ابوعلی اقامت کے روز میں تمہاری مدد کروں گا جس طرح تم نے یہاں میری مدد کی۔ (واعظ حصہ دوم، روض الریاحین)

(۵) ثبوت:

حضرت ابو یعقوب سنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس مکہ مکرمہ سے ایک میرا شاگرد آیا اور کہنے لگا: اے میرے استاد! میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا۔ آپ یہ دینار لے لیجئے۔ اس کے نصف سے میری قبر کھدوانا اور نصف سے مجھے کفن پہنانا۔ چنانچہ جب دوسرا دن ہوا تو ظہر کے وقت ان کا انتقال ہو گیا۔ میں نے اپنے اس شاگرد کو خود غسل دیا اور جنازہ پڑھ کر اُسے جسد میں رکھا۔ تو اس نے آنکھیں کھولیں تو میں نے کہا کہ کیا مرنے کے بعد بھی زندہ ہو؟ تو اس نے جواب دیا۔ اَنَا حَیٌّ وَكُلُّ مُجِبِّ اللّٰهِ حَیٌّ (یعنی میں زندہ ہوں اور اللہ سے محبت رکھنے والے سب زندہ ہیں) (روض الریاحین، واعظ حصہ دوم)

دُعا، مصافحہ، معاقتہ بعد نماز عیدین

بوقت ملاقات اور خاص کر بوقت خوشی مثلاً عید وغیرہ مصافحہ اور معاقتہ سنت اور باعث ثواب ہے اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے، جبکہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا سنت ہے۔

ثبوت:-

(۱) حدیث شریف ۳۳۸۶:

حضرت عطاء خراسانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مصافحہ کیا کرو، اس سے (بغض) کینہ دور ہو جاتا ہے۔ اور ہدیہ و تحفہ بھیجا کرو، اس سے محبت بڑھتی ہے اور دشمنی جاتی رہتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الادب)

(۲) حدیث شریف ۳۳۷۲:

حضرت برآء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں تو ان دونوں کے خُدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الادب)

(۳) حدیث شریف ۳۳۷۴:

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ مریض کی پیشانی یا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس سے اس کا حال پوچھو، اور پورا سلام کرنا یہ ہے کہ سلام کے بعد مصافحہ بھی کرو۔ (مشکوٰۃ شریف باب المصافحہ)

(۴) حدیث شریف ۳۳۸:

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حبشہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ آئے، حضور ﷺ سے ملے اور مجھ کو گلے سے لگا لیا (معاقتہ کیا) اور فرمایا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ فتح خیبر کی خوشی مجھ کو زیادہ ہے یا جعفر کے واپس آنے کی اور جعفر اتفاق سے اسی روز آئے تھے جس روز کہ خیبر فتح ہوا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الادب)

(۵) حدیث شریف ۴۳۷۵:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت زید بن عارضہ مدینہ منورہ میں آئے اور حضور ﷺ سے ملاقات کیلئے حاضر ہوئے نبی کریم ﷺ اس وقت میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، حضور اکرم ﷺ صرف تہ بند باندھے، برہنہ جسم، چادر کو کھینچتے ہوئے باہر تشریف لے گئے۔ قسم خدا کی، میں نے کبھی اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد آپ کو برہنہ نہیں دیکھا۔ یعنی بغیر معناد جامہ۔ آپ نے جوشِ محبت سے زید رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا اور بوسہ دیا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الادب)

درو و تاج پر بیجا اعتراض

اللہ تعالیٰ کا ماذون اور صفات الہی کا مظہر یا ذریعہ جان کر حضور ﷺ کا درو و تاج میں دافع البلاء والوباء والقحط والاکم کے صفات سے ذکر کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ ہملہ خُداداد صفتیں ان میں موجود ہیں اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہیں۔

ثبوت: دافع البلاء

(۱) حدیث شریف ۴۱۹:

حضرت عبداللہ بن عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ابوطالب آپ کا بچاؤ کرتے تھے، تو کیا ان کو ان باتوں سے کچھ نفع

ہوا؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ میں نے انہیں آگ کی ہڈت اور سختی میں پایا تو میں انہیں ہلکی آگ میں سے نکال لایا۔ (مسلم شریف کتاب الایمان)

(۲) حدیث شریف ۵۶۶۹:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو حضور ﷺ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئی، اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے بیٹے کو جنوں (آسیب) ہے، جس کا دورہ صبح اور شام پڑتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس لڑکے کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی۔ اس لڑکے کو قے ہوئی اور اس کے پیٹ سے کالے مڈی کی مانند کوئی چیز نکلی جو دوڑتی تھی۔

(مشکوٰۃ شریف بیان معجزات)

دافع الوباء

(۳) حدیث شریف ۶۱۰:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ بیمار ہوا تو میرے پاس حضور ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عیادت کیلئے تشریف لائے۔ دونوں پیادہ پاتھے۔ دونوں نے مجھے بیہوشی کی حالت میں پایا تو حضور علیہ السلام نے وضو کیا، پھر وضو کا بچا ہوا پانی مجھ پر چھڑکا، جس سے مجھے ہوش آگیا۔ (بخاری شریف کتاب الرضی)

(۴) حدیث شریف ۱۳۳۳:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب صبح کی نماز

سے فارغ ہوئے تو مدینہ کے خادموں نے اپنے برتنوں میں پانی لیکر آتے۔ پھر جو برتن آپ کے پاس آتا، آپ اپنا ہاتھ اٹھیں ڈبو دیتے۔ اور بسا اوقات سخت سردی میں بھی یہ اتفاق پیش آ جاتا۔ تب بھی آپ اپنا ہاتھ اس میں ڈبو دیتے اور وہ پانی برائے حصول برکت و شفا استعمال کرتے۔ (مسلم شریف کتاب الفضائل)

دَافِعُ الْقَحْطِ:

(۵) حدیث شریف ۵۵۰۳:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دفعہ بعد از نماز ایک طویل دعا میں اپنے پروردگار سے تین چیزیں مانگیں، یعنی یہ کہ (۱) میری اُمت کو عام قحط میں ہلاک نہ کرے۔ (۲) میری اُمت کو پانی میں غرق کر کے ہلاک نہ کرے۔ (۳) میری اُمت میں باہم لڑائی اور فساد نہ ہو۔ بعد از دعا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اوّل لفظ کرد و چیزیں عطا فرمادیں اور تیسری چیز سے منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف فضائل سید المرسلین)

(۶) حدیث شریف ۵۶۳۸:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے جمعہ کے دن خطبے کے وقت قحط سالی کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے منبر پر ہی بارش کی دعا فرمائی۔ ابھی خطبہ ختم نہ ہوا تھا کہ بارش شروع ہو گئی۔ دوسرے جمعہ تک لگاتار بارش ہوتی رہی۔ پھر انہی صاحب نے عرض کیا کہ بارش بہت ہو چکی، مکان

گرتے جا رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے منبر پر کھڑے کھڑے انگلی سے اشارہ کیا۔ اشارہ سے بادل پھٹ گیا، اور عرض کیا اے اللہ! ہم پر بارش نہ ہو، آس پاس پر ہو، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (مشکوٰۃ شریف بیان المعجزات)

دافع الالہ:

(۷) حدیث شریف ۵۶۲۵:

حضرت برآء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جہاد میں عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی پنڈی ٹوٹ گئی۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اپنا پاؤں پھیلا۔ چنانچہ اس نے اپنا پاؤں پھیلا یا۔ حضور ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ پھیر لیا، اور وہ اچھا ہو گیا۔ گویا اس میں چوٹ نہ لگی تھی۔ (مشکوٰۃ شریف بیان المعجزات)

(۸) حدیث شریف:

حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کو ایک جہاد میں سر اور ٹانگوں میں تلوار کے بڑے بڑے زخم آ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اُسے اٹھا کر حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔ حضور ﷺ نے اس کے زخموں پر لعاب مبارک ڈالا تو وہ صحت یاب ہو گئے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، واعظ حصہ اول)

ایصالِ ثواب

احناف کے نزدیک تمام عبادات مالیہ و بدنیہ کا ثواب دوسرے مسلمانوں کو (خواہ زندے ہوں یا مُردے) پہنچایا جاسکتا ہے اور احادیث کثیرہ سے ثابت

ہے۔ زندوں اور مردوں میں فرق اتنا ہے کہ مردے عالم دنیا سے عالم برزخ کی طرف انتقال کی وجہ سے نقد جنس اور طعام وغیرہ سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے، بلکہ فقط اس کا ثواب اللہ تعالیٰ اُن کی ارواح کو پہنچا دیتا ہے۔ لہذا اُن کے حالات حیات اور بعد از وفات برابر ہیں۔

ثبوت :-

(۱) حدیث شریف ۵۱۹۸:

حضرت صالح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بصرہ سے مکہ مکرمہ کو حج کرنے گئے (جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے) تو ہم نے ایک شخص کو دیکھا (یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) اس نے ہم سے پوچھا کیا تمہارے شہر کے ایک طرف ابلہ نامی کوئی آبادی ہے۔ ہم نے کہا، ہاں ہے۔ اس نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس کا ذمہ لیتا ہے کہ میرے لئے ابلہ کی مسجد عشر میں دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھے (یعنی میری طرف سے نماز پڑھے) اور یہ کہے کہ اس نماز کا ثواب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ملے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الملاحم)

(۲) حدیث شریف ۵۸۹:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک عورت پیش ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری ماں مر گئی، اس کے ذمے ایک مہینے کے روزے تھے، کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھ لوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اس کی طرف سے روزے رکھ لے۔ اس نے عرض کیا کہ

اس نے حج بھی نہیں کیا تھا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس کی طرف سے حج کر لے۔ (ترمذی شریف باب زکوٰۃ)

(۳) حدیث شریف ۱۰۲۷:

حضرت خض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو میں نے دو دُنبے قربانی کرتے دیکھا تو میں نے کہا، یہ کیا ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ میں ان کی طرف سے قربانی کروں، تو میں ان کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ (ابوداؤد شریف کتاب الضحایا)

(۴) حدیث شریف ۱۱۱۷:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام سے ایک عورت نے عرض کیا کہ میری ماں ناگہاں مر گئی، اور جو وہ ناگہاں نہ مر جاتی تو کچھ للہ دیتی اور صدقہ کرتی۔ کیا اس کو ثواب ہوگا جو میں اس کی طرف سے للہ خیرات کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں خیرات کرو۔

(ابوداؤد شریف جلد دوم)

(۵) حدیث شریف ۱۸۱۷:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میری ماں مر گئی، پس کونسا صدقہ بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: پانی۔ پس حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھودا اور کہا: یہ کنواں صدقہ ہے اُمّ سعد کے لئے۔ (مشکوٰۃ شریف باب فضل الصدقہ)

(۶) حدیث شریف ۳۲:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (جو بنی ساعدہ کے بھائی بند تھے) کی والدہ فوت ہو گئی اور وہ ان کے پاس موجود نہ تھے۔ ایک دن وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ کی وفات ہو گئی اور میں ان کے پاس حاضر نہ تھا۔ اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ دوں تو وہ انہیں فائدہ مند ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر انہوں نے کہا: میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ مخزاف (نامی) اُن کیلئے خیرات ہے۔ (بخاری شریف جلد دوم)

(۷) حدیث شریف:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم اپنے مردوں کیلئے صدقہ دیتے ہیں، ان کے لئے حج کرتے ہیں، کیا یہ انہیں پہنچتا ہے؟ فرمایا: ہاں، ضرور پہنچتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم میں سے کوئی ایک طبق پر خوش ہو جبکہ اس کو ہدیہ کیا جائے۔ (ذیلی باب حج عن الغیر)

(۸) حدیث شریف:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت نازل کی ہے کہ قبر میں گناہ لے کر داخل

ہوگی اور قیامت کے دن جب قبر سے اٹھے گی تو گناہوں سے پاک و صاف ہو کر اٹھے گی، بسبب استغفار مسلمانوں کے۔ (نور الصدور)

(۹) حدیث شریف:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ میرا باپ مر گیا، اس نے حج نہیں کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: تو حج کر لے اپنے باپ کی طرف سے۔ (سنن نسائی شریف کتاب الحج)

(۱۰) حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کسی آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سے۔ میرا باپ مر گیا ہے اور مال بھی چھوڑ گیا ہے، لیکن وصیت نہیں کر گیا ہے۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو اُس کیلئے صدقہ کفارہ اور موجب نجات ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں، ہو سکتا ہے۔ (سنن نسائی کتاب وصایا)

(۱۱) حدیث شریف:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے مسئلہ پوچھا رسول اللہ ﷺ سے نذر کا۔ جو تھی ان کی ماں کے ذمہ اور وہ مر گئی تھی ادا کرنے سے پہلے۔ آپ نے فرمایا: ادا کر تو اسے سعد اپنی ماں کی طرف سے اس نذر کو۔ (سنن نسائی شریف کتاب وصایا)

(۱۲) حدیث شریف ۱۹۸:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص انتقال کر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کی جانب سے

اس کا دلی روزے رکھے (یعنی فدیہ دے۔) (مسلم شریف کتاب الصوم)

(۱۳) حدیث شریف ۱۰۴۷:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ موجود تھا بقرعید میں، عید گاہ میں جب آپ خطبہ پڑھ چکے تو منبر پر سے اترے۔ اور ایک مینڈھا آیا، آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے ذبح کیا اور فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ یہ میری طرف سے ہے اور میری امت میں اس شخص کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔ (ابوداؤد شریف کتاب النضایا)

نذر

نذر کے دو اقسام ہیں۔ یعنی نمبر ۱: نذر شرعی۔ نمبر ۲: نذر عرفی، جس کو فارسی میں نیاز کہتے ہیں۔

نمبر ۱:۔ نذر شرعی یہ ہے کہ جو چیز آدمی پر واجب نہ ہو اور وہ کسی شرط سے اپنے اوپر واجب کر دے۔ مثلاً یہ کہے کہ اگر میرا فلاں مقصد پورا ہوا تو میں راہ خدا میں اس قدر صدقہ دوں گا، یا اتنی رکعات نماز پڑھوں گا۔ اس نذر کی وفادار واجب ہوتی ہے۔

چونکہ نذر ایک عبادت ہے اس لئے ماسوائے اللہ کے اور کوئی اس کا مستحق نہیں۔ ہاں اور عبادتوں کی طرح نذر اس کا ثواب دوسرے مسلمان کو بخش کر پہنچا سکتا ہے، جس کو ایصالِ ثواب کہتے ہیں۔ (۲) نذر عرفی، نذر شرعی کے ایصالِ ثواب کو نذر عرفی یا نیاز کہتے ہیں:

ثبوت:-

(۱) آیت شریف:

ثُمَّ الْكَلْبُ تَفْتَحُهُمْ وَلِيُطَوَّقُوا نَذْرَهُمْ وَلِيُطَوَّقُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝

(پ ۷، سورۃ الحج، آیت نمبر ۲۹)

پھر (حجاج) اپنا میل کچیل اتاریں اور اپنی نتیں پوری کریں، اور آزاد گھر کا طواف کریں۔

(۲) حدیث شریف ۱۶۰۰:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نذر مانے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں گا تو چاہئے کہ اس کی اطاعت کرے۔ اور جو شخص نذر مانے کہ اس کی نافرمانی کروں گا تو اس کی نافرمانی نہ کرے۔ (یعنی اس نذر کو پورا نہ کرے) (بخاری شریف کتاب الایمان والنذور)

(۳) حدیث شریف:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ نذر دو طرح کی ہوتی ہیں۔ جو نذر کہ اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کیلئے ہو، پس وہی نذر اللہ کے واسطے ہے اور اس کے پورا کرنے کا حکم ہے۔ اور جو نذر ایسی ہو جس میں گناہ ہے، وہ نذر شیطان کیلئے ہے اور پورا کرنا اس کا کچھ ضرور نہیں۔ اور نذر کا کفارہ دیا جاتا ہے جیسا کہ قسم کا کفارہ۔ (نسائی شریف جلد سوم)

(۴) حدیث شریف ۱۴۲۳:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ

نے فرمایا کہ گناہ (کے کاموں) میں نذر نہیں ماننی چاہیے۔ (نہ اس کو پورا کرنا چاہیے بلکہ اس کا کفارہ ادا کر دینا چاہیے) اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔
(ترمذی شریف باب الذور)

(۵) حدیث شریف ۱۵۳۶:

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص نے یہ نذر مانی کہ بوانہ (ایک جگہ ہے) اونٹ ذبح کرے۔ تو اس شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کیا جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت اس میں تھا جو وہ پوجا جاتا تھا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا کفار کی عیدوں میں سے کوئی عید اس میں تھی؟ عرض کیا کہ نہیں۔ تو آپ نے سائل کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر۔ اس لئے کہ گناہ میں نذر کا پورا کرنا جائز نہیں، اور نذر اس چیز میں لازم نہیں ہوتی جس کا ابن آدم مالک نہیں۔ (معلوم ہوا کہ وقایع نذر کیلئے کوئی مصرف مقرر کر دینا جائز ہے) (ابوداؤد شریف باب وقایع الذور)

(۶) حدیث شریف ۳۲۹۰:

حضرت عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے نذر مانی ہے کہ جب آپ جہاد سے واپس تشریف لائیں تو آپ کے سامنے دف بجاؤں۔ آپ نے فرمایا: تو اپنی نذر پوری کر۔ اس

عورت نے یہ بھی کہا کہ میں نے یہ بھی نذر مانی ہے کہ میں فلاں فلاں مقام پر جہاں ایام جاہلیت میں لوگ قربانی کیا کرتے تھے، ذبح کروں۔ آپ نے پوچھا: کیا ان مقامات میں جاہلیت کا کوئی بت تھا جس کی پوجا کیجاتی تھی؟ عورت نے عرض کیا: نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا: کیا ان مقامات میں ایام جاہلیت کے اندر کوئی میلہ لگتا تھا؟ عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کر۔ (مشکوٰۃ شریف باب فی الذور)

(۷) حدیث شریف ۱۵۳۲:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے رسول اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ میری ماں کا انتقال اس حالت میں ہوا کہ وہ اپنی ایک نذر کو پورا نہ کر سکیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کی جانب سے ادا کرو۔ (سنن ابوداؤد، باب قضاء الذور عن الریت)

(۸) مسئلہ:

اگر کوئی اللہ کیلئے نذر کرے اور کسی ولی کے آستانہ کے فقراء کو نذر کے صرف کا محل مقرر کرے۔ مثلاً کسی نے یہ کہا: یا رب میں نے نذر مانی کہ اگر تو میرا فلاں مقصد پورا کرے یا فلاں بیمار کو تندرست کر دے تو فلاں ولی کے آستانہ کے فقراء کو کھانا کھلاؤں، یا وہاں کے خدام کو روپے پیسے دوں، یا ان کے مسجد کیلئے تیل یا بوریا حاضر کروں، تو یہ نذر جائز ہے۔ (رد المحتار)

(۹) چونکہ نذر ایک عبادت ہے۔ اور تمام جانی و مالی عبادت کا ثواب دوسرے مسلمان کو پہنچایا جاسکتا ہے۔ لہذا اگر کسی ناقر نے کہا کہ ”یا اللہ اگر تو میرا

فلاں مقصد پورا کروے تو آپ کے نام ایک دیگ پلاؤ کا صدقہ کروں گا اور اس کا ثواب فلاں ولی کو بخشوں گا، اور یہ کھانا فلاں ولی کے آستانہ کے فقر آء کو کھلاؤں گا، تو جائز ہے۔

(۱۰) مسئلہ:

نذر اولیاء ثمن وجوہ سے مباح اور جائز ہے۔

یعنی:۔ (۱) یہ کہ توفیر اللہ کی جناب میں عرض کرے کہ اگر میری مراد حاصل ہوگی تو اے اللہ! تیری نذر فلاں بزرگ کے مزار کے خدام کو دوں گا۔

(۲) یہ کہ کسی بزرگ کو مخاطب بنا کر ”یا حضرت! آپ جناب الہی میں میری اس مشکل کیلئے دعا کریں کہ میری یہ مراد حاصل ہو جائے۔ آپ کی طرف سے اس قدر طعام یا نقد جناب الہی میں تصدق پیش کروں گا تاکہ آپ کو ثواب بھیجیں۔

(۳) یہ کہ اس بزرگ کو جناب باری تعالیٰ میں وسیلہ اور شفیع بنا کر عرض کرے۔ الہی! فلاں بزرگ کی برکت سے اور بحق اپنی مہربانی اور عنایت، ہر دو امر کے اگر میری مشکل حل ہو جائے تو اس قدر مال آپ کیلئے خیرات کروں گا، اور ثواب اس کا اس بزرگ کے روح کو بخشوں گا تاکہ اس بزرگ پر احسان کرنے سے آپ راضی ہو جائیں۔ (فقہاندہ سیہ مہریہ)

تعزیت اور مردوں کی طرف سے صدقات

احناف کا عقیدہ ہے کہ زندوں کا مردوں کیلئے دعا کرنے اور مردوں کی طرف سے صدقہ دینے سے مردوں کو نفع پہنچتا ہے۔ لہذا برائے تعزیت اور دعا میت کے گھر میں اجتماع اور میت کی طرف سے صدقات (جن کو عرف عام میں اسقاط، تیج ہفتہ، چالیسواں، ششماہی اور برسی کہتے ہیں) سب جائز ہیں، اور میت کے لئے باعث نجات اور ترقی درجات ہیں۔

شہوت:۔

(۱) حدیث شریف ۹۷۷:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرتا ہے، اس کو مصیبت زدہ کی مانند ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی شریف باب الجناز)

(۲) حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما اپنے والد کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے کسی بھائی کی مصیبت میں اس کی تعزیت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کرامت کا لباس پہنائے گا۔ (ابن ماجہ شریف ۱۹۴)

(۳) حدیث شریف ۲۲۳۶:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کہ مُردہ اپنی قبر میں ایسا ہے جیسے وہ یا میں کوئی ڈوبتا اور فریاد کرتا ہو، وہ منتظر رہتا ہے کہ میری ماں، باپ، لڑکا یا دوست میرے واسطے دعا کریں۔ پھر جب یہ دعا کرتے ہیں تو یہ دعا اس کو دنیا و دنیا فیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اور جب زمین والے دعا کرتے ہیں تو اللہ پہاڑ کے مانند ثواب قبر والوں کو پہنچاتا ہے۔ اور زندوں کا تحفہ مُردوں کیلئے یہی ہے کہ ان کیلئے استغفار کریں۔

(مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار)

(۴) حدیث شریف ۸۸۱۴:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو خنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے۔
(مشکوٰۃ شریف، صدقہ و خیرات کی فضیلت)

(۵) حدیث شریف ۵۶۸۸:

حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ کی نماز کو گئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ قبر کے پاس تشریف فرما ہیں اور قبر کھودنے والوں کو ہدایت دے رہے ہیں۔ یعنی یہ کہ پائنتی کی طرف سے قبر کو کشادہ کرو، سر کی جانب سے اور کشادہ کرو۔ جب آپ (دفن سے فارغ ہو کر) لوٹے تو میت کی بیوی کی طرف سے ایک شخص حضور ﷺ کی دعوت کرنے آیا۔ آپ نے دعوت قبول فرمائی، اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھانے گئے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب فی الحجرات)

(معلوم ہوا کہ میت کے گھر میں میت کی طرف سے صدقہ کا کھانا تیار کرنا، اس کھانے کیلئے کسی کو دعوت دینا، اس کھانے میں لوگوں کا شریک ہونا، سب مسنون طریقے ہیں۔)

(۶) حدیث شریف:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے کہ جس گھر میں کوئی مر جاتا ہے اور گھر والے اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں تو اس صدقہ کے ثواب کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نور کی طبق میں اس کی قبر پر لیجاتے ہیں، اور کھڑے ہو کر فرماتے ہیں کہ اسے قبر والے ایہ تحفہ تمہارے گھر والوں نے تم کو بھیجا ہے، اس کو قبول کرو۔ پس مُردہ خوش ہوتا ہے اور اپنے ہمسایہ کو خوشخبری سناتا ہے، اور اس کے ہمسایہ جن کو کوئی تحفہ نہیں پہنچا ہے۔ غمگین رہتے ہیں۔ (نور الصدور)

(۷) حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بروز عید اور عاشورہ رجب کا پہلا جمعہ اور ماہ شعبان کی چند رہویں رات اور شب قدر اور ہر جمعہ کی رات میں ارواح قبروں سے نکل کر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑے ہو کر اپنے پسماندگان سے سوال کرتے ہیں کہ اس مبارک رات میں ہمارے ساتھ کسی صدقہ یا طعام سے امداد کرو کہ ہم محتاج ہیں۔

(وفاقی الاخبار امام عبدالعصم - عقائد سنیہ مہر یہ)

(۸) ثبوت:

حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ شریف زیارۃ القبور میں فرماتے ہیں کہ (۱) میت کے مرنے کے بعد سات روز تک صدقہ کیا جاوے۔ (۲) جمعہ کی رات کو میت کی روح اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے لوگ صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔ (امداد اللغات، ج۱، ص ۲۶۲)

(۱۰) ثبوت:

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں سورۃ الانشقاق کے آیت مبارکہ وَالْقَمَرَ إِذَا تَشَقَّقَ (پ ۳۰، سورۃ الانشقاق، آیت نمبر ۱۸) کے تحت فرماتے ہیں، حدیث میں وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں ڈوبنے والے کی طرح ہے جو کسی فریادرس کا منتظر رہتا ہے۔ اس وقت میں دعائیں، صدقے اور فاتحہ بہت مفید ہیں۔ اسی لئے لوگ ایک سال تک خصوصاً مرنے کے بعد چالیس دن تک اسی قسم کی امداد کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ (تفسیر عزیزی)

(۱۱) ثبوت:

بعد دفن میت کی طرف سے ہر روز سات دن تک صدقہ دینا مستحب ہے جو کچھ بھی میسر ہو۔ (مطحاوی و شامی کتاب الجنائز، المداارج السنیۃ)

(۱۲) تعین وقت:

باقی رہا تعین وقت کا سوال تو امور مباح کے لئے تعین وقت جائز ہے۔ کیا

تم یہ نہیں دیکھتے کہ حضور ﷺ نے یوم عاشورہ کے روزے کا اپنی امت کو حکم دیا تھا، اور شوال کے چھ روزوں کا حکم دیا تھا، اور رات کو نماز تہجد کا حکم دیا تھا، اور صلوٰۃ اشراق کا اور صلوٰۃ صبحی کا، اور ان سب کے اوقات مقرر ہیں۔ اور حکم دیا، کہ پیدائش کے بعد ساتویں روز بچے کا عقیدہ دیا جائے، وغیرہ وغیرہ، ان سب میں آپ نے وقت مقرر کر دیئے ہیں۔ (المداارج السنیۃ)

(۱۳) حدیث شریف ۷۱۶:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہم لوگوں کیلئے وعظ و نصیحت کے دن مقرر فرما دیئے تھے۔ (یعنی کچھ دن نصیحت اور درس فرماتے تھے اور کچھ دن نہیں، تاکہ ہماری طبیعت گھبرانہ جائے۔)

(ترمذی شریف ابواب الادب)

(۱۴) حدیث شریف ۱۶۶۱:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہماروں نے آپ کے احادیث سے فائدہ اٹھایا۔ آپ اپنی طرف سے ہمارے لئے بھی ایک دن مقرر فرما دیجئے کہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ ہم کو وہ باتیں سکھائیں جو خدا نے آپ کو سکھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا: اچھا تم فلاں دن فلاں وقت اور فلاں جگہ حاضر ہوں۔ چنانچہ وقت مقررہ پر عورتیں جمع ہو گئیں۔ (مشکوٰۃ شریف ابواب الجنائز)

زیارت قبور

زیارت قبور سنت ہے۔ عادت المؤمنین کی قبروں پر جانے سے عبرت اور اعزاء و اقرباء کی قبروں پر عبرت کیساتھ آدائے حق اور بزرگوں کی قبروں پر اس کے ساتھ برکات حاصل ہوتے ہیں۔

ثبوت:-

(۱) حدیث شریف ۱۶۷۱:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی۔ پس آپ روئے اور ان لوگوں کو بھی زلایا جو آپ کے گرد تھے۔ پھر فرمایا: میں نے اپنے پروردگار سے اجازت چاہی تھی کہ میں اپنی ماں کی بخشش کی ناناگوں لیکن مجھ کو اجازت نہیں ملی اور اجازت چاہی تھی میں نے ان کی قبر کی زیارت کی، اس کی مجھ کو اجازت ملی گئی۔ پس تم قبروں کی زیارت کیا کرو، اس لئے کہ وہ موت کی یاد دلاتی ہے۔ (مشکوٰۃ باب زیارة القبور، سنن ابی داؤد ۱۳۷۷)

(۲) حدیث شریف ۱۶۷۷:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا اب تم ان کی زیارت کیا کرو، اس لئے کہ قبروں کی زیارت کرنا دنیا سے بیزار کرتا ہے اور آخرت کو یاد دلاتا ہے۔

(مشکوٰۃ باب زیارة القبور، سنن ابی داؤد ۱۳۷۸)

(۳) حدیث شریف ۱۶۷۶:

حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرے یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعہ کے دن، تو بخشش کیجاتی ہے اس کے لئے اور لکھا جاتا ہے وہ نیکی کرنے والا۔ (مشکوٰۃ شریف باب زیارة القبور)

(۴) حدیث شریف ۱۸۹:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے زیارت قبور کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ (ابن ماجہ شریف)

(۵) حدیث شریف:

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی (سنن ترمذی و بہار شریعت حصہ ۶)

(۶) حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اس نے مجھ پر جفا کی۔ (کامل شریف و بہار شریعت حصہ ۶)

(۸) حدیث شریف ۲۶۳۶:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

جس شخص نے حج کیا، پھر مرنے کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو وہ اس شخص کی مانند ہوگا جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (مشکوٰۃ شریف، حرم مدینہ)

(۹) حدیث شریف:

ام المؤمنین حضرت عائشہ، ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی شخص اپنے جان پہچان والے مسلمان بھائی کی قبر کے پاس جاتا ہے اور سلام کرتا ہے تو مردہ اس کو پہچانتا ہے اور محبت کرتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ اگر دنیا میں اس کو نہیں پہچانتا تو بھی خوش ہوتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ (نور الصدور صفحہ ۱۰۳)

(۱۰) حدیث شریف:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہداء اُحد کی زیارت کی اور فرمایا: اے اللہ! تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ شہید ہیں، اور جو شخص ان کی زیارت کرے گا تو یہ اس کے سلام کا جواب دیں گے قیامت کے دن تک۔

حضرت عطا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری خالہ نے شہداء اُحد کی زیارت کی۔ اُن کے ساتھ دو غلام سواری کے جانور کی خدمت کیلئے تھے۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور شہداء اُحد کو سلام کیا، اور سلام کا جواب شہیدوں سے سنا اور یہ بھی کہتے ہوئے سنا کہ ہم لوگ تم کو پہچانتے ہیں جس طرح آپ میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ (نور الصدور صفحہ ۱۰۶)

(۱۱) حدیث شریف ۸۰۸:۳۹:

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے جو شخص کسی امر خلاف شرع کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھوں سے تبدیل کر دے۔ اگر ہاتھوں سے تباہ و برباد کرنے کی قوت نہ ہو تو پھر زبان سے منع کرے اور زبان سے منع کرنے کی قوت نہ ہو تو پھر دل سے اس کو بُرا جانے۔ (مشکوٰۃ شریف، امر بالمعروف)

(۱۲) حدیث شریف ۷۱:۷۱:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نجاشی (بادشاہ حبش) فوت ہوا تو ہم سے لوگ کہا کرتے تھے کہ اس کی قبر پر ہمیشہ نور برستا ہے۔ (سنن ابی داؤد شریف، باب فضل الشہادۃ)

طریقہ زیارت قبور

(۱) زیارت قبور جائز اور مسنون ہے۔ اگر کوئی منجملہ اولیاء کرام اور صلحاء کے کسی بزرگ کی قبر کی زیارت کو جانا چاہے تو مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان میں دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھے اور اس کا ثواب اس بزرگ کو پہنچائے۔ اللہ اس کی قبر میں نور پیدا کرے گا۔ اور اس شخص کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔

(۳) اب روانہ ہو کر جب قبرستان پہنچے تو جو تیاں اتار دے اور کہے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يُغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ وَأَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالسَّلَامِ (مشکوٰۃ باب زیارۃ القبر و دوسری فصل) بعدہ سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھ کر ثواب جملہ اہل قبور کو پہنچا کر اللہ سے اپنے لئے اور ان کیلئے مغفرت کی دعا مانگیں۔

(۳) طریقہ اول:

پھر جب اس بزرگ کے مزار پر پہنچے تو پاکی کی طرف سے جا کر قبر کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور میت کے چہرے کی طرف منہ ہو اور کہے: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يُغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ وَأَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالسَّلَامِ۔ پھر فاتحہ مذکورہ بالا پڑھ کر (اگر یاد ہوں تو آیت الکرسی، سورۃ اذان و اذلت، سورۃ الہکم الکاثر اور سورۃ ملک بھی پڑھ سکتا ہے) اور بعد ایصال ثواب قبلہ رو ہو کر اپنی حاجت کے لئے اللہ سے دعا اور التجا کرے۔ (بہار شریعت حصہ ۱۶)

(۴) طریقہ دوم:

میت کے منہ اور سینہ کے مقابل پشت، قبلہ ہو کر الحمد شریف مع اللہ ذالک الْكِتَابِ لَدُنْكَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ ط (پ ۱، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۲) تک ایک مرتبہ، سورۃ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے اور ثواب میت کو بخشے۔ یا جو کلام اللہ یا کلمہ شریف، درود شریف پڑھا ہو ثواب کا ثواب بخش دے۔ (عقائد سنیہ مہر یہ)

(۵) اگر ڈاکٹر اس بزرگ سے استمداد حاصل کرنا چاہے تو کہے کہ اے میرے

حضرت! فلاں کام کے لئے درگاہ الہی میں دعا اور التجا کرتا ہوں۔ آپ بھی دعا کریں اور سفارش کے ذریعہ سے میری مدد کریں۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۱۸۳)

(۶) اولیاء کرام کے مزارات طیبہ پر سفر کرنا جائز ہے۔ وہ اپنے زائر کو باذن اللہ نفع پہنچاتے ہیں۔ (بہار شریعت حصہ ۴)

احترام قبور مسلمین

قبور مسلمین واجب الاحترام ہیں اور اہل قبور کی اہانت اور بے حرمتی اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی نافرمانی اور تمہر الہی کا باعث ہے۔

ثبوت:-

(۱) آیت شریف:

إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فَمَا لَهُمْ يَتُوبُوا فَهُمْ يُعَذَّبُ عَذَابٌ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ الْحَرِيقِ۔ (پ ۳، سورۃ البروج، آیت نمبر ۱۰)

بے شک جنہوں نے ایذا دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو، پھر توبہ نہ کی، ان کیلئے جہنم کا عذاب ہے، اور ان کیلئے آگ کا عذاب ہے۔

(۲) حدیث شریف:

حضرت ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مؤمن کو مرنے کے بعد تکلیف دینا ایسا ہے جیسا کہ زندگی میں تکلیف دینا۔ (نور الصدور صفحہ ۱۳)

(۳) حدیث شریف:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے

فرمایا: جس چیز سے مردہ اپنے گھر میں تکلیف پاتا تھا، اس سے اپنی قبر میں بھی تکلیف پاتا ہے۔ (نور الصدور صفحہ ۱۳۶)

(۳) حدیث شریف:

حضرت عمار بن خرم سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ کو ایک قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا۔ قبر سے اتر جا اور میت کو تکلیف نہ دے تاکہ وہ بھی تجھ کو تکلیف نہ دے، یعنی تیرے لئے بددعا نہ کرے۔ (نور الصدور صفحہ ۱۳۷)

(۵) حدیث شریف ص ۱۸۹:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ مجھ کو آگ کی چنگاری پر چلنا، یا تلوار پر چلنا، یا پاؤں میں جوتی کا سی لینا کسی مسلمان کے قبر پر چلنے سے زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اور قبروں میں قضائے حاجت کرنے یا بازار میں کرنے میں مجھ کو کوئی افتاء نہیں معلوم ہوتا۔

(ابن ماجہ شریف)

(۶) حدیث شریف ۱۸۹:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قبر پر بیٹھنے سے تمہارے لئے یہ بہتر ہے کہ آگ کی چنگاری پر بیٹھ جاؤ۔ (ابن ماجہ شریف)

(۷) حدیث شریف ۱۹۵۵:

حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ نہ قبروں پر بیٹھ (کیونکہ قبر پر بیٹھنے سے اہل قبر کی بے حرمتی ہوتی ہے) اور نہ قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔ (ترمذی شریف کتاب الجنازہ)

(۸) حدیث شریف ۱۸۹:

حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن وہ حضور ﷺ کے ہمراہ مسلمانوں کے قبرستان سے گزر رہا تھا۔ حضور ﷺ نے ایک شخص کو جوتے پہنے قبرستان میں چلتے دیکھا۔ اُسے (مخاطب ہو کر) فرمایا۔ جوتے والے جوتے اتار دے۔ (ابن ماجہ شریف)

(۹) حدیث شریف:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو، اس لئے کہ میت کو بھی بُرے پڑوسی سے ایذا ہوتی ہے جس طرح زندہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ۱۲۸ ج ۲)

(۱۰) حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ سے میں نے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور آپ ﷺ کہنا۔ مانتے تھے قہور کے عذاب سے اور جہنم کے عذاب سے اور زندوں اور مردوں کے فتنے سے اور دجال کے فتنے سے۔ (سنن نسائی کتاب الاستعاذۃ)

انہدام قبور مشرکین

مشرکین کی قبریں گرانا یا اکھاڑنا جائز ہے۔ مشرکین میں سے یہود اور نصاریٰ کی قبور کی چند خصوصیات یہ ہیں۔

(۱) انکی قبریں بہت اونچی ہوتی ہیں، جیسا کہ اب بھی بعض چھاؤنیوں میں دیکھی جاتی ہیں۔

(۲) اُن کے انبیاء اور صلحا کی قبریں ہاتھوں پر ہوتی ہیں۔

(۳) وہ اپنے انبیاء اور صلحا کی قبور پر مسجد بناتے ہیں۔

(۴) وہ اپنے انبیاء اور صلحا کی قبور کو پوجتے ہیں۔

ثبوت:-

(۱) حدیث شریف ۳۱۳:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو ایک باغ میں مسجد کی تعمیر کا حکم فرمایا۔ اس باغ میں مشرکوں کی قبریں تھیں۔ حضور ﷺ نے ان قبروں کو اکھاڑنے کا حکم فرمایا اور وہ اکھاڑ دی گئیں۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ)

(۲) حدیث شریف: ۱۲۵۴:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کی بعض بیویوں نے ملک حبشہ کے ایک گرجے کا تذکرہ کیا جسے ماریہ کہا جاتا تھا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ گئی تھیں تو اُن دونوں نے اس گرجا کی خوبصورتی اور ان تصویروں کا حال بیان کیا جو اس گرجا میں تھیں۔ آپ ﷺ نے سرائی اور فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کا کوئی مرد صالح

مر جاتا تھا تو یہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے تھے۔ پھر اس صورت کی تصویریں بنا لیتے تھے۔ یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز)

(۳) حدیث شریف ۳۱۹:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے ایک گرجے کا ذکر کیا جو انہوں نے حبشہ کی سرزمین میں دیکھا تھا، اس کو ماریہ کہتے تھے۔ انہوں نے جو تصویریں دیکھی تھیں، آپ ﷺ سے بیان کیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی ایک بندہ (یا یہ فرمایا) کوئی نیک مرد مر جاتا ہے تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے اور اس میں ان کی صورتوں کو بنا دیتے ہیں، یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔ (بخاری شریف کتاب الصلوٰۃ)

(۴) حدیث شریف ۶۶۰:

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خبردار ہو کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اپنے انبیاء اور بزرگوں کی قبروں پر مسجد بنا لیا تھا۔ خبردار کہ تم قبروں کو مسجد بنانا، میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف باب المساجد)

(۵) حدیث شریف ۱۲۴۳:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے جس مرض میں وفات پائی، اس میں فرمایا کہ اللہ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے کہ

انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر ظاہر کر دی جاتی، مگر مجھے ڈر ہے کہ کہیں مسجد نہ بنالی جائے۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز)

(۶) حدیث شریف ۶۹۴:

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میری قبر کو بُت نہ بنا کہ اس کو لوگ پوجنے لگیں۔ پھر فرمایا: اس قوم پر خدا کا غصہ نازل ہوا جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ (مشکوٰۃ شریف باب المساجد)

سفر برائے زیارت القبور

سفر کا حکم اس کے مقصد کے تابع ہے۔ یعنی جائز کام کیلئے سفر کرنا جائز اور حرام کام کیلئے حرام۔ مثلاً سفر برائے حج، طلب العلم، جہاد، تجارت، ملازمت اور علاج وغیرہ کیلئے جائز ہے۔ اور برائے چوری، ڈکیتی وغیرہ حرام۔ لہذا چونکہ زیارت قبور سنت ہے اس لئے اس کے لئے سفر بھی سنت ہے۔

ثبوت:-

(۱) حدیث شریف:

دارقطنی و طبرانی انہیں سے راوی، کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات میں زیارت سے مشرف ہوا۔ (بہار شریعت)

(۲) حدیث شریف:

ابن عدی کامل میں انہیں سے راوی، کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اس نے مجھ پر جفا کی۔ (بہار شریعت)

(ظاہر ہے کہ مندرجہ بالا دونوں حکموں کی تعمیل میں ایک حاجی کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک تین سو میل کا سفر کرنا پڑتا ہے۔)

(۳) حدیث شریف:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ایک مہینہ کی مسافت پر (سفر کر کے) ایک حدیث کیلئے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے۔ (بخاری شریف باب ۶۱)

(۴) حدیث شریف ۸۸:

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو وہاب بن عزیز کی لڑکی سے نکاح کیا۔ اس کے بعد ایک عورت نے آکر بیان کیا کہ میں نے عقبہ رضی اللہ عنہ کو اور اس عورت کو جس سے عقبہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا ہے، دودھ پلایا ہے۔ پس یہ دونوں رضائی بھائی بن گئے۔ ان میں نکاح درست نہیں۔ چنانچہ عقبہ رضی اللہ عنہ اس مسئلہ کے پوچھنے کے لئے مکہ مکرمہ سے سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ گئے۔ (یہ ہوا پیش آنے والے مسئلہ کیلئے سفر کرنا۔) (بخاری شریف کتاب العلم)

(۵) حدیث شریف ۲۰۱:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص طلب علم کیلئے سفر اختیار کرے، اللہ تعالیٰ اس کو بہشت کے راستے پر چلاتا ہے۔ اور فرشتے طالب علم (دین) کی رضا مندی کے لئے اپنے پردوں کا اس پر سایہ کر ڈالتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۶) حدیث شریف ۸۹۰:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ تین مسجدوں کے علاوہ دوسری کسی مسجد کی طرف کچا دے نہ کسے جائیں۔ میری یہ مسجد (مسجد نبوی ﷺ) اور مسجد حرام (یعنی بیت اللہ شریف) اور مسجد اقصیٰ۔ (کیونکہ ان تینوں مسجدوں کو عبادت کے لحاظ سے دنیا کے دوسری مساجد پر فضیلت حاصل ہے۔) (مسلم شریف کتاب الحج)

(۷) ثبوت:

مقدمہ شامی رحمۃ اللہ علیہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں ”میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر آتا ہوں۔ اگر مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور ان کی قبر کے پاس جا کر دعا کرتا ہوں اللہ سے، تو جلد حاجت پوری ہوتی ہے۔“

اس سے چند امور ثابت ہوئے ہیں:-

- (۱) زیارت قبور کیلئے فلسطین سے بغداد تک سفر کرنا۔
- (۲) صاحب قبر سے برکت حاصل کرنا۔
- (۳) صاحب قبر کے پاس جا کر دعا کرنا۔
- (۴) صاحب قبر کو اللہ کی طرف سے ذریعہ حاجت روائی جاننا۔
- (۸) ثبوت:

اولیاء کرام کے مزارات پر سفر کر کے جانا جائز ہے۔ وہ اپنے زائر کو پہچانتے ہیں اور نفع پہنچاتے ہیں اور اگر وہاں کوئی منکر شرعی ہو مثلاً عورتوں سے اختلاط تو اس کی وجہ سے زیارت ترک نہ کی جائے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا، بلکہ اسے برا جانے اور ممکن ہو تو بری بات زائل کر دے۔ (رد المحتار)

بلندی قبور:-

بہت بلند اور میانہ قد دونوں قسم کے قبور احادیث سے ثابت ہیں۔

ثبوت:-

(۱) حدیث شریف:

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز ادا فرمائی، اور قبر پر تشریف لا کر کھڑے کھڑے تین مٹھیاں (مٹی) ڈالیں۔ (دارقطنی۔ بلوغ المرام)

(۳) حدیث شریف ۱۸۸:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر پتھر کی علامت بکرو دی تھی۔
(ابن ماجہ، سنن ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۳۴۹)

(۳) حدیث شریف باب نمبر ۸۶۳:

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ جو ان تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں۔ اور ہم میں زیادہ چھلانگ لگانے والا وہ سمجھا جاتا تھا جو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کو چھلانگ لگائے، یہاں تک کہ اس سے آگے بڑھ جائے۔

(بخاری شریف کتاب الجناز)

(مندرجہ بالا تینوں احادیث سے ظاہر ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر بہت بلند تھی۔)

(۴) حدیث شریف ۱۳۶۳:

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر میں نے کہا۔ اے میری ماں! کھول دے میرے لئے قبر رسول اللہ ﷺ کی اور ان کے دونوں پیاروں کی، یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی۔ تو کھول دیں میرے لئے تینوں قبریں۔ تو نہ بہت بلند تھیں اور نہ زمین سے ملی ہوئی تھیں۔ (یعنی نہ بہت پست) اور سرخ کنکریاں

میدان کی ان پر پتھی ہوئی تھیں۔ (اس سے معلوم ہوا کہ قبروں پر کنکریاں بچانا جائز ہے۔) (سنن ابوداؤد باب فی تسویۃ القبر)
(۵) حدیث شریف ۱۳۰۱:

حضرت سفیان ثمار سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی قبر (مبارک) کو دیکھا ہے جو کوہان کی طرح ہے۔ (بخاری شریف کتاب الجناز)
مَا أَهْلًا بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ کی تشریح
اختلافی مسائل میں سے یہ مسئلہ بھی بہت اہم ہے کیونکہ اہل باطل اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(۱) آیت شریف:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَكُلَّ الْخَنِزِيرِ وَمَا أَهْلًا بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ (پ ۳، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۷۳)

اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار، خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔

(۲) آیت شریف:

حَرَّمْتُ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَكُلَّ الْخَنِزِيرِ وَمَا أَهْلًا لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذِي عَيْنٍ عَلَى النَّصَبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَلَدِ لَأَمِ ذَالِكُمْ فُسْقٌ ۖ

(پ ۶، سورۃ مائدہ، آیت نمبر ۳)

تم پر حرام ہے مردار، خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو، اور وہ جو گلہ گھونٹنے سے مرے، اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینک مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کرو۔ اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا۔ اور پائے ڈال کر بانٹا کرنا۔ یہ گناہ کا کام ہے۔ (نصب وہ پتھر جو خانہ کعبہ کے گرد نصب کئے جاتے تھے اور ان کے پاس بتوں کے نام پر قربانی ہوتی تھی۔ جس کا خون ان پتھروں پر پھیلا جاتا۔ (قاموس)

(۳) آیت شریف:

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ

(پ ۸، سورۃ الانعام، آیت نمبر ۱۲)

اور اُسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا، اور وہ بے شک حکم عدولی ہے۔ اب تحقیق طلب بات یہ ہے کہ قرآن کریم میں مَا أَهْلُ بَيْتِ الْغَيْبِ اللہ سے مراد کیا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں مفسرین کرام نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ اس سے مراد وہی جانور ہیں جن پر چھری چلاتے وقت بِسْمِ اللہ اَللہ اکبر کی جگہ غیر خدا کا نام لیا جائے، جیسے عرب بت پرستوں کا قاعدہ تھا کہ جانوروں کو بتوں کے تھان پر لے جا کر ان کی گردنوں پر چھری چلاتے وقت بِسْمِ اللہ والے پکارا کرتے تھے۔ (لات اور عز ۷۰ بے دہت تھے۔) پس ظاہر ہے کہ مَا أَهْلُ بَيْتِ الْغَيْبِ اللہ سے اس ذبیحہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے جس کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، اور بوقت ذبح غیر خدا کا نام پکارا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر احمدی۔ مدارک، جلالین، جمل، جامع البیان، خازن، معالم، کبیر، ابوالسعود اور روح البیان وغیرہ)

لیکن:-

جس جانور پر بوقت ذبح بِسْمِ اللہ اللہ اکبر کہا گیا ہو اور اس سے تقرب الی اللہ مقصود ہو تو ذبیحہ مائیکل بغیر اللہ میں داخل نہیں۔ باقی رہا ایصالِ ثواب کا مسئلہ، اس کے لئے مالک ذبیحہ (قبل یا بعد از ذبح) جسے چاہے نامزد کر سکتا ہے۔ ثبوت:-

(۱) آیت شریف:

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ۝ وَمَالَكُمْ إِلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۝ (پ ۸، سورۃ الانعام، آیت نمبر ۱۱۸، ۱۱۹)

تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا، اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔ اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔ وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا، مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو۔

(۲) آیت شریف:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَلَا تَقُولُوا لِمَا كَذَبْنَا السُّنَّتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَقْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ طَائِفَاتٌ الَّذِينَ يَقْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يَفْلِحُونَ ۝

(پ ۱۳، سورۃ المائد، آیت نمبر ۱۱۵، ۱۱۶)

تم پر تو یہی حرام کیا ہے، مردار اور خون اور سود کا گوشت اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا۔ پھر جو لاچار ہوا اور خواہش نہیں کرتا اور نہ صد سے بڑھتا۔ تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور نہ کہو اُسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔ بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔

مسئلہ

بعض مسلمان گائے، بکر اور مرغ وغیرہ جو اس لئے پالتے ہیں کہ ان کو ذبح کر کے کھانا پکوا کر کسی ولی اللہ کی روح کو ایصالِ ثواب کیا جائیگا۔ یہ جائز ہے اور جانور بھی حلال ہے۔ اس کو ماہلین یہ بغیر اللہ میں داخل کرنا جہالت ہے کیونکہ مسلمان کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اس نے تقرب الی غیر اللہ کی نیت کی، ہٹ دھرمی اور سخت بدگمانی ہے۔ مسلم ہرگز ایسا خیال نہیں رکھتا۔ عقیدہ اور ولیمہ اور ختنہ وغیرہ کی تقریبوں میں جس طرح جانور ذبح کرتے ہیں اور بعض مرتبہ پہلے ہی سے متعین کر لیتے ہیں کہ فلاں موقع اور فلاں کام کیلئے ذبح کیا جائیگا۔ جس طرح یہ حرام نہیں ہے وہ بھی حرام نہیں۔ (بہار شریعت حصہ ۱۵)

وَأَجِدُ دَعْوَاكَ أَيْنَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

○○○○○

بدعت

لغت میں غنی چیز کو بدعت کہتے ہیں، اور اصطلاح شرح میں بدعت وہ چیز ہے جو حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد ہوئی۔ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ النَّوَوِيُّ الْبِدْعَةُ كُلُّ شَيْءٍ عُمِلَ عَلَى غَيْرِ مَقَالٍ سَبَقَ وَفِي الشَّرْحِ إِحْدَاثُ مَا لَمْ يَكُنْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ایسی چیزیں جس کی مثال زمانہ سابق میں نہ ہو (لغت میں) اس کو بدعت کہتے ہیں، اور شرح میں بدعت یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانہ میں نہ تھی۔

(مرقاۃ جلد اول ص ۱۷۹)

بدعت حسہ بھی ہوتی ہے اور سیئہ بھی ہوتی ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

آنچه موافق اصول وقواعد سنت اوست و قیاس کردہ شدہ براں۔ آں را بدعت حسہ گویند، و آنچه مخالف آں باشد بدعت ضلالتہ گویند۔

جو بدعت کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے اصول وقواعد کے مطابق ہے اور اسی پر قیاس کی گئی ہے اس کو بدعت حسہ کہتے ہیں اور جو بدعت کہ سنت

کے مخالف ہوا سے بدعت گمراہی کہتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۱۳۵)

اور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم پہلی فصل)

جو شخص اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔ اور جو اسلام میں کسی بُرے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس شخص پر اس کے رائج کرنے کا بھی گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۳۳)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے اور سیئہ بھی بدعت حسنہ کا انکار کرنا اس حدیث شریف کا انکار کرنا ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ هَذِهِ أَحَادِيثُ مِنْ قَوَائِدِ الْإِسْلَامِ وَهِيَ أَنْ كُلَّ مَنْ ابْتَدَعَ شَيْئًا مِنَ الشَّرِّ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ اتَّخَذَ بِهَا فِي ذَلِكَ وَكُلَّ

مَنْ ابْتَدَعَ شَيْئًا مِنَ الْخَيْرِ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ كُلِّ مَنْ يَعْمَلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ۔ (رد المحتار ج اول ص ۴۰)

اور علماء فرماتے ہیں۔ یہ حدیثیں اسلام کا قانون ہیں کہ جو شخص کوئی بُری بدعت ایجاد کرے اس پر اس کام میں سارے پیروی کرنے والوں کا گناہ ہے، اور جو شخص کہ اچھی بدعت نکالے اس کو قیامت تک کے سارے پیروی کرنے والوں کا ثواب ہے۔

بدعت کی پانچ قسمیں:

”بدعت کی کل پانچ قسمیں ہیں۔ بدعتِ واجِبہ، بدعتِ مُستحبہ، بدعتِ محرّمہ، بدعتِ مکروہہ، بدعتِ مباحہ۔“

بدعتِ واجِبہ:

وہ نئی چیز جو شرعاً منع نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو، جیسے قرآن وحدیث سمجھنے کے لیے علم نحو کا سیکھنا اور گمراہ فرقوں پر رد کے لیے دلائل قائم کرنا۔

بدعتِ مُستحبہ:

وہ نئی چیز جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کو عام مسلمان کا ثواب جانتے ہوں۔ اس کے کرنے والا ثواب پائے گا اور نہ کرنے والا گناہگار نہیں ہوگا، جیسے مدرسوں کی تعمیر کرنا اور اذان کے بعد صلاۃ پکارتا۔

”دُرِّ مختار باب الاذان میں ہے“

التَّسْلِيمُ بَعْدَ الْاِذَاانِ حَدَّثَ فِي رِجْعِ الْاُخْرَى سَنَةً سَبْعَ مِائَةٍ وَاحِدَى وَثَمَانِينَ وَهُوَ بَدْعٌ حَسَنٌ - مُلَخَّصًا

اذان کے بعد الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ پڑھنا اور رَجْعِ الْاُخْرٰی کے بعد ۸۱ھ میں جاری ہوا اور وہ بدعتِ حسنہ ہے۔

بدعتِ محرمہ:

وہ نئی چیز جس سے دین کو نقصان پہنچے، جیسے اہل سنت و جماعت کے خلاف نئے عقیدے والوں کے مذاہب۔

بدعتِ مکروہہ:

وہ نئی چیز جس سے کوئی سنت چھوٹ جائے، جیسے جمعہ وعیدین کا خطبہ غیر عربی میں پڑھنا، اور خطبہ کی اذان مسجد کے اندر دینا۔

بدعتِ مباحہ:

وہ نئی چیز جس کے کرینہ کرنے پر ثواب و عذاب نہ ہو، جیسے کھانے میں کشا و کی اختیار کرنا اور ریل گاڑی میں سفر کرنا۔

بدعت کی اقسام مذکورہ پر دلائل:

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ السَّلَامِ بْنِ عَبْدِ السَّلَامِ فِي اجْرِ كِتَابِ الْقَوَاعِدِ

الْبَدْعَةُ اِمَّا وَاجِبَةٌ كَتَعْلَمِ النُّحُولَ لِقَوْلِهِ كَلَامِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَكَتَدْوِينِ اُصُولِ الْفِقْهِ وَالْكَلَامِ فِي الْجُرْحِ وَالتَّعْدِيلِ وَامَامَ حَرَمَةٍ كَمَذْهَبِ الْجَبْرِئِيَّةِ وَالْقَدَرِيَّةِ وَالْمُرْجِيَّةِ وَالْمُجَاسِمَةِ وَالرُّدِّ عَلَى هُوَ لَدَى مِنَ الْبَدْعِ الْوَاجِبَةِ لِاَنَّ حِفْظَ الشَّرْعِ يَحْتَاجُ مِنْ هَذِهِ الْبَدْعِ فَرْضَ كِفَايَةٍ وَامَامَهُ وَبِهِ كُنَا حَدَّثَ الرُّبُطِ وَالْمَدَارِسِ وَكُلِّ احْسَانٍ لَمْ يُعْهَدْ فِي الصَّدْرِ الْاَوَّلِ وَكَانَ التَّرَاوِيحُ اَيُّ بِالْجَمَاعَةِ الْعَامَّةِ وَالْكَلَامِ فِي دَعَائِقِ الصُّوفِيَّةِ وَامَامُ مَكْرُوْهَةٍ كَزُخْرُفَةِ الْمَسَاجِدِ وَتَرْوِيْقِ الْمَصَاحِفِ يَعْنِي عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ وَامَامُ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ فَمُبَاحٌ وَامَامُ مَبَاحَةٍ كَالْمُصَافَحَةِ عَقِيبَ الصُّبْحِ وَالتَّوَسُّعِ فِي لَذَائِذِ الْمَاكِلِ وَالْمَشَارِبِ وَالْمَسَاكِينِ وَتَوْسِيْعِ الْاَكْثَامِ -

ترجمہ:- حضرت شیخ عز الدین بن عبد السلام نے کتاب القواعد کے آخر میں فرمایا۔ بدعت یا تو واجب ہے، جیسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کلام کو سمجھنے کے لیے علم نحو سیکھنا، اور جیسے اصول فقہ اور اسماء الرجال کے فن کو مرتب کرنا۔ اور بدعت یا تو حرام ہے، جیسے جبریہ، قدریہ، مرجیہ اور مختسمہ کا مذہب۔ اور ان مذہبوں کا رد کرنا بدعتِ واجبہ سے ہے، اس لیے کہ ان کے عقائد باطلہ سے شریعت کی حفاظت کرنا فرض کفایہ ہے۔

اور بدعت یا تو مستحب ہے، جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کا تعمیر کرنا اور ہر وہ نیک کام جس کا رواج ابتدائی دور اسلام میں نہ تھا۔ اور جماعت کے ساتھ

تراویح اور صوفیا کرام کے دقیق اور باریک مسائل میں گفتگو۔ اور بدعت یا تو مکروہ ہے، جیسے شافعیہ کے نزدیک قرآن مجید کی تزئین اور مساجد کا نقش و نگار۔ اور یہ حنفیہ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔

اور بدعت یا تو مباح ہے، جیسے صبح اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا اور لذیذ کھانے پینے اور رہنے کی جگہوں میں کشادگی اختیار کرنا اور گرتے کی استیوں کو لمبا رکھنا۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۱۷۹)

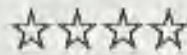
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بعض بدعتیہ است کہ واجب ست چنانچہ تعلیم و تعلم صرف و نحو کہ ہذا معرفت آیات و احادیث حاصل گردد و حفظ غرائب کتاب و سنت و دیگر چیز ہا نیکہ حفظ دین و ملت براں موقوف بود و بعض مستحسن و مستحب مثل بنائے رباطہا و مدرسہا و بعض مکروہ مانند نقش و نگار کردن مساجد و مصاحف بقول بعض و بعض مباح مثل فراخی در طعام ہائے لذیذہ و لباسہا و فاخرہ بشرطیکہ حلال باشند و با عث طغیان و تکبر و مفاخرت نہ شوند و مباحات و دیگر کہ در زمان آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبود چنانکہ غریبال و مانند آن و بعض حرام چنانکہ مذہب اہل بدع و اہوا بر خلاف سنت و جماعت و آنچه خلفائے راشدین کردہ باشند اگر چہ با ن معنی کہ در زمان آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نہودہ بدعت ست و لیکن قسم بدعت حسنہ خواہد بود و بلکہ در حقیقت سنت ست۔

ترجمہ: بعض بدعتیں واجب ہیں جیسے علم نحو و صرف کا سیکھنا اور کھانا کہ اس سے آیات و احادیث کریمہ کے مفہوم و مطالب کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اور قر

آن و سنت کے غرائب کا محفوظ کرنا اور دوسری چیزیں کہ دین و ملت کی حفاظت ان پر موقوف ہے۔ اور بعض بدعتیں مستحسن و مستحب ہیں، جیسے سرائے اور مدرسوں کی تعمیر۔ اور بعض بدعتیں مکروہ ہیں، جیسے کہ بعض کے قول پر قرآن مجید اور مساجد میں نقش و نگار کرنا۔ اور بعض بدعتیں مباح ہیں جیسے کہ عمدہ کپڑوں اور اچھے کھانوں میں کشادگی اختیار کرنا بشرطیکہ حلال ہوں اور غرور و نخوت کا باعث نہ ہوں، اور دوسری مباح چیزیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانہ میں نہ تھیں، جیسے چھائی وغیرہ۔ اور بعض بدعتیں حرام ہیں، جیسے کہ اہل سنت و جماعت کے خلاف نئے عقیدوں اور نفسانی خواہشات والوں کے مذاہب، اور جو بات خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کی ہے اگر چہ اس معنی کو کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ تھی، بدعت ہے لیکن بدعت حسنہ کی اقسام میں سے ہے، بلکہ حقیقت میں سنت ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۱۳۵)



اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں

قَدْ تَكُونُ (الْبِدْعَةُ) وَاجِبَةً كَقَضَائِ الْاَدْلَةِ لِلرَّوْعِ عَلَى اَهْلِ الْفِرَقِ الضَّالَّةِ وَتَعْلَمُ النَّحْوُ الْمُفْهِمِ لِلِكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَمَنْدُوبَةً كَاِحْدَاثِ نَحْوِ رِبَاطٍ وَمَنْدُوبَةً وَكُلِّ اِحْسَانٍ لَمْ يَكُنْ فِي الصُّدْرِ الْاَوَّلِ۔ وَمَكْرُوهَةً كَزُخْرَفَةِ الْمَسَاجِدِ وَمُبَاحَةً كَالْتَوَسُّعِ بِالْبَيْتِ الْمَاكِلِ وَالْمَشَارِبِ وَالشَّيَابِ كَمَا فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ لِلْمُنَاوِي عَنِ تَهْذِيبِ النَّوَوِي

وَمِثْلُهُ فِي الظَّرِيقَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ لِلْبَرِّ كَلْبِي -

ترجمہ:- بدعت کبھی واجب ہوتی ہے، جیسے گمراہ فرقوں پر رد کے لیے دلائل قائم کرنا اور علمِ حق کا یکھنا جو قرآن وحدیث سمجھنے میں معاون ہوتا ہے۔ اور بدعت کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے مدرسوں اور مسافر خانوں کا تعبیر کرنا، اور ہر وہ نیک کام کرنا جو ابتدائی دور اسلام میں نہیں تھا۔ اور بدعت کبھی مکروہ ہوتی ہے، جیسے (بعض کے نزدیک) مسجدوں کو آراستہ و مزین کرنا۔ اور بدعت کبھی مباح ہوتی ہے، جیسے لذیذ کھانے اور پینے اور کپڑوں میں کشادگی اختیار کرنا، جیسا کہ منادی کی شرح جامع صغیر میں تہذیب النووی سے منقول ہے، اور اس کے مثل برکلی کی کتاب طریقہ محمدیہ میں ہے۔ (رد المحتار جلد اول ص ۶۷)

ان عبارات سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ بعض بدعتیں مستحب اور واجب ہوتی ہیں۔ رہی یہ بات کہ حدیث میں ”مَحْلُ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٍ“ آیا ہے یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔ تو اس کے بارے میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔ ”مَحْلُ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٍ عَامٌّ مَخْصُوصٌ۔ (مرقاۃ جلد اول ص ۱۷۹) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول مَحْلُ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٍ عام مخصوص ہے۔

اس طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی تحریر فرمایا ہے۔ دیکھئے۔ (اشعۃ الممعات جلد اول ص ۱۲۵)

بدعتوں کا رواج

اب بدعت حسنا اور مباحہ جو عام طور پر مسلمانوں میں رائج ہیں، اُن کی تفویضی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) مسلمان بچوں کو ایمان، عمل اور ایمان مفصل یاد کرایا جاتا ہے۔ ایمان کی یہ دو قسمیں اور ان کے یہ دونوں نام بدعت ہیں۔

(۲) کلموں کی تعداد، ان کی ترتیب، اور ان کے نام سب بدعت ہیں۔

(۳) قرآن شریف کے تمیز ۳۰ پارے بنانا، ان میں رکوع قائم کرنا۔ اعراب یعنی زیر، زبر وغیرہ لگانا اور آیتوں کا نمبر لگانا سب بدعت ہیں۔

(۴) حدیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا، حدیث کی قسمیں بنانا کہ یہ صحیح ہے، یہ حسن ہے، یہ ضعیف ہے وغیرہ وغیرہ، اور پھر ان کے احکام مقرر کرنا، سب بدعت ہیں۔

(۵) اصول حدیث اور اصول فقہ کے سارے قاعدے قانون بدعت ہیں۔

(۶) فقہ اور علم کلام جن پر آج کل کل دین کا دارومدار ہے، یہ بھی اول تا آخر بدعت ہیں۔

(۷) رمضان شریف میں بیس ۲۰ رکعت تراویح پڑھنا بدعت ہے۔ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ يَنْهَى الْبَدْعَ هَذَا (بخاری ج ۱ ص ۲۶۹، مشکوٰۃ ص ۱۱۵) یعنی یہ بہترین بدعت ہے۔

(۸) روزہ کی نیت اس طرح زبان سے کرنا نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ غَدًا لِلَّهِ تَعَالَى

مِنْ قَرْضٍ رَمَضَانَ ط اور افطار کے وقت اس طرح زبان سے کہنا اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ
وَبِكَ اَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلَىٰ رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔ دونوں بدعت ہیں۔

(۹) زکوٰۃ میں موجودہ سالہ ادا کرنا، اور روپیہ پیسہ سے فطرانہ کا لانا سب بدعت ہیں۔

(۱۰) جہازوں، موٹروں اور لاریوں کے ذریعہ حج کرنا، اور موٹروں میں عرفات شریف میں جانا، سب بدعت ہیں۔

(۱۱) شریعت کے چار طریقے خفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی۔ اس طرح طریقت کے چار سلسلے قادری، چشتی، نقشبندی، اور سہروردی سب بدعت ہیں۔ اور ان کے وظیفے، مراقبے، چلے وغیرہ بھی بدعت ہیں۔ جن کو سب لوگ دین کا کام سمجھ کر کرتے ہیں۔

(۱۲) ہوائی جہاز، ریل، موٹر، ٹیلی فون، ٹیلی ویژن اور لائوڈ اسپیکر وغیرہ سب بدعت ہیں۔ ان ایجادات کو بدعت نہ ماننا جہالت و نادانی ہے کہ شیخ متقی نے چھٹی کو بدعت فرمایا ہے، جیسا کہ اشعۃ اللمعات کے حوالہ سے اوپر مذکور ہوا۔ اب دیوبندی بتائیں کہ ان تمام بدعتوں کی مخالفت وہ کیوں نہیں کرتے اور میلاد و فاتحہ وغیرہ نے ان کا کیا باگاڑا ہے کہ جن کی یہ مخالفت کرتے ہیں۔

انتباہ:- کچھ دیوبندی للہدین اور فی الدین کا فرق کرتے ہیں۔ یعنی کہتے ہیں کہ دین کے لیے بدعت جائز ہے مگر دین میں بدعت ایجاد کرنا جائز نہیں۔ لیکن بیان کا کھلا ہوا فریب ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ جو اوپر مذکور ہوئی، اس میں واضح طور پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ دین اسلام میں بدعت حسنہ ایجاد کرنے والا جب تک اس پر عمل ہوگا ثواب پاتا رہے گا۔

صلوٰۃ وسلام

صلوٰۃ وسلام کھڑے ہو کر پڑھنا، میلا و شریف کے خاتمہ پر پڑھنا اور نماز کے بعد پڑھنا سب جائز ہے۔ دلیل ملاحظہ ہو۔

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں پارہ ۲۲ رکوع ۴ میں فرمایا۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اَمِنُوا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا ط اے ایمان والو! ان پر درود بھیجو اور سلام پڑھو جیسا کہ سلام پڑھنے کا حق ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذِكْرَتْ عِنْدَكَ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔ (رواہ الترمذی، ابواب الدعوات) ترجمہ:- اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ص ۸۶، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ) اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

اَلْبَخِيْلُ الَّذِي مَنَ ذِكْرُ عِنْدَكَ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔

(رواہ الترمذی، ابواب الدعوات)

ترجمہ:- اصل میں بخیل وہ شخص ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(ترمذی، مشکوٰۃ، ص ۸۷، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضائلہ، تیسری فصل)

آیت کریمہ اور احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

پر درود و سلام بھیجنا ضروری ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے ذکر کے وقت درود شریف پڑھنا سخت محرومی اور حضور نبی کریم ﷺ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اس لیے محدثین کرام اور فقہائے عظام نے فرمایا کہ عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے، اور ہر جلسہ ذکر میں درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ خواہ خود نام اقدس لے یا دوسرے سے سنے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں دے سنا نہ امر کردہ است مومنوں را بفرستادن صلوٰۃ و سلام بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجماع کردہ اند براں کہ ایں امر برائے و خوب ست۔ پس بعض گفتہ اند واجب ست ہر بار کہ ذکر شریف دے بگذرد و بعض گویند کہ فرض ست یکبار در عمر چنانکہ شہادت بہ نبوت دے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و زیادہ بر آں مستحب و سنون و از او کہ سنن اسلام و شعار آں۔ قاضی ابوبکر گفت فرض گردانید حق جل و علا بر مومنوں کہ صلوٰۃ و سلام فرستند بر پیغمبر وے و گردانید مرآں را وقتی معین پس واجب ست کہ بسیار گفتہ شود صلوٰۃ و غفلت در زیادہ نشود در آں۔

(احیاء الممات ج ۱، ص ۳۰۳)

ترجمہ:- خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم فرمایا ہے، اور اس بات پر اجماع ہے کہ یہ حکم و خوب کے لیے ہے۔ تو بعض لوگوں نے کہا کہ جب بھی حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر شریف ہو، صلوٰۃ و سلام واجب ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ عمر میں ایک بار فرض ہے، جیسے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کی گواہی دینا اور اس سے زیادہ مستحب و سنون ہے، اور اسلام و شعار اسلام کے سنن میں سب سے زیادہ مؤکد۔

قاضی ابوبکر علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ و

السلام کی بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام پڑھنے کو مسلمانوں پر فرض کیا اور اس کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا، لہذا واجب ہے کہ صلوٰۃ و سلام بہت پڑھا جائے اور اس سے غفلت نہ برتی جائے۔

اور درختار میں ہے۔

هِيَ قَرْضٌ مَرَّةً وَاحِدَةً اِتِّفَاقًا فِي الْعُمَرِ وَخُتِلَفَ فِي وُجُوهِهَا كُلَّمَا ذَكَرَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُخْتَارُ تَكَرُّرُهُ كُلَّمَا ذَكَرَ - ملخصاً
اس بات پر اتفاق ہے کہ عمر میں ایک مرتبہ درود و سلام کا پڑھنا فرض ہے، اور ہر بار ذکر رسول ﷺ کے وقت درود و سلام واجب ہونے میں اختلاف ہے، اور مختار یہ ہے کہ ہر بار ذکر رسول ﷺ کے وقت واجب ہے۔

ان عبارتوں سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ جب بھی سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہو، صلوٰۃ و سلام پڑھنا واجب ہے، یعنی نہ پڑھنا گناہ ہے۔ کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا:-

رہا یہ سوال کہ جب کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم نہیں ہے تو پھر کھڑے ہو کر کیوں پڑھا جاتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کا حکم نہیں ہے تو بیٹھ کر بھی پڑھنے کا حکم نہیں ہے، تو چاہیے کہ بیٹھ کر بھی نہ پڑھا جائے۔ تو پھر کیسے پڑھا جائے؟ آخر ماننا پڑھے گا کہ خدا تعالیٰ کا حکم مطلق ہے یعنی صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے لیے کوئی ہیئت مقرر نہیں ہے۔ اسی لیے اہل سنت و جماعت خفیل میلاد شریف میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور میلاد شریف کے خاتمہ پر کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں تاکہ دونوں طرح سعادت حاصل ہو جائے۔ اس لیے کہ جب حکم مطلق ہے تو اختیار ہے کہ جس طرح چاہیں پڑھیں۔

علاوہ ازیں آیت کریمہ میں حکم ہے سَلِّمُوا تَسْلِيمًا سلام پڑھو جیسا کہ سلام پڑھنے کا حق ہے۔ یعنی ادب و احترام کے ساتھ پڑھو، اور ہمارے عرف میں کھڑے ہو کر پڑھنا تعظیم ہے۔ مگر ہر بار کھڑے ہونا چونکہ دشوار ہے اس لیے صرف ذکر ولادت کے وقت سلام پڑھنے کو کھڑے ہو جاتے ہیں کہ اس میں سر کا راقد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ اور تعظیم کا یہ طریقہ عرب و عجم میں ہر جگہ معمول و رائج ہے۔ جسے فقہاء کرام نے مستحب و مستحسن فرمایا ہے۔

عالم کامل حضرت عثمان بن حسن و میاطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب اثبات قیام میں فرماتے ہیں۔

الْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وَلَدَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرٌ لَا شَكَّ فِي إِسْتِحْبَابِهِ وَاسْتِحْسَانِهِ وَنَدْبِهِ يَحْصُلُ لِفَاعِلِهِ مِنَ الثَّوَابِ الْأَوْفَرِ وَالْخَيْرِ الْأَكْبَرِ لِأَنَّهُ تَعْظِيمٌ أَمْرٌ تَعْظِيمٌ لِلنَّبِيِّ الْكَرِيمِ ذِي الْخُلُقِ الْعَظِيمِ الَّذِي أَخْرَجَنَا اللَّهُ بِهِ مِنَ ظُلُمَاتِ الْكُفْرِ إِلَى الْإِيمَانِ وَخَلَصَنَا اللَّهُ بِهِ مِنَ نَارِ الْجَهَنَّمَ إِلَى جَنَّاتِ الْمَعَارِفِ وَالْإِيمَانِ تَتَعْظِيمُهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ مُسَارَعَةٌ إِلَى رِضَا رَبِّ الْعَالَمِينَ وَأُظْهَرَ أَقْوَى شَعَائِرِ الدِّينِ - وَمَنْ يُعْظِمُ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ - وَمَنْ يُعْظِمُ حُرْمَتِ اللَّهِ فَيُؤْخِرُ عَنْهَا عِنْدَ رَبِّهِ -

ترجمہ :- ذکر ولادت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا بیشک مستحب و مستحسن ہے، جس کے کرنے والے کو ثواب کبیر و فضل کثیر حاصل ہوگا، کہ وہ تعظیم ہے، یعنی اس میں نبی کریم صاحب خلق عظیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم ہے کہ جن کی برکت سے خدائے تعالیٰ ہمیں کفر کی تاریکیوں سے نور ایمان کی طرف لایا، اور ان کے سبب ہمیں جہالت کے دوزخ سے بچا کر معرفت و یقین کی جنتوں میں داخل فرمایا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا رب العالمین کی خوشنوا

دی کی طرف دوڑنا ہے اور قوی ترین شعار دین کا اظہار ہے۔

(خدائے تعالیٰ نے فرمایا) اور جو اللہ تعالیٰ کے شعار کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے (پارہ ۷ ارکوع ۱۱) اور خدائے تعالیٰ نے فرمایا، اور جو اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے (پارہ ۷ ارکوع ۱۱)

اور زین المحرم حضرت سید احمد زین دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ والرضوان الدرر السید میں تحریر فرماتے ہیں۔

وَالْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وَلَا دَيْتِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَطْعَامُ الطَّعَامِ وَغَيْرُ ذَلِكَ مِمَّا يَعْتَادُ النَّاسُ فِعْلَهُ مِنْ أَنْوَاعِ الْبِرِّ فَإِنَّ ذَلِكَ كُلَّهُ مِنْ تَعْظِيمِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

ولادت اقدس کے ذکر کے وقت کھڑا ہونا اور محفل میلاد کے حاضرین کو کھانا وغیرہ دینا اور ان کے سوا دوسری نیکی کی باتیں جو مسلمانوں میں رائج ہیں تو وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہیں۔

اور جو بہت سے مقامات پر بعد نماز صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں وہ بھی بہتر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز سے فارغ ہو کر درود و سلام پڑھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَلِّ تَعْظِيمًا سَلِّ تَعْظِيمًا یعنی دعا کر قبول کی جائے گی، دعا کر قبول کی جائے گی۔

(ترمذی، مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دوسری فصل ص ۸۷) اور وقت کی تخصیص میں کوئی حرج نہیں۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب العلم، پہلی فصل ص ۳۳ میں ہے۔)

عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِي كُلِّ خُمَيْسٍ (متفق عليه)
ترجمہ:- حضرت شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کو وعظ فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

☆☆☆☆☆

حضرت ملا علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

لَعَلَّ وَجْهَ التَّخَضُّصِ لِيُصَلَّ بِرُكْنِهِ إِلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ - (مرقاۃ ج ۱ ص ۲۳۵)

ترجمہ:- غالباً جمعرات کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس کی برکت جمعہ کے دن تک پہنچے۔
تو غالباً بعد نماز صلوٰۃ و سلام کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ جب اس کے بعد
کاروبار کے لیے اٹھے تو صلوٰۃ و سلام کی برکت اس کے ساتھ رہے۔

مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ تیسری فصل ص ۸۷ میں ہے، حضور علیہ
الصلوٰۃ و سلام نے فرمایا۔

إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي أَلَا أُبَشِّرُكَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ لَكَ
مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَوةً صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ (رواہ احمد)

ترجمہ:- کہ جبریل (علیہ السلام) نے مجھ سے کہا۔ کیا میں آپ کو اس بات
کی بشارت نہ دوں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جو شخص آپ پر درود بھیجے گا میں اس
پر رحمت بھیجو گا، اور جو شخص آپ پر سلام پڑھنے گا میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔

علاوہ ازیں جب کسی کام کے لیے کوئی وقت مقرر ہوتا ہے تو اس وقت
خاص میں وہ ادا ہوتا رہتا ہے ورنہ آدمی بھول جاتا ہے۔ اسی لیے لوگ اپنے
کاموں کے لیے وقت مقرر کرتے ہیں۔ اگر وقت مقرر کرنے کی وجہ سے صلوٰۃ
و سلام ناجائز ہو جائے تو اس قانون کی رو سے ہر وہ کام جو وقت مقرر پر کیا جاتا
ہے، سب کو ناجائز ہونا چاہیے۔

مخالفین کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی لکھتے ہیں۔

یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت معمول ہو، اس وقت
وہ یاد آ جاتا ہے اور ضرور ہوتا رہتا ہے، اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں، کبھی خیا
ل نہیں ہوتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں، جن کی تفصیل طویل ہے۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۷)

ان تمام دلائل سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام
پڑھنا، حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ذکر و لاوت کے وقت قیام کرنا اور محفل میلاد
کے آخر میں یا نماز کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنا جائز و مستحسن اور باعث برکت
ہے۔ ان کو شرک و کفر کہنا گمراہی و بد مذہبی ہے۔

مخالفین کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

”مشرک فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ ذریعہ
برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں، اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸)

عجیب بات ہے کہ پیر و مرشد تو مولود شریف کو ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال
کرتے ہیں اور قیام میں لطف و لذت پاتے ہیں، مگر مریدین و معتقدین ان باتو
ں کو شرک و کفر کہتے ہیں۔ تو نہ معلوم پیر صاحب پر وہ کیا فتویٰ لگاتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

انگوٹھے چومنا

اذان میں حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔ حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رد المحتار جلد اول ص ۲۶۷ میں تحریر فرماتے ہیں۔

يُسْتَحَبُّ أَنْ يُعَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْأُولَى عَنِ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قَرَأْتَ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظَفَرِي إِلَيْهَا مِنْ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَإِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ قَاعِدًا لَهُ إِلَى الْجَنَّةِ كَذَا فِي كُنُزِ الْعِبَادِ قَهْطَانِي وَنَحْوَهُ فِي الْفَتَاوَى الصَّوْفِيَّةِ۔

ترجمہ:- مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ نے تو صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہے اور جب دوسری بار سنے تو قَرَأْتَ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللّٰہِ اور پھر کہے اللّٰہُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔ اور یہ کہنا انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھنے کے بعد ہو۔ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رکاب اقدس میں اسے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مثل فتاویٰ صوفیہ میں ہے۔

اور سید العلماء حضرت سید احمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ شامی کے مثل لکھنے کے بعد فرمایا:-

وَذَكَرَ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مَرْفُوعًا مِنْ مَسَّةِ الْعَيْنِ بِبَاطِنِ أَثْمَلَةِ السَّبَابَتَيْنِ بَعْدَ تَقْبِيلِهِمَا عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ وَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي أَهْ كَذَا رَوَى عَنِ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيَبْتَغِيهِ يَعْمَلُ فِي الْفَضَائِلِ۔

(طحاوی علی المراقی مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۱۱)

دیلمی نے کتاب الفردوس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوعہ کو ذکر فرمایا، سرکار اقدس ارشاد فرماتے ہیں، کہ جو مؤذن کے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ کہتے وقت شہادت کی انگلیوں کے پیٹ کو چومنے کے بعد آنکھوں پر پھیرے اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ رَضِيتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا کہے تو اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگی، اور ایسے ہی حضرت خضر علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے۔ اور اس قسم کی حدیثوں پر فضائل میں عمل کیا جاتا ہے۔

حضرت ملا علی قاری "موضوعات کبیر" میں فرماتے ہیں۔

إِذَا ثَبَّتَ رُفْعَهُ إِلَى الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَيَكْفِي لِلْعَمَلِ بِهِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسْمِ اللَّهِ وَسَنَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ

(موضوعات کبیر صفحہ ۳۱۶)

جب اس حدیث کا رفع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لیے کافی ہے، اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔

علمائے شافعی اور علمائے مالکی نے بھی انگوٹھے چومنے کو جائز ٹھہرایا ہے، اور اس کا فائدہ بھی بیان کیا ہے۔ مذہب شافعی کی مشہور کتاب "اعانة الطالبین" اور مذہب مالکی کی مشہور کتاب "کفایۃ الطالب الربانی" میں ہے۔

ثُمَّ يَقْبَلُ إِلَيْهَا مِنْهُ وَيَجْعَلُهَا عَلَى عَيْنَيْهِ لَمْ يَحْمِلْ وَلَمْ يَرْمُدْ أَبَدًا
پھر اپنے انگوٹھوں کو چومے اور آنکھوں سے لگائے تو کبھی اندھانہ ہوگا اور نہ کبھی آنکھیں دکھیں گی۔

بزرگوں نے انگوٹھے چومنے کے حسب ذیل فائدے بیان فرمائے ہیں۔
۱۔ اس کے عامل کو حضور ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔

۲۔ انگوٹھے چومنے والے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیچھے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

۳۔ یہ عمل کرنا والا آنکھ دکھنے سے محفوظ رہے گا اور انشاء اللہ کبھی اندھانہ ہوگا۔

۴۔ آنکھ میں کسی قسم کی تکلیف ہو تو انگوٹھے چومنے کا عمل بہترین علاج ہے،

انتباہ: احادیث کریمہ میں تکبیر کو بھی اذان کہا گیا ہے، لہذا تکبیر میں بھی انگوٹھے چومنا نفع بخش و باعث برکت ہے، اور اذان و تکبیر کے علاوہ بھی حضور ﷺ کا نام مبارک من کر انگوٹھے چومنا جائز و مستحسن ہے، کہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم بھی ہے، اور حضور کی تعظیم جس طرح بھی کی جائے باعث ثواب ہے۔

اولیائے کرام کی نذر

نذر کی دو قسمیں ہیں، فقہی اور عرفی۔ نذر فقہی کے معنی ہیں، غیر ضروری عبادت کو اپنے لیے ضروری کر لینا، اور نذر عرفی کے معنی ہیں، نذرانہ، ہدیہ اور نیاز۔ نذر فقہی خدائے تعالیٰ کے سوا کسی کی ماننا جائز نہیں، اور نذر عرفی جو بزرگان دین کے لیے ان کی حیات ظاہری یا حیات باطنی میں پیش کی جاتی ہیں، جائز ہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے بھائی شاہ رفیع الدین صاحب "رسالہ نذور" میں تحریر فرماتے ہیں۔

نذر یکہ اینجا مستعمل می شود بر معنی شرعی است، چه عرف آست کہ آنچه پیش بزرگان می برند نذر و نیازی گویند۔

لفظ نذر جو کہ یہاں مستعمل ہوتا ہے، شرعی معنی پر نہیں ہے، اس لیے کہ بحرف میں جو کچھ بزرگوں کے یہاں لے جاتے ہیں، نذر و نیاز کہتے ہیں۔

حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ حدیقہ ندیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

مِنْ هَذَا الْقَبِيلِ زِيَارَةُ الْقُبُورِ وَالتَّبَرُّكُ بِضَرَائِحِ الْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ
وَالْتَدَلُّ لَهُمْ بِتَعْلِيْقِ ذَلِكَ عَلَى حُصُولِ شِفَاءٍ أَوْ قَدْومِ غَائِبٍ فَإِنَّهُ مَجَازٌ
عَنِ الصَّدَقَةِ عَلَى الْغَادِمِينَ لِقُبُورِهِمْ۔

اسی قبیل سے ہے، قبروں کی زیارت کرنا اور اولیاء کرام و بزرگان دین کے مزارات سے برکت حاصل کرنا اور بیمار کی شفایا مسافر کے آنے پر اولیاء گذشتہ کے لیے

نذر ماننا کہ وہ ان کی قبروں کی خدمت کرنے والوں پر صدقہ کرنے سے مجاز ہے۔

امام اجل حضرت ابوالحسن ثور الملتی والدین علی بن یوسف شطونی قدس سرہ العزیز جن کو شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء میں اور امام جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں "الامام الاوحد" یعنی بے نظیر امام کہا ہے، وہ اپنی کتاب "ہجۃ الاسرار" شریف میں محدثانہ سانیہ صحیحہ معتبرہ سے روایت کرتے ہیں۔

أَخْبَرَنَا أَبُو الْعُغَافِ مَوْسَى بْنُ عُثْمَانَ بِالْقَاهِرَةِ ٦٦٣ هـ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبِي بِدَمَشَقٍ ٦١٣ هـ قَالَ أَخْبَرَنَا الشَّيْخَانِ أَبُو عَمْرٍو وَعُثْمَانُ الصَّرِفِيُّ وَأَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْحَقِّ الْحَرَمِيُّ بِبَغْدَادَ ٥٥٩ هـ قَالَ كُنَّا بَيْنَ يَدَيِ الشَّيْخِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بِمَدِينَةِ يَوْمَ الْأَحَدِ ثَلَاثَ صَفَرٍ ٥٥٥ هـ

ابو العفاف موسیٰ بن عثمان نے ٦٦٣ ہ میں ہم سے شہر قاہرہ میں حدیث بیان کی کہ میرے والد ماجد ابو المعانی عثمان نے ہمیں ٦١٣ ہ میں شہر دمشق میں خبر دی کہ ہمیں دو بزرگ حضرت ابو عمرو عثمان صریفی اور حضرت ابو محمد عبدالحق حریمی نے ٥٥٩ ہ میں بغداد شریف میں خبر دی کہ ہم ٣ صفر روز یکشنبہ ٥٥٥ ہ میں حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر تھے۔

حضرت نے وضو کر کے کھڑاؤں کو پہنا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ سلام کے بعد ایک عظیم نعرہ مارا اور ایک کھڑاؤں ہوا میں بھیگی، پھر دوسرا نعرہ مارا اور دوسری کھڑاؤں بھیگی، وہ دونوں ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئیں، پھر حضرت نے تشریف رکھی، مگر ہیبت کے سبب کسی کو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ٢٣ دن بعد عجم سے ایک قافلہ حاضر بارگاہ ہوا اور کہا ان مَعَنَا لِلشَّيْخِ نَذْرًا۔ یعنی ہمارے پاس حضرت کی ایک نذر ہے۔ فَاسْتَأْذَنَّا فَقَالَ عَذُوهُ مِنْهُ۔ یعنی ہم نے حضرت

سے اس نذر کے لینے میں اجازت طلب کی۔ حضرت نے فرمایا: لے لو۔ انہوں نے ایک من پریشم، خز کے تھان، سونا اور حضرت کی کھڑاؤں جو اس روز ہوا میں بھیگی تھی پیش کی۔ ہم نے ان سے پوچھا: یہ کھڑاؤں تمہارے پاس کہاں سے آئی؟ انہوں نے کہا، ہم ٣ صفر یکشنبہ کو سفر میں تھے کہ بہت سے ڈاکو سرداروں کے ساتھ ہم پر لوٹ پڑے، ہمارے مال لوٹ لیے اور کچھ آدمی قتل کر دیئے، پھر ایک نالے میں مال تقسیم کرنے کے لیے اترے، نالے کے کنارے ہم تھے، فَقُلْنَا لَوْ ذَكَرْنَا الشَّيْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ فِي هَذَا الْوَقْتِ وَنَذَرْنَا لَهُ شَيْئًا مِنْ أَمْوَالِنَا إِنَّ سَلَامَنَا، یعنی ہم نے کہا کہ اس وقت ہم حضرت غوث اعظم کو یاد کریں اور نجات پانے پر کچھ مال حضرت کے لیے نذر مانیں۔ ہم نے حضرت کو یاد ہی کیا تھا کہ دو عظیم نعرے سنے گئے، جن سے جنگل گونج اٹھا، اور ہم نے ڈاکوؤں کو دیکھا کہ ان پر خوف چھا گیا، ہم سمجھے کہ ان پر کوئی اور ڈاکو آ پڑے، وہ بھاگ کر ہمارے پاس آئے، اور بولے اپنا مال لے لو، اور دیکھو ہم پر کیسی مصیبت آ پڑی، ہمیں اپنے دونوں سرداروں کے پاس لے گئے۔ ہم نے دیکھا کہ وہ مرے پڑے ہیں، اور ہر ایک کے پاس ایک کھڑاؤں پانی سے بھیگی ہوئی رکھی ہے، ڈاکوؤں نے ہمارے سب مال ہمیں واپس کر دیئے اور کہا، اس واقعہ کی کوئی عظیم الشان خبر ہے۔

اور ہجۃ الاسرار شریف میں ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْفَتْوحِ نَصْرُ بْنُ يَوْسَفَ الْأَذْجِي قَالَ أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ إِبْنِ عَمِيلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْقَاضِي قَالَ شَهِدْنَا الشَّيْخَ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الْقَادِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَلْبِسُ النَّدْوَرُ وَيَأْكُلُ مِنْهُمَا۔

حدیث بیان کی ہم سے ابو الفتوح نصر اللہ بن یوسف ازہجی نے، انہوں نے کہا: ہمیں شیخ ابو العباس احمد بن اسمعیل نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں شیخ ابو محمد عبد اللہ بن حسین بن ابو الفضل نے خبر دی کہ ہمارے شیخ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نذریں قبول فرماتے اور بذات خود اس میں سے تناول فرماتے۔

دیکھئے اگر یہ نذر فقہی ہوتی تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سادات کرام میں سے ہیں، اس میں سے ہرگز تناول نہ فرماتے کہ سیدوں کے لیے نذر فقہی میں سے کھانا جائز نہیں، اس لیے کہ اسے وہی کھا سکتا ہے جو زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

اور عارف باللہ حضرت عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ "طبقات کبریٰ" میں حضرت ابوالمواہب محمد شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں۔

وَكَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ دَائِمًا صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِذَا كَانَ لَكَ حَاجَةٌ وَارَدْتُ قَضَاءً هَافًا نَذْرَ نَفْسِي الطَّاهِرَةِ وَلَوْ قُلْنَا فَإِنْ حَاجَتَكَ تَقْضَى.

حضرت ابوالمواہب محمد شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے، کہ میں نے سرکار قدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، حضور نے فرمایا، جب تمہیں کوئی حاجت پیش آئے اور چاہو کہ پوری ہو جائے تو سیدہ طاہرہ حضرت نفیسہ کے لیے کچھ نذر مان لیا کرو، اگر چہ ایک ہی پیسہ ہو، تمہاری حاجت پوری ہوگی۔

ثابت ہوا کہ اولیائے کرام کی نذر، نذر فقہی نہیں ہے، بلکہ نذر عرفی ہے، اسے سادات کرام اور امیر و غریب سب لوگ کھا سکتے ہیں، وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمعیل دہلوی کے دادا اور دادا استاد اور پردادا پیر یعنی شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب کے حال میں لکھتے ہیں کہ وہ

قصبہ ڈاسنہ حضرت مخدوم اللہ دیا قدس سرہ کے مزار پر حاضر ہوئے، رات کا وقت تھا، والد گرامی نے فرمایا کہ حضرت مخدوم ہماری دعوت کر رہے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کے جانا۔ تھوڑی دیر ٹھہر گئے، جب لوگوں کی آمد و رفت بند ہو گئی تو ایک عورت تھالی میں چاول اور شیرینی لیے حاضر ہوئی اور کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا شوہر آجائے گا تو میں اسی وقت یہ کھانے پکا کر حضرت مخدوم اللہ دیا کی درگاہ میں حاضرین کے لیے پہنچاؤں گی، تو میرا شوہر اسی وقت آ گیا تو میں نذر پوری کرنے کے لیے حاضر ہوئی ہوں۔ شاہ صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

”حضرت ایٹاں در قصبہ ڈاسنہ بزیارت مخدوم اللہ دیا رفتہ بوند شب ہنگام بود در آں محل فرمودند مخدوم ضیافت مای کنندوی گویند چیزے خوردہ روید تو قف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد و ملال بر باران غالب آمد آنگاہ زن آنے بیاد طبعی برنج و شیرینی بر سر و گفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہاں ساعت این طعام پہنچد بہ نشینندگان در گاہ مخدوم اللہ دیا، و سائنم دریں وقت آمد ایفائے نذر کردم۔“

(انفاس العارفین صفحہ ۴۴)

اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد شاہ عبدالرحیم صاحب فرمایا کرتے تھے، کہ فرہاد بیک نے کسی مشکل کے وقت میری نذر مانی مگر وہ بھول گئے، نذر پوری نہ کی، تو ان کا گھوڑا بیمار ہو گیا، یہاں تک کہ مرنے کے قریب پہنچ گیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ فرہاد بیک پر یہ مصیبت میری نذر پوری نہ کرنے کے سبب ہے۔ میں نے کہا بھیجا کہ گھوڑا بچانا چاہتے ہو تو ہماری نذر پوری کرو۔ فرہاد بیک نے نذر پوری کی تو گھوڑا فوراً چمپا ہو گیا۔

شاہ صاحب کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

”حضرت ایشاں می فرمودند کہ فرہاد بیک را مشکلے افتاد نذر کرد کہ بار خدایا، اگر ایں مشکل بسر آید ایں قدر مبلغ بحضرت ایشاں ہدیہ دہم آں مشکل معون شد آں نذر از خاطر او برفت، بعد چند سے اسپ او بیمار شد و نزدیک ہلاک رسید، بر سبب ایں مشرف شدم بدست یکے از خادماں گفتہ فرستادم کہ ایں بیماری اسپ عدم وفائے نذرست، اگر اسپ خود را می خواہی نذرے را کہ فلاں محل التزام نموده بفرست، وے نادم شد و آں نذر فرستاد ہماں ساعت اسپ او شفا یافت۔“

(انفاس العارفین)

مذکورہ بالا بزرگوں کے اقوال و احوال سے خوب اچھی طرح واضح ہو گیا کہ نذر عرفی جو بزرگوں کے لیے مانی جاتی ہے، بلاشبہ جائز ہے، اسے ناجائز اور شرک کہنا بزرگوں کو مشرک اور گنہگار ٹھہرانا ہے، البتہ جاہلوں میں بعض غلط فہمیں جو رائج ہیں، ان سے بچنا ضروری ہے۔

سیدی و مرشدی صدر الشریعہ حضرت مولانا حکیم ابو العلامہ امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

”حکم اور تعزیہ بنانے اور پیک بننے اور محرم میں بچوں کو فقیر بنانے اور بدھی پہنانے اور مرثیہ کی مجلس کرنے اور تعزیہ پر نیاز دلوانے وغیرہ خرافات جو ردائض اور تعزیہ دار لوگ کرتے ہیں، ان کی منت سخت جہالت ہے، ایسی منت نہ ماننی چاہیے اور مانی ہو تو پوری نہ کرے۔ (بہار شریعت جلد نہم صفحہ ۳۵)

اور فرمایا:-

بعض جاہل عورتیں لڑکوں کے کان، ناک چھدوانے اور بچوں کی چونیاں رکھنے کی منت مانتی ہیں، اور طرح طرح کی ایسی فہمیں مانتی ہیں، جن کا جواز کسی

طرح ثابت نہیں، اولاً ایسی دہیات منتوں سے بچیں، اور مانی ہو تو پوری نہ کریں، اور شریعت کے معاملہ میں اپنے لغو خیالات کو دخل نہ دیں، نہ یہ کہ ہمارے بڑے بوڑھے یونہی کرتے چلے آئے ہیں، اور یہ کہ پوری نہ کریں گے، تو بچہ مر جائے گا، بچہ مرنے والے ہو گا تو یہ ناجائز فہمیں بچا نہ لیں گی، منت مانا کرو تو نیک کام نماز، روزہ، خیرات، درود شریف، کلمہ شریف اور قرآن شریف پڑھنے، فقیروں کو کھانا دینے، کپڑا پہنانے وغیرہ کی منت مانو۔ (بہار شریعت جلد نہم صفحہ ۳۵)

تکبیر کے وقت بیٹھنا

تکبیر کے وقت بیٹھنے کا حکم ہے، کھڑا رہنا مکروہ و منع ہے، پھر جب تکبیر کہنے والا حَسْبُكَ عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچے تو بیٹھنا چاہیے۔ اس کے بارے میں فقہائے کرام اور شارحین حدیث کی تصریحات درج ذیل ہیں۔

فتاویٰ مالگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں مضمرات سے ہے۔

إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ عِنْدَ الْإِقَامَةِ يُكْرَهُ لَهُ الْإِسْتِظَارُ قَائِمًا وَلَكِنْ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُومُ إِذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ قَوْلَهُ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ ۝

اگر کوئی شخص تکبیر کے وقت آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ بیٹھ جائے اور جب مکبر حَسْبُكَ عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچے تو اس وقت کھڑا ہو۔ شیخ علاؤ الدین محمد بن علی صکفی در مختار میں تحریر فرماتے ہیں۔

دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْمُؤَذِّنُ يَقِيمُ قَعْدًا

جو شخص تکبیر کہہ جانے کے وقت مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے۔

اسی عبارت کے تحت شامی جلد اول صفحہ ۲۶۸ میں ہے۔

يُكْرَهُ لَهُ الْإِنْتِظَارُ قَائِمًا وَلَكِنْ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُومُ إِذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ۔

اس لیے کھڑا ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ بیٹھ جائے، پھر جب مؤذن حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو اٹھے۔

اور مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی عمدة الرعاية حاشیہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی صفحہ ۱۳۶ میں لکھتے ہیں۔

إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يُكْرَهُ لَهُ أَنْ يَنْتَظِرَ الصَّلَاةَ قَائِمًا بَلْ يَجْلِسُ فِي مَوْضِعٍ ثُمَّ يَقُومُ عِنْدَ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ وَبِهِ صِدْرٌ فِي جَامِعِ الْمُضْمَرَاتِ۔

جو شخص مسجد کے اندر داخل ہوا اسے کھڑے ہو کر نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ وہ کسی جگہ بیٹھ جائے، پھر حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت کھڑا ہو، اس کی تصریح جامع المضمرات میں ہے۔

اور علامہ سید احمد طحاوی علی المراقی مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۵۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔

إِذَا أَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْإِقَامَةِ وَدَخَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُ يَقْعُدُ وَلَا يَنْتَظِرُ قَائِمًا فَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ كَمَا فِي الْمُضْمَرَاتِ قَهْطَانِي وَيُفْهَمُ مِنْهُ كَرَاهَةُ الْقِيَامِ إِنْ بَدَأَ الْإِقَامَةَ وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُونَ۔

مگر جب تکبیر کہنے لگے اور کوئی شخص مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے، کھڑے

ہو کر انتظار نہ کرے، اس لیے کہ تکبیر کے وقت کھڑا رہنا مکروہ ہے جیسا کہ مضمرات قہستانی میں ہے، اور اس حکم سے سمجھا جاتا ہے کہ شروع اقامت میں کھڑا ہو جانا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔

لہذا جو لوگ مسجد میں موجود ہیں، تکبیر کے وقت بیٹھے رہیں اور جب مکبر حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچے تو اٹھیں، اور یہی حکم امام کے لیے بھی ہے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں ہے۔

يَقُومُ الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ عِنْدَ عَلَمَانَا الثَّلَاثَةِ وَهُوَ الصَّحِيحُ۔

علمائے ثلاثہ حضرات امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک امام و مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جبکہ تکبیر کہنے والا حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کہے، اور یہی صحیح ہے۔

اور در مختار مع رد المحتار جلد اول صفحہ ۳۲۲ میں ہے۔

وَالْقِيَامُ بِالْإِمَامِ وَمُؤْتَمِرٍ حِينَ قِيلَ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ۔

امام و مقتدی کا حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت کھڑا ہونا سنت مستحبہ ہے۔

اور شرح وقایہ جلد اول مجیدی صفحہ ۱۳۶ میں ہے۔

يَقُومُ الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ عِنْدَ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ

امام و مقتدی حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ کہنے کے وقت کھڑے ہوں۔

شیخ حسن بن علی شرمہالی مراقی الفلاح میں تحریر فرماتے ہیں۔

قِيَامُ الْقَوْمِ وَالْإِمَامِ إِنْ كَانَ حَاضِرًا يَقْرُبُ الْمُحَرَّابَ مِنْ قَبْلِ أَيْ وَقْتُ قَوْلِ الْمُقِيمِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ۔

امام اگر محراب کے پاس حاضر ہو تو امام اور مقتدی کا کبیر کے حسی علی الفلاح کہتے وقت کھڑا ہونا نماز کے آداب میں سے ہے۔

اور حدیث شریف کی مشہور کتاب موطا امام محمد باب "تسوية الصف"

صفحہ ۸۸ میں ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ يَنْبَغِي لِلْقَوْمِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ أَنْ يَقُومُوا إِلَى الصَّلَاةِ فَيَصُفُّوا وَيَسُودُوا الصُّفُوفَ۔

حضرت امام محمد شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کبیر کہنے والا جب حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ نماز کے لیے کھڑے ہوں اور پھر صف بندی کرتے ہوئے صفوں کو سیدھی کریں۔

اور ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۱۹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ أَيْمَنُنَا وَيَقُومُ الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ عِنْدَ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ۔

ہمارے ائمہ کرام حضرت امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے فرمایا کہ امام اور مقتدی حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ کے وقت کھڑے ہوں۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ

المعجات جلد اول صفحہ ۳۲۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔

فقہا گفتند اندمہب آنت کہ نزد حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ باید برخاست۔

فقہائے کرام نے فرمایا، مذہب یہ ہے کہ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ کے وقت اٹھنا چاہیے۔

اور نواب قطب الدین خاں مشکوٰۃ کے اردو ترجمہ مظاہر حق میں لکھتے ہیں۔

"فقہاء نے لکھا کہ جب تکبیر کہنے والا حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ کہے، اس وقت

مقتدی کھڑے ہوں۔"

اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی "مالاہذ منہ" ص ۳۳ میں تحریر فرماتے ہیں۔

نزد حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ امام بر خیزد۔ امام حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ کے وقت اٹھے

اس عبارت کی شرح میں مفتی سعد اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

امام بر خیزد و مقتدیاں نیز زیرا کہ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ امرست بجا آورده شود۔

ترجمہ:- امام اٹھے اور مقتدی بھی، اس لیے کہ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ جو حکم ہے

اسے ادا کیا جائے۔

حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

اقامت کے وقت کوئی اگر آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ

بیٹھ جائے۔ تکبیر کہنے والا جب حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو، یوں ہی

جو لوگ مسجد میں موجود ہوں وہ بیٹھے رہیں۔ اس وقت انھیں جب مکتم حَتَّى عَلَى

الْفَلَاحِ پر پہنچے۔ یہی حکم امام کے لیے بھی ہے۔ آکل اکثر جگہ رواج پڑھ گیا ہے

”فتاویٰ رضویہ میں ہے“

اذا حملنا الاول على الانتهاء والاخر على الابتداء اتحد القولان
انتباه:- بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ پر چونکہ امام کو تکبیر
تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دینے کا حکم ہے، اس لیے اگر لوگ حَسْبِيَ عَلَى
الصَّلَاةِ اور حَسْبِيَ عَلَى الْفَلَاحِ پر انھیں کے تو صفیں درست نہیں ہو سکیں گی، جن کی
حدیث شریف میں بہت تاکید ہے۔ اور اگر صفیں درست کریں گے تو تکبیر اولی
فوت ہو جائے گی، اس لیے شروع اقامت ہی سے کھڑے ہو جانا چاہیے، تو اس
کا جواب یہ ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ پر امام تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر
دے۔ یہ طرفین کے نزدیک مستحب ہے۔ اور اقامت کے وقت حَسْبِيَ عَلَى
الصَّلَاةِ سے پہلے کھڑا رہنا مکروہ ہے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری، رد المحتار، طحاوی علی
مراقی اور عمدۃ العارعیہ کے حوالے میں پہلے گزر چکا ہے۔ تو اگر مقتدی حضرات اس
کراہت سے بچ کر تکبیر اولی نہ پا سکیں تو امام کو چاہیے کہ تکبیر تحریمہ مؤخر کرے،
اس لیے کہ تکبیر تحریمہ ختم اقامت کے بعد کہنے میں تین فائدے ہیں (۱) امام اور
مقتدی دونوں مؤذن کی مکمل اقامت کا جواب دے سکیں گے جو مستحب ہے۔

(۲) مؤذن اقامت سے فارغ ہو کر تکبیر اولی پا سکے گا، اور یہ بھی مستحب ہے۔

(۳) مقتدی کراہت سے بچ کر صفیں سیدھی کر لیں گے۔ اور اگر امام

مستحب پر عمل کرتے ہوئے قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ پر تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر
دے گا تو خود امام اور تمام مقتدیوں کو ایک دوسرے مستحب کا ترک لازم آئے گا کہ

کہ اقامت کے وقت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں، اور بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک
ہے کہ جب تک امام مصلے پر کھڑا نہ ہو اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی، یہ خلاف
سنت ہے۔ (بہار شریعت جلد سوم ص ۳۳)

فقہاء کرام اور شارحین حدیث کی مذکورہ عبارتوں سے روز روشن کی طرح
واضح ہو گیا کہ امام اور مقتدی کو حَسْبِيَ عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت کھڑا ہونا چاہیے۔ یہ
مسئلہ فقہ کی اکثر کتابوں میں اسی طرح مذکور ہے، مگر افسوس کہ آج کل بہت سے
جاہل خصوصاً وہابی، دیوبندی اس مسئلہ پر عمل کرنے والوں سے لڑتے جھگڑتے
اور فتنہ برپا کرتے ہیں، حالانکہ ان کے پیشواؤں نے اردو کی چھوٹی چھوٹی کتابوں
میں بھی اس مسئلہ کو اسی طرح لکھا ہے۔ مفاتیح الجنۃ ص ۳۳ پر ہے کہ جب اقامت
میں حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ کہے، تب امام اور سب لوگ کھڑے ہو جائیں اور ”راہِ نجا
ت ص ۱۲“ میں ہے کہ حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ کے وقت امام اٹھے۔

وہابیوں، دیوبندیوں کا اب بھی اس مسئلہ کی مخالفت کرنا کھلی ہوئی ہٹ
دھری ہے۔ خدائے تعالیٰ انہیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ”آمین
يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ“

انتباہ:- بعض کتابوں میں حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ اور بعض میں حَسْبِيَ عَلَى
الْفَلَاحِ پڑھنے کا حکم ہے تو حَسْبِيَ عَلَى الصَّلَاةِ کے آخر میں انھیں اور حَسْبِيَ عَلَى
الْفَلَاحِ کے شروع میں سیدھے کھڑے ہو جائیں۔

ان میں کوئی اقامت کا مکمل جواب نہ دے سکے گا، اور دوسرے یہ کہ مؤذن تکبیر اولیٰ نہ پاسکے گا، اور تیسرا یہ کہ مقتدیوں کی صفیں درست کرنے کے لیے حتیٰ علی الصلوة سے پہلے کھڑے ہو کر کراہت کا مرتکب ہونا پڑے گا۔ تو مستحب کے لیے کراہت کے ارتکاب کا حکم نہ کیا جائے گا بلکہ اس صورت میں مستحب کو چھوڑ دیا جائے گا۔

جیسا کہ امام ابن ہمام فتح القدر جلد اول ص ۲۰۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔

إِذَا لَزِمَ مِنْ تَحْقِيقِ الْمُنْدُوبِ إِنْ كُنْتَ مَكْرُوهًا تَرَكْ۔ اور جب کہ ارتکاب کراہت کے ساتھ دوسرے مستحب کا ترک بھی لازم آتا ہے تو بدرجہ اولیٰ مستحب پر عمل نہ کیا جائے گا۔ اسی لیے جمہور اور اہل حرمین کا عمل حضرت امام ابو یوسف کے قول پر ہے۔ یعنی امام قدامت الصلوة پر تکبیر تحریر نہیں کہتا بلکہ ختم اقامت کے بعد نماز شروع کرتا ہے۔

جیسا کہ شرح نقایہ ص ۶۳ میں ہے۔ وَالْجَمْعُ هُوَ عَلَى قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ يُهْدِيكَ الْمُؤَذِّنُ أَوَّلَ صَلَوةٍ إِلَى مَامٍ وَعَلَيْهِ عَمَلُ أَهْلِ الْحَرَمَيْنِؕ اور صفوں کی درستی کا اہتمام حضور ﷺ سے اقامت کے بعد بھی ثابت ہے، جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر تحریر کہتے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا کے بندو! اپنی صفوں کو برابر کرو (جیسا کہ مشکوٰۃ شریف، کتاب الصلوة باب تسویۃ الصف، پہلی فصل، ص ۹۷) میں ہے عَسْرَجَ يَوْمَ فَقَامَ حَتَّى كَادَ أَنْ يَكْبِرَ فَرَأَى رَجُلًا يَأْتِي صَدْرَهُ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللَّهِ

لَتَسَوْنَ صُفُوفَكُمْ (رواہ مسلم)

اور حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں روایت ہے کہ یہ حضرات بھی ختم اقامت کے باوجود تکبیر تحریر نہ کہتے بلکہ صفوں کی درستگی کی خبر ملتی تو نماز شروع فرماتے۔

جیسا کہ موطا امام محمد مطبوعہ دیوبند ص ۸۸ میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْتِي رَجُلًا يَتَسَوَّى الصُّفُوفَ فَإِذَا جَاءَهُ فَخَبَّرَهُ بِتَسَوِّيَتِهَا كَبَّرَ بَعْدَهُ وَعَنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ لَا يَكْبِرُ حَتَّى يَأْتِيَهُ رَجُلًا قَدْ سَوَّى يَتَسَوَّى الصُّفُوفَ فَيُخْبِرُوهُ أَنْ قَدْ اسْتَوَتْ فَيَكْبِرُ

(موطا امام محمد کتاب الصلوة باب التسوية المصف)

خطبہ کی اذان مسجد کے باہر سنت ہے

حدیث کی معتبر کتاب ابوداؤد شریف جلد اول ص ۱۶۲ میں ہے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كَانَ يُؤَذِّنُ بَيْنَ يَدَي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ وَأَبَى بَكْرٍ وَعُمَرُ۔ (ابوداؤد کتاب الصلوة پارہ ۶، باب النداء يوم الجمعة)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر تشریف رکھتے

تو حضور ﷺ کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی، اور ایسا ہی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں۔

اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ خطبہ کی اذان مسجد کے دروازے پڑھنا سنت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں خطبہ کی اذان مسجد کے دروازے پر ہی ہوا کرتی تھی۔ اس لیے فقہائے کرام مسجد کے اندر اذان پڑھنے کو منع فرماتے ہیں۔

فتاویٰ قاضی خان جلد اول مصری ص ۸۷، فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص ۵۵ اور بحر الرائق جلد اول ص ۲۶۸ میں ہے لَا يُؤْذَنُ فِي الْمَسْجِدِ یعنی مسجد کے اندر اذان پڑھنا منع ہے۔ اور فتح القدیر جلد اول ص ۲۱۵ میں ہے۔ قَالُوا لَا يُؤْذَنُ فِي الْمَسْجِدِ یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے۔ اور طحاوی علی مرآۃ الفلاح ص ۲۱۷ میں ہے۔ يُشْكِرُهُ أَنْ يُؤْذَنَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا فِي الْقِسْطَانِي عَنِ النَّظْمِ۔ مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے، اسی طرح تہستانی میں نظم سے ہے۔

لہذا یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ خطبہ کی اذان مسجد کے اندر دی جاتی ہے، غلط ہے۔ خدائے تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ اس غلط رواج کو چھوڑ کر حدیث و فقہ پر عمل کریں۔ آمین۔

بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا

بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے، اسے ناجائز کہنا جہالت و نادانی ہے۔ صحابہ کرام نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک اور پائے اقدس کے بوسے لیے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ ذَكْوَانَ وَكَانَ فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ كَجَعَلْنَا نَسْتَبَاكِدُ مِنْ زَوَاجِلِنَا فَنَقْبِلُ يَدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلُهُ

(ابوداؤد ج ۲ ص ۳۵۳، مشکوٰۃ، کتاب الآداب، باب العزائم والعقائد، دوسری فصل ص ۴۰۲)

حضرت زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو وفد عبد القیس میں شامل تھے، وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو جلد جلد اپنی سوار یوں سے اتر پڑے اور ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں اور پاؤں کا بوسہ لیا۔

اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

ازیں جائز پائے بوس معلوم شد۔ (احسن اللغات جلد چہارم ص ۲۵)

اس حدیث شریف سے پاؤں چومنے کا جائز ہونا ثابت ہوا۔

اور علامہ ابن علی حاکمی در مختار باب الاستبراء میں تحریر فرماتے ہیں۔

لَا بَأْسَ بِتَقْبِيلِ يَدِ الرَّجُلِ الْعَالِمِ وَالْمُتَوَدِّعِ عَلَى سَبِيلِ التَّبَرُّكِ۔

برکت کے لیے عالم اور پرہیزگار آدمی کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص ۳۲۱ میں ہے۔

إِنْ قَبْلَ يَدَ عَالِمٍ أَوْ سُلْطَانٍ عَادِلٍ لِيُعْلِمَهُ أَوْ عَدْلِهِ لَكَاسٍ بِهِ۔

اگر علم اور عدل کی وجہ سے عالم اور عادل بادشاہ کے ہاتھ چومے تو جائز ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ الملمعات جلد چہارم ص ۲۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

بوسہ دادن و دست عالم متورع راجح ترست، و بعضی گفتند اند مستحب است و آنکہ بعد از مصافحہ دست خود را بوسند چیز نے نیست و فعل جاہلان است و مکروہ است۔ پرہیزگار عالم کے ہاتھ چومنا جائز ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ مستحب ہے۔ اور جو لوگ کے مصافحہ کے بعد اپنا ہاتھ چومتے ہیں، کوئی چیز نہیں، جاہلوں کا فعل ہے اور مکروہ ہے۔

پھر چند سطر بعد فرمایا۔

اگر بردست عالم یا سلطان بوسہ دہد از جهت علم و عدالت و اعزاز دین لا باس بہ ست۔ و اگر بجهت غرض دنیاوی کند مکروہ است اشد کراہت۔

دین کی عزت اور علم و عدالت کی وجہ سے پرہیزگار عالم اور عادل بادشاہ کے ہاتھ چومتے تو جائز ہے، اور اگر دنیاوی غرض کے لیے ایسا کرے تو سخت مکروہ ہے۔

فناشین کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب الخطر والا باجہ ص ۵۴ میں لکھتے ہیں۔

”و تعظیم دین دار کو کھڑا ہونا دُرست ہے، اور پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے، حدیث سے ثابت ہے۔“ (لفظ رشید احمد غنی عنہ)

ان عبارات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ دیندار عالم اور پرہیزگار آدمی کے ہاتھ چومنا جائز ہے۔

ایصالِ ثواب اور فاتحہ

ایصالِ ثواب کرنا اور فاتحہ پڑھنا جیسا کہ مسلمانوں میں رائج ہے۔ بلاشبہ جائز و مستحسن ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَتَى الصَّدَقَةَ أَفْضَلَ۔ قَالَ الْمَاءُ فَحَقَّرَ بَنُو أَوْ قَالَ هَلِمْ لَكُمْ سَعْدٍ۔

(رواہ ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب فی فضل سقی الماء، نسائی، ج ۲، ص ۱۳۲)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ اُم سعد یعنی میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے لیے کونسا صدقہ افضل ہے؟ سرکارِ اقدس نے فرمایا کہ پانی۔ تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے یعنی اس کا ثواب ان کی روح کو ملے۔ (مشکوٰۃ، باب فضل الصدقۃ، دوسری فصل ص ۱۶۹)

اس حدیث سے چند باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں۔

(۱) میت کو کسی کارِ خیر کا ثواب بخشنا بہتر ہے کہ صحابی رسول نے کنواں کھودنے کا ثواب اپنی ماں کو بخشا۔

(۲) ثواب بخشنے کے الفاظ زبان سے کہنا صحابی کی سنت ہے کہ کنواں کھو

ونے کے بعد انہوں نے فرمایا سَئِدٌ لِّمَنْ سَعْدٌ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے، یعنی اس کا ثواب ان کی روح کو ملے۔

(۳) کھانا یا شیرینی وغیرہ کو سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے۔ اس لیے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا **لَا تَقْرَءُ سَعْدٌ** یعنی یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔

(۴) غریب و مسکین کو کھانا دینے سے پہلے بھی ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے جیسا کہ صحابی رسول نے کیا کہ کنواں تیار ہونے کے ساتھ ہی انہوں نے ایصالِ ثواب کیا، حالانکہ لوگوں کے پانی استعمال کرنے پر ثواب ملے گا۔ اسی طرح اگرچہ غریب و مسکین کو کھانا دینے پر ثواب مرتب ہوگا لیکن اس ثواب کو پہلے ہی بخش دینا جائز ہے۔ اور بزرگانِ دین کے مزارات اور عامہ مؤمنین کی قبروں پر فاتحہ کا جو طریقہ رائج ہے کہ مختلف جگہ سے قرآن مجید کی چند سورتیں اور آیتیں پڑھی جاتی ہیں، پھر ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے، بلاشبہ جائز و مستحسن ہے۔ اسی طرح پانچوں وقت نماز سے فارغ ہو کر دعاؤں میں الفاتحہ کے بعد سورہ اخلاص وغیرہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنا جیسا کہ بمبئی وغیرہ میں رائج ہے، بہتر ہے، اس لیے کہ ایصالِ ثواب کرنے والے اور جن کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے دونوں اجر و ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔

در مختار بحث قراءۃ للمیت میں ہے۔

فِي الْحَدِيثِ مَنْ قَرَأَ إِلَّا خُلَاصَ أَحَدَ عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهَا لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بِعَدَدِ الْأَمْوَاتِ۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص گیارہ بار سورہ اخلاص یعنی **قُلْ اللَّهُ** پڑھے، پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اس کو تمام مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔ اور ردالمحتار شامی میں اسی جگہ شرح الباب سے ہے۔

يَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا تيسَّرَ لَهُ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَالْأَوَّلِ الْبَكْرَةِ وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ وَأَمَّنَ الرَّسُولَ وَسُورَةَ يَسْمِنَ وَتَبَارَكَ الْمَلِكُ وَسُورَةَ التَّكْوِيْنِ وَخُلَاصَ إِثْنَيْ عَشَرَ مَرَّةً أَوْ أَحَدِي عَشَرَ أَوْ سَبْعًا أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ أَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْنَا إِلَى فُلَانٍ أَوْ أَلِيهِمْ۔

جو ممکن ہو قرآن پڑھے یعنی سورہ فاتحہ سورہ بقرہ کی پہلی آیتیں، آیت الکرسی آمن الرسول، سورہ یسین، سورہ ملک، سورہ انکار پڑھے۔ اور سورہ اخلاص گیارہ بار، گیارہ، سات یا تین بار پڑھے پھر کہے کہ یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں کو پہنچا دے۔

اور جو کھانا و مالیدہ وغیرہ بنا کر اماکنِ کریمین حضراتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا کسی دوسرے بزرگ کی نیاز کرتے ہیں وہ بھی جائز اور باعثِ برکت ہے۔ جیسا حضرت شاہ عبد العزیز صاحبِ محدث دہلوی فتاویٰ عزیز یہ جلد اول ص ۸۷ میں تحریر فرماتے ہیں۔

طعامیکہ ثواب آں نیاز حضراتِ امامین نمایندہ برآں فاتحہ و قل وورد و خواندن تمیرک می شود و خوردن او بسیار ثواب است۔

جو کھانا کہ حضرات حسنین کو نیا کریں اس پر فاتحہ، قل اور درود شریف پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

اور فتاویٰ عزیزیہ جلد اول ص ۵۰ میں ہے۔

اگر مالیدہ و شیر برنج بنا پر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشیاں پختہ بخوراند مضائقہ نیست جائزست۔

اگر مالیدہ اور چاولوں کی کھیر کسی بزرگ کے فاتحہ کے لیے ایصال ثواب کی نیت سے پکا کر کھلائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، جائز ہے۔

پھر چند سطر بعد فرمایا

اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیارایہم خورون ازاں جائزست۔

اگر فاتحہ کسی بزرگ کے نام کیا گیا تو مالداروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے۔

اور آج کل فاتحہ و نیاز کی جو صورت عام طور پر رائج ہے، وہ بھی جائز ہے، جیسا کہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی جنہیں دیوبندی لوگ اپنا پیر، دادا پیر اور پردادا پیر مانتے ہیں، وہ لکھتے ہیں۔

”بلکہ اگر کوئی مصلحت باعث تقیید ہیئت کذا ایہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورہ اخلاص معین کرنے کو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے، اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی۔ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل میں ایصال ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین نے یہ خیال کیا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے، اسی

طرح اگر یہاں زبان سے کہ لیا جائے کہ ہاتھ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو مال دیا تو اس کا اشارہ یہ رو برو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو، تو کھانا دے، اس کے کسی کو یہ خیال ہو، یہ ایک دعا ہے، اس کے ساتھ اگر کچھ کلام اسی طرح کھانا دے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے کہ اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے، کہ اس کا ثواب دین میں ہے۔

چہ خوش بود برآید بیک کرب و غم، قرآن کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں، کسی پالے لکیں۔ کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لیے رفع یدین سنت ہے، ہاتھ بھی اٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کہ مسکینوں کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے، کہ پانی یا ثواب ہے۔ اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا۔ پس یہ بیت کلام کا ثواب ہوگی۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۶)

پھر حاجی صاحب آگے لکھتے ہیں۔

اور گیارہویں شریف حضرت لوط پاک قدس سرہ اور دواں دواں چہلم و ششماہی و سالیانہ وغیرہ اور تو حضرت شیخ احمد عبدالحق رودہلی علیہ السلام اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و حلوانے شہید و گیارہویں ثواب کے کام اسی قاعدہ پر مبنی ہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۷)

حاجی صاحب نے فیصلہ کر دیا کہ فاتحہ و نیاز کی مراد سورہ اخلاص و سورہ ہیسواں وغیرہ جائز ہے۔ اب بھی ان باتوں کو ناجائز کہنا دیوبندیوں کی صلی ہوئی ہٹ دھرمی ہے، اور حاجی صاحب کو گتہنگار ٹھہرانا ہے۔

فاتحہ کا آسان طریقہ

پہلے تین یا پانچ یا سات بار درود شریف پڑھے، پھر کم سے کم چاروں قل، سورہ فاتحہ اور آلہ سے مفلحون تک پڑھے۔ پھر آخر میں تین یا پانچ یا سات بار درود شریف پڑھے اور بارگاہ الہی میں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کرے۔

یا اللہ! ہم نے جو کچھ درود شریف پڑھا ہے، اور قرآن مجید کی آیتیں تلاوت کی ہیں، ان کا ثواب (اگر شیرینی یا کھانا ہو تو اتنا اور کہے کہ اس کھانا اور شیرینی کا ثواب) میری جانب سے حضور ﷺ کو نذر پہنچا دے۔ پھر ان کے وسیلے سے جملہ انبیاء کرام علیہم السلام و صحابہ اور تمام اولیاء و علماء کو عطا فرما۔

پھر اگر کسی خاص بزرگ کو ایصالِ ثواب کرنا ہو تو ان کا نام خصوصیت سے لے، مثلاً یوں کہے کہ خصوصاً حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نذر پہنچا دے۔ اور پھر جملہ مومنین و مومنات کو ارواح کو ثواب عطا فرما۔ اور اگر کسی عام آدمی کو ایصالِ ثواب کرنا ہو تو اس کا ذکر خصوصیت سے کرے۔ مثلاً یوں کہے کہ خصوصاً ہمارے والد و والدہ کی روحوں کو ثواب پہنچا دے، اور پھر جملہ مومنین و مومنات کی ارواح کو ثواب عطا فرما۔

آمِینَ یا رَبَّ الْعَالَمِینَ بِرَحْمَتِكَ یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ ۝

بانی ادارہ صراطِ مستقیم پاکستان مولانا فاضل کٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

کا اہم اور اچھوتے موضوعات پر لٹریچر

فہم دین ازل تا ہم	1300 روپے	شانِ ولایت قرآن و حدیث کی روشنی میں	120 روپے
عائجات جنازہ جائز نہیں	220 روپے	حضرت عمرؓ کا جسمی ذوق	20 روپے
مقبورہ قرآن بدلنے کی واردات	140 روپے	امام عظیمؒ کی بحیثیت ہانی نقاد	20 روپے
محاسن اخلاق	100 روپے	محبت دینی کی شرعی حیثیت	20 روپے
فہم نبوت قرآن و حدیث کی روشنی میں	45 روپے	صنوعہ و سلام پر اعتراض آخر کیوں	20 روپے
میرے لئے اللہ کافی ہے	40 روپے	فقد حقی پر چند اعتراضات کے جوابات	20 روپے
حق چار پر	40 روپے	رہ سلط اور اہلسنت کی وعدہ داریاں	20 روپے
جنت کی خوشخبری پالنے والے دس صحابہ کرام	40 روپے	طائفہ علی منصوبہ بندی اور اسلام	20 روپے
غزواتِ آخرت	40 روپے	فحش کالوں کا مذہب	20 روپے
بابِ اہم کی ہیں	40 روپے	رسول اللہ ﷺ کی نماز	20 روپے
سرکارِ نبوت عظیم اور آپ کا آستانہ	40 روپے	ترکِ تعلیم کی تباہ کاریاں	20 روپے
ایک دوسلمہ کے سوالات کے جوابات	40 روپے	اسلام کو دینِ پیشِ عالمگیر کا اور ایک اور ایک کامل	20 روپے
شانِ رسالت سمجھنے کا ایسا دینی طریق	40 روپے	صراطِ مستقیم کی روشنی	20 روپے
توحید و شرک	40 روپے	مستقلی فاضل کیوں پر ہے	20 روپے
اہم اہلسنت و جماعت ہیں	40 روپے	رسول اللہ ﷺ کی بحیثیت ہمیشہ	20 روپے
تحفظ ناموس رسالت ایک فرض ایک قرض	40 روپے	منصب نبوت اور عقیدہ مومن	20 روپے
چٹا گائیک میں چند روز	20 روپے	محبت الہی اور ان کی چاشنی	20 روپے
تحفظ حدود اللہ اور تربیتی عمل	30 روپے	فہم کو کو	20 روپے
ایصالِ ثواب اور کیا دعویٰ شرعی کی حیثیت	30 روپے	عملِ شفاعت اور عقیدہ صحابہ	20 روپے
فقد حقی سنت نبوی کے آئینہ میں	30 روپے	توحید باری تعالیٰ	20 روپے
دینِ اسلام کے لیے آئینہ آبرور	30 روپے	قربانی صرف تین دن چاشت و عقیقہ کے ہمارے	20 روپے
افواشِ نور	30 روپے	نماز قرآن 20 رکعت سنت ہے	10 روپے
جاہلی مذمت	20 روپے	تعداد ان پندرہ تفسیر	30 روپے
اصلاح اور اس کا اثر	20 روپے	ترجمہ دار	30 روپے
نوریت مصلحتی نظام کا انکار	20 روپے	سنگہ عالم سے کلمات 4-1	40 روپے
		مصلحتی معاملہ و فقر	40 روپے

صراطِ مستقیم پاکستان

بانی ادارہ مولانا فاضل کٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

www.vastar.com

www.vastar.com